

طیب الدیان

کی

تقریرات الیمنان

مکتبہ اسلامیہ لاہور

ناشر

مکتبہ اسلامیہ

۳۰ اردو بازار \* لاہور



نام کتاب :

اطیب البیان

مصنف :

صدر الفاضل مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ

صفحات :

280

طابع :

پیر بھائی پرنٹر

ناشر :

مکتبہ اسلامیہ - ۴۰ - اردو بازار، لاہور -

کمپوزنگ :

اتحاد کمپوزنگ سنٹر، اردو بازار، لاہور





صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
33	توحید کے معنی	17	کفار جبری کیوں ہوئے
35	شرک کی تعریف	18	وہابیوں سے میل جول رکھنے کا نتیجہ
35	شرک و عدم شرک کا بین فرق	18	وہابی دراصل خارجی ہیں
36	کسی کے کمال کا اعتقاد اگر اس کو مستقل بالذات	18	وہابیہ کے نزدیک تمام مسلمان مشرک ہیں
	جان کر نہ ہو شرک نہیں	19	پیشوا سے وہابیہ سے سر میں ملک گیری کا سودا
38	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پرند بنانا مردے زندہ	20	تقویت الایمان کی بدولت فرقہ بندی و جنگ کی
	کرنا بیماروں کو تندرست کرنا		بنیاد پڑی
39	شرک اصغر	21	وہابیت کے دو اصول
39	مولوی اسماعیل کی بحث شرک اکبر میں ہے		روافض و خوارج نے بھی گمراہی پھیلانے کیلئے
40	مسلمانوں پر شرک کا حکم صاحب تقویت الایمان	22	یہی اصول تجویز کئے جن پر وہابیہ عامل ہیں
	کا بہتان ہے	24	قرآن شریف میں وہابیت کے اصول کا رد
41	تقویت الایمان نے کروڑوں مسلمانوں کو بے	24	صراط مستقیم کیا ہے
	دردی سے خارج از اسلام کر دیا	24	تقویت الایمان نے دین کا تمام نظام و رہنم برہم کر
41	صاحب تقویت الایمان کا دعویٰ خدائی		دیا
41	تقویت الایمان ہی کے حکم سے اس کے ماننے	25	انبیاء صدیقین و شہداء و صالحین کی راہ صراط
	والے مشرک		مستقیم ہے
42	بنیادینے روزی و سبغ کرنے شفا بخشے میں مومن	26	وہابیت کا دو سرا اصول
	و مشرک کے اعتقاد کا فرق	27	تقویت الایمان کا قرآن پاک پر پہلا افترا
42	شاہ عبدالعزیز صاحب اسماعیلی شرک کی زد میں		علم دین کیلئے عالم کی ضرورت سمجھنا
43	اولیاء و صلحا کی ارواح سے نفع پانا اور انہیں	28	صاحب تقویت الایمان کے نزدیک کفر ہے
	ایصال ثواب کرنا	28	تقویت الایمان کے حکم سے مولوی محمود حسن
43	بزرگوں کو مصیبت کے وقت پکارنا اور ان سے		دیوبندی کافر
	توسل	31	اسماعیلی اصولوں سے غیر مقلد و غیرہ بے دین پیدا
44	یسود حضور کے نام پاک کے وسیلہ سے فتح و		ہوئے
	نصرت طلب کرتے اور پاتے تھے	32	حضرت علی مرتضیٰ نے واعظ بے علم کو مسجد سے
44	نہا غیر اللہ کے شرک ہونے کا ابطال		نکلوا دیا
45	قرآن کریم میں غیر اللہ کو نہ انہیں	33	توحید و شرک کا بیان



صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
46	تقویت الایمان کے حکم سے ہر نمازی مشرک ہے اور شرک عبادت میں داخل ہے	46	حضور کے دربار میں دو سروں کی طرف سے سلام عرض کرنا
47	حضور ﷺ مومنین کے پیش نظر ہیں بالخصوص عبادت کی حالت میں	47	در بار اقدس میں اوبابہ سبت نماز حاضر ہونا
47	حضور ﷺ نمازیوں کی ذات میں موجود و حاضر ہیں	47	مشکل کے وقت مقبولان بارگاہ کو پکارنا حدیث سے ثابت ہے
47	تقویت الایمان کی رو سے نمازوں میں شرک واجب ہے	47	حدیث شریف سے ندا و طلب مدد کا ثبوت
48	صراط مستقیم میں اسماعیل کا یہ قول کہ نماز میں حضور کا خیال گدھے اور تیل کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر ہے	47	وہابیہ کی خیانت ظفر جلیل کی عبارت میں قطع و برید
49	انبیاء کو ندا کرنا شریعت نے عبادت میں داخل کیا ہے	48	مسلمانوں کو مشرک قرار دینے کیلئے کتابوں میں تحریف
49	حضور کو ندا اور حضور کے وسیلہ سے مینا ہونے کی دعا	49	حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر سے سلام کا جواب
49	ناہینا کا حضور کے وسیلہ سے دعا کر کے مینا ہو جانا	49	گمشدہ چیز پانے کے لئے فاتحہ پڑھ کر حضرت سید احمد بن علوان کو ندا کرنا
50	یا محمد پکارنا	49	ہرنی کا حضور کو ندا کرنا
51	صحابہ کا حضور علیہ السلام اور خلفائے راشدین کو ندا فرمانا مسجد میں داخل ہوتے وقت حضور کو ندا کر کے سلام عرض کرنا	49	شجر و حجر اور کعبہ معظمہ کا حضور کو ندا کر کے سلام عرض کرنا
51	امام صاحب نے قبر انور پر ندا کے ساتھ عرض سلام سنت فرمایا	50	مولوی اسماعیل کے عقیدہ پر کعبہ بھی مشرک
52	ثبوت ندا و طلب حاجت میں فقہ کی عبارتیں	51	اعرابی کا روضہ پاک پر یہ ندا سلام کرنا اور مرثیہ مغفرت پانا
53	حضور پر صلوٰۃ و سلام عرض کرنے کیلئے قاصد بھیجنا	51	شاہ ولی اللہ صاحب کا حضور کو ندا میں کرنا
56	روضہ مبارک کے حضور بشکل نماز کھڑا ہو کر صورت مبارک کا تصور کرنا	51	حضور سے مدد چاہنا آپ کو واجب اور دفع بلا و مصیبت اور شفیع و حاجت روا جاننا
		52	بانی مدرسہ دیوبند کی ندائیں اور استدعا
		53	یاشع عبد القادر جیلانی شینا اللہ کے وظیفہ پڑھنے کے متعلق مولوی رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ
		56	تقویت الایمان کے حکم سے اس کے گھروالے بھی مشرک اور خود اسماعیل بھی اپنے مشرک کے

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
73	پچھندے میں	73	جو آیت مشرکین کے حق میں نازل ہوئی صاحب
74	عبدالنبی علی بخش وغیرہ نام رکھنا	74	تقویت الایمان نے اس کو مسلمانوں پر ڈھالا
75	تقویت الایمان سے مولوی اسماعیل اور ان کے تمام ماننے والے مشرک	75	جو آیتیں کفار کے حق میں نازل ہوئیں انہیں مسلمانوں پر چسپاں کرنا خارجیوں کا طریقہ ہے
76	بزرگوں کے وسیلہ اور ان کی برکت سے بلاؤں اور مصیبتوں کا دفع ہونا	76	وہابی خارجی ہیں
77	اللہ و رسول کا غنی فرمانا	76	اسماعیل دہلوی اور اس کے متبعین اپنے مشرک میں خود گرفتار
77	خدا اور رسول کا فضل و عطا	77	تقویت الایمان کی قرآن کے معنی میں تحریف
77	حضرت مسیح علیہ السلام کا بحکم الہی اندھوں کو بینا	77	قرآن پاک نے بتوں پر جو حکم دیا تھا وہ تقویت الایمان میں انبیاء و اولیاء پر لگایا
78	ابدال کی برکت سے بارش ہوتی ہے اور دشمنوں پر فتح ہوتی ہے۔ بلائیں ملتے ہیں	78	تقویت الایمان کا قرآن پاک پر دو سرا افترا
78	کائنات کی ہستی حضور کے طفیل سے ہے	78	محبوبان حق کی شفاعت
79	تقویت الایمان کے حکم سے شاہ ولی اللہ صاحب اور مولوی محمد قاسم صاحب مشرک	78	حضور کو شفاعت کا اذن مل چکا آپ ماذون و موعود ہیں
80	تسمیہ میں نقل شرط نہیں	80	اسماعیل کا یہ قول کہ تمام آسمان و زمین میں کوئی کسی کا ایسا سفارشی نہیں اللہ تعالیٰ پر افترا اور قرآن پاک پر بہتان ہے
80	لفظ عبد کے معنی اور اس کا اطلاق	80	انکار شفاعت کا عقیدہ وہابیہ نے معتزلہ سے لیا
81	امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کا اپنے آپ کو حضور کا عبد و خادم کہنا	81	تمام مفسرین کا اجماع کہ آپ فہماتہم کفار کے حق میں ہے
81	کسی کے نام کا جانور کرنا	81	قرآن پاک میں بتوں کے بالذات نافع و ضار ہونے کی نفی ہے
84	حضرت مسیح کا پرند پیدا کرنا	84	تقویت الایمان میں قرآن پاک پر افتراء اور تحریف کہ بت پرستوں کا حکم مسلمانوں پر لگا دیا
84	استعانت بالغیر	84	تقویت الایمان کا پیغمبروں پر افتراء اور ایمانیات بالخصوص انبیاء کو ماننے کا انکار
85	اسماعیل دین میں شاہ صاحب مشرک	86	قرآن پاک میں مرسلین و قرآن اور کتب سابقہ
85	حضور کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا ہوئیں تصرف	86	
86	صاحب تقویت الایمان نے ایمانی و قرآنی عقیدوں پر مسلمانوں کو مشرک ٹھہرایا	87	



صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
97	صاحب تقویت الایمان کے نزدیک پیغمبر علیہ السلام کا حکم ماننا شرک ہے	105	کسی کی منت ماننی مشکل کے وقت کسی کو پکارنا
98	قرآن پاک پر تقویت الایمان کا چوتھا افتراء	106	تقویت الایمان کا شرک وہابیوں کو پڑائے گا
98	تقویت الایمان کا قرآن کریم پر پانچواں افتراء	98	ہر جگہ حاضر و ناظر سمجھنا
99	تقویت الایمان کی قرآن پاک پر چھٹی تہمت	98	وہابیوں کا فرضی خدا علم و قدرت ذاتی نہیں رکھتا
100	تقویت الایمان کا قرآن پاک پر ساتواں بہتان	99	وہابیوں کے ذمہ کروڑوں شرک
100	اسمعیل کے قول سے صد ہا آیتوں کا انکار اور بت پرستی کا شرک نہ ہونا لازم آتا ہے	100	ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا
100	تقویت الایمان کا قرآن پاک پر آٹھواں افتراء	108	سارا عالم حبیب خدا ﷺ کے پیش نظر ہے
101	تقویت الایمان کے حکم سے شاہ ولی اللہ صاحب اور مولوی محمد قاسم نانوتوی اور تمام نمازی ابو جہل کے برابر مشرک ہیں	108	حقیقت محمدیہ موجودات کے ذرے ذرے میں سرایت کئے ہوئے ہے
101	نیاز امین و فاتحہ	109	روح پاک کا تشریف لانا قبر مبارک میں زندہ ہونا
103	فاتحہ اور چڑھاوا	111	تمام جہان میں باذن تعالیٰ حسب مرضی تصرف کرنا وہابیہ کے اقرار سے ثابت
103	فاتحہ کا کھانا مالداروں کیلئے بھی جائز ہے	101	تقویت الایمان کے حکم سے دیوبندی مشرک
104	صاحب تقویت الایمان کی صراط مستقیم سے فاتحہ کا ثبوت	111	بکرمہ تعالیٰ تمام عالم کا حضور کے تحت تصرف ہونا
104	مولوی اسمعیل صراط مستقیم میں نذر و نیاز فاتحہ و عرس جائز بتا کر خود اپنے قول سے ابو جہل کی برابر مشرک دئے	115	انبیاء علیہم السلام کی جناب میں تقویت الایمان کی گستاخی و بے ادبی
104	صراط مستقیم میں فاتحہ کے لئے نماز کی طرح ہنسنے اور بزرگوں کے توسل سے حاجت براری چاہنا	115	اللہ تعالیٰ کے نام کا ختم بدعت کیوں نہیں
105	مولوی اسمعیل کا اپنے قول سے بدعتی ہونا	116	کسی کی صورت کا تصور باندھنا
105	تقویت الایمان کی رو سے مقربان بارگاہ اور باپ دادا سب کی نافرمانی کرنا فرض ہے جو نافرمانی نہ کرے وہ امام وہابیہ کے نزدیک مشرک ہے	117	وہابیہ کا خدا کے لئے صورت تجویز کرنا
121	شیطان کے کوئی بھی نہ بچا کسی کے نام کا جانور کرنا	104	اسمعیل کے قول سے شاہ ولی اللہ صاحب اور تمام زمانہ مشرک
121		119	اشراک فی العلم کے معنی
		119	وہابیہ کے نزدیک غیر خدا کے لئے علم عطائی ماننا
		121	بھی شرک
			اسمعیل کے قول سے لازم آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
137	علم عطائی اور غیرت مکتسب ہے	122	کسی کی منت ماننی مشکل کے وقت کسی کو پکارنا
137	اسمعیل شریکات کا دو سرا حصہ اشراک فی تصرف	122	تقویت الایمان کا شرک وہابیوں کو پڑائے گا
138	مقبولان بارگاہ میں تصرف	123	ہر جگہ حاضر و ناظر سمجھنا
139	تقویت الایمان میں کسی کو خدا کی عطا کی ہوئی قدرت سے متصرف سمجھنا بھی شرک بتایا	123	وہابیوں کا فرضی خدا علم و قدرت ذاتی نہیں رکھتا
139	وہابی ناشکری نہ کرے تو مشرک ہو جائے	124	وہابیوں کے ذمہ کروڑوں شرک
139	خلیفہ اللہ کا ساکنان آسمان اور مولا کواکب پر حکمرانی کرنا	124	ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا
140	آسمان و زمین میں تصرف کی قدرت	124	سارا عالم حبیب خدا ﷺ کے پیش نظر ہے
141	تقویت الایمان کے حکم سے شاہ عبدالعزیز صاحب اور ان کے والد دونوں مشرک	125	حقیقت محمدیہ موجودات کے ذرے ذرے میں سرایت کئے ہوئے ہے
141	تصرف کے متعلق صاحب تقویت الایمان کے اعتقاد	126	روح پاک کا تشریف لانا قبر مبارک میں زندہ ہونا
142	وہابیہ تصرف عطائے الہی کو شرکتے ہیں	127	تمام جہان میں باذن تعالیٰ حسب مرضی تصرف کرنا وہابیہ کے اقرار سے ثابت
143	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پرند بنانا بیماروں کو تندرست مردوں کو باذن اللہ زندہ کرنا	127	تقویت الایمان کے حکم سے دیوبندی مشرک
143	تقویت الایمان کے قول سے آیات قرآن معجزات انبیاء کا انکار لازم آتا ہے	127	بکرمہ تعالیٰ تمام عالم کا حضور کے تحت تصرف ہونا
143	انبیاء علیہم السلام کے تصرفات کا بیان قرآن میں	132	انبیاء علیہم السلام کی جناب میں تقویت الایمان کی گستاخی و بے ادبی
144	ذوالقرنین کے لئے زمین میں تصرف کی قدرت	132	اللہ تعالیٰ کے نام کا ختم بدعت کیوں نہیں
144	حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے پہاڑ مسخر کئے گئے پرند مطیع بنائے گئے لوہا نرم کیا گیا زبردست سلطنت عطا ہوئی	133	کسی کی صورت کا تصور باندھنا
145	ہوا اور جنات پر حضرت سلیمان علیہ السلام کا تصرف و اختیار	134	وہابیہ کا خدا کے لئے صورت تجویز کرنا
147	ملائکہ کا ابرہہ تصرف	134	اسمعیل کے قول سے شاہ ولی اللہ صاحب اور تمام زمانہ مشرک
147	تدبیر عالم میں ملائکہ کا دخل و تصرف	136	اشراک فی العلم کے معنی
		136	وہابیہ کے نزدیک غیر خدا کے لئے علم عطائی ماننا
			بھی شرک
			اسمعیل کے قول سے لازم آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا



صفحہ	مضمون	صفحہ
	تقویت الایمان کے حکم سے مولوی اشرف علی مشرک	
147	چہل ابدال کی برکت سے ابرو بارش اور اعداء پر فتح و غلبہ اور دفع بلیات	157
147	ابدال کی برکت سے روزی کی کشائش فتح و ظفرو	157
148	دفع بلا	
159	حضرت خلیل علیہ السلام سے شیخ ابو عبد اللہ کی ملاقات اور حضرت کی دعا سے دفع قحط	149
159	حضرت انبیاء کی حیات اور ان کا ماذون فی التصرف ہونا اور بیک وقت چند مقامات پر ان کی زیارت	149
161	تقویت الایمان کا اشراک فی العبادت	
161	بعض کام دو جہتیں رکھتے ہیں اور ہر جہت کا حکم علیحدہ ہوتا ہے	150
162	جو کام ایک جہت سے عبادت ہو ضروری نہیں کہ دوسری جہت سے غیر کے لئے کیا جائے تو شرک ہو جائے	151
162	افعال نماز بھی اگر بوجہ عبادت نہ ہوں تو غیر کے لئے کرنے سے شرک لازم نہیں آتا	153
162	حضرت جبریل حضور کی خدمت میں بیست نماز دوزانو بیٹھے	154
163	صاحب تقویت الایمان اپنے حکم سے خود مشرک	154
163	تقویت الایمان والے کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے شرک کا حکم کیا اور انبیاء نے شرک کیا معاذ اللہ اسمعیل کے نزدیک اللہ تعالیٰ اور حضرت آدم اور حضرت یعقوب اور حضرت یوسف اور تمام فرشتے مشرک ہیں معاذ اللہ	155
156	کسی کے نام کا روزہ	156
157	اسمعیل کا اپنے اوپر شرک کا حکم	157
164		

مضمون

صفحہ

مضمون

صفحہ

صفحہ	مضمون	صفحہ
164	کسی کے گھر کی طرف قصد کر کے سفر کرنا اسمعیل کے حکم سے نجدی مشرک	165
165	احادیث سے حضور کی زیارت کے لئے قصد کر کے حاضر ہونے کا بیان	166
166	مدینہ شریف کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب وہاں شکار نہ کرنا گھاس نہ کاٹنا	167
167	روضہ طاہرہ کعبہ شریف اور عرش سے افضل ہے	
168	قرآن پاک میں اسماعیلی مشرک	168
168	حضرت امام اعظم کی قبر پر حصول مراد کیلئے دعا راہ میں کسی کے نام کا ورد کرنا	169
169	قبر شریف پر رخسار رکھنا	169
170	قبر کا بوسہ	170
171	بزرگوں سے نسبت رکھنے والے پانی کو بامید شفا بطریق تبرک لے جانا	171
171	بیماروں کو شفا کے لئے جب شریف کا پانی	172
172	تقویت الایمان کے مضحکہ انگیز شریکات وہابی دین میں وہ کام بھی شرک ہے جس سے عبادت الہی پر اعانت ہو	173
173	ہر وہابی پر جھاڑو پھرنا فرض ہے ایسا نہ کرے تو مشرک ہو جائے	173
173	اسماعیلی شریکات کا چوتھا حصہ	173
173	تقویت الایمان میں حضرت بی بی صاحبہ رضی اللہ عنہا کے سات مسانی اور کالی کا ذکر	174
174	تقویت الایمان نے قرآن پاک کے معنی میں تحریف کی بتوں کے حق میں جو آیت تھی وہ اہل بیت رسالت پر چسپاں کی	
174	تقویت الایمان کی تحریف قرآن پر مولوی اشرف علی کی شہادت	174
174	حضرت بی بی صاحبہ کی صحت اور شاہ عبدالحق صاحب کا توشہ	175
175	صحت کا صرف عورتوں کو کھلایا جانا اور توشہ کا حق نہ پینے والوں کو	175
175	ایصال ثواب کے لئے ذبح اور صدقہ کامیت کے علاقہ داروں کے پاس پہنچانا	176
176	بزرگوں کی بددعا اور پھنکار کا اثر	177
177	بزرگوں کے نوازنے سے فتح و اقبال کا ملنا	178
178	صاحب تقویت الایمان کے نزدیک یہ کہنا شرک ہے کہ اللہ و رسول چاہے گا تو یہ بات ہو جائیگی اور اس کا جواب	179
179	صاحب تقویت الایمان کا یہ قول کہ اللہ کے ساتھ کسی کو نہ ملائے اور اس کا جواب	179
179	صاحب تقویت کو شرک گوارا ہے	180
180	اللہ و رسول نے اپنے فضل سے غنی کر دیا	180
180	اللہ و رسول نے ان کو دیا	180
180	اللہ و رسول اپنے فضل سے دے گا	181
181	اللہ و رسول کا غنی کرنا	181
181	صاحب تقویت الایمان کا قول کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا	182
182	اسمعیل نے قطیعت و غوثیت دینا حضرت علی مرتضیٰ کے اختیار میں بتایا	183
183	اسمعیل اولیاء اللہ کا تصرف تام و اختیار کامل مان کر اپنے قول سے خود مشرک ہو گیا	
	تقویت الایمان والے کے قول سے اس کا بطلان	

مضمون

صفحہ

مضمون

صفحہ



صفحہ

مضمون

صفحہ

مضمون

183	شہداء کو مدبر الامر میں داخل اور متصرف ماننا	192	امور خمسہ کا بیان
183	مخلوق کو شہنشاہ کہنا	193	پیدا ہونے والوں کی خبریں قرآن کریم میں
183	تقویت والے کا حضور پر افتراء	194	استحارہ و کشف
184	صاحب تقویت کے قول پر قرآن میں شرک	194	صاحب تقویت الایمان اپنے حکم سے جھوٹا وغاباز
184	اسماعیل کا غیر خدا کو سارے جہان کا مالک مان کر اپنے قول سے شرک ہونا	195	تقویت الایمان کی قرآن شریف میں تحریفیں
185	علم غیب	195	اسماعیل کا اللہ تعالیٰ اور قرآن شریف پر افتراء
185	حضور کے لئے تمام زمین کا علم	196	تقویت الایمانی دین میں ساری مخلوق بہری ہے
186	زمین و آسمان کا علم اور غیب کے دروازے کھل جانا	196	آیہ قل لا املک لنفس و آیہ لو کنت کا بیان
187	حضور کے لئے تمام علم جزوی و کلی کا احاطہ	197	تقویت الایمان میں آیت سے استثناء چھوڑ دیا اور کچھ اپنی طرف سے بڑھا دیا
187	جمع اشیاء کا علم	198	کل کی بات کا علم
188	غیبی علوم پر اختیار	198	تقویت الایمان میں مرثیہ اور عورتوں کے گانے کا جواز
189	کسی مخلوق کو ایک ذرہ بھی علم ذاتی نہیں	199	امور خمسہ کے متعلق حدیث صدیقہ کے معنی
190	آیہ وعنده مفاتح الغیب کا بیان	200	صاحب تقویت کے نزدیک غیب پانچ چیزوں میں منحصر ہے
190	غیب پر اسمعیل جیلوں کا اختیار	200	تقویت الایمان والے کے نزدیک انبیاء کو اپنے خاتمہ تک کی خبر نہیں نہ اپنی نجات کا علم، معاذ اللہ
190	علم الہی کی نسبت اسمعیل کی بے ادبی	201	تقویت الایمان والے نے منسوخ کو حجت بنایا
191	علم الہی کے متعلق تقویت کے کفریات	201	صاحب تقویت مشرکین کا مقلد ہے
191	صاحب تقویت کے نزدیک ہر چیز کی خبر نہ رکھنا شرک ہے	202	اسماعیل نے مشرکین کی قے چائی
191	صاحب تقویت کا قرآن کریم پر افتراء	202	اسماعیل کے پیر کی خدا کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر ملاقات اور تمام مریدوں کی مغفرت کا وعدہ لینا
191	افک صدیقہ سے وہابیہ کا استدلال اور اس کا ابطال	204	اسماعیل تقویت الایمان کے حکم سے باقرار خود کافر
191	صاحب تقویت کا حضور پر افتراء	192	اسماعیل کی پیر پرستی اور اس کا حکم شفاعت کا بیان
191	آیہ قل لا یعلم سے وہابیہ کا استدلال اور اس کا جواب		
192	آیہ عنده علم المساعہ کا بیان		

صفحہ

مضمون

صفحہ

مضمون

207	انبیاء و اولیاء علماء و شہداء کی شفاعت	230	حضور کا عرش و کرسی پر جلوس
207	مسئلہ شفاعت قطعی ہے	230	وہابیہ و محبوبیت
207	وہابیہ انکار شفاعت میں خوارج و معتزلہ سے بھی بڑھ گئے	207	دروازہ جنت خاص حضور کے لئے کھولا جائے گا
208	وہابیہ نے خوارج و معتزلہ کا فضلہ کھایا	208	پیام الہی کہ اہم آپ کو امت کے باب میں راضی کریں گے۔
208	مسئلہ شفاعت کے متعلق تقویت الایمان کے چند اقوال	208	تمام بنی آدم آپ کے جھنڈے کے نیچے حضور کے غلاموں کے شفاعتیں۔
210	اسماعیل اپنے حکم کفر و شرک کا اتم مصداق خود ہے	235	شفاعت میں مبالغہ اور شدت طلب۔
211	شفاعت کے بیان میں بارہ آیتیں	236	حضور کے غلاموں کو شفاعت بالوجاہت کا مرتبہ بارگاہ الہی میں حاصل ہے۔
217	حضور اپنا ایک امتی بھی دوزخ میں نہ چھوڑیں گے	236	وہابیہ کے نزدیک شفاعت کی قسمیں۔
218	شفاعت کے بیان میں ۳۳ حدیثیں	236	شفاعت کے معنی
221	شفاعت کا منکر شفاعت سے محروم رہے گا	237	امام وہابیہ شفاعت کے معنی سے جاہل ہے۔
222	مسئلہ شفاعت پر زمانہ حضرت آدم سے قیامت تک تمام ایمانداروں کا اجتماع۔	238	شفاعت کی معنی میں امام وہابیہ کی قریب کاری
223	شفاعت بالوجاہت	238	مولوی اشرف علی نے شفاعت بالوجاہت کا اقرار کیا
223	شفاعت بالجہد	239	تقویت الایمان سے مولوی اشرف علی اور ان کے معتقدین مشرک ہیں
223	تمام مومنین بالہام الہی طالب شفاعت ہوں گے۔	239	شفاعت بالاذن
224	آخرت میں وہی طالب شفاعت ہوں گے جو دنیا میں انبیاء سے اپنی عاجات میں توسل کیا کرتے ہیں۔	239	وہابیہ کے خدا کو اندیشہ
224	طلب شفاعت کے لئے تمام انبیاء حضور کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔	239	وہابیہ کے خدا کا ظاہر باطن یکساں نہیں
225	حضور کسی مومن کو جہنم میں نہ چھوڑیں گے۔	240	اہل اللہ کے ساتھ ادنیٰ تعلق ہو گا تو کام آئے گا اور ذریعہ شفاعت ہو گا
226	تقویت الایمان کی حدیث سے مخالفت	240	تقویت الایمان میں شافع کو چور اور چور کا تھانگی کہا
227	شفاعت، علاقہ قرابت	241	وہابیہ کے نزدیک حضور کا خاتون جنت تک کے



صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
241	کام نہ آنا اور ہر بزرگ کی قرابت بے فائدہ ہونا۔	254	وہابیہ کے نزدیک دنیا میں ایماندار کا نام و نشان نہ رہا۔ جو کوئی بھی ہے بے ایمان ہی ہے۔
242	صاحب تقویت الایمان نے حدیث کا ترجمہ غلط کیا۔	254	تقویت الایمان کے حکم سے تمام وہابی کافر۔
242	حضور کی قرابت دنیا و آخرت میں نافع ہے۔	254	حدیث کا مضمون پیش کرنے میں صاحب تقویت الایمان کی فریب کاری۔
244	حضور اپنے مولیٰ کے مالک بنانے سے نفع و ضرر کے مالک ہیں۔	255	تقویت الایمان والے نے انبیاء اولیاء اور جن و شیطان کو ملا دیا اور فرق اٹھا دیا۔
245	حضرت خاتون جنت پر دوزخ کی آگ حرام ہوئی۔	255	اعلیٰ کو ادنیٰ کے ساتھ ملانا بے ادبی ہے۔
246	اللہ تعالیٰ کے علم و قدرت کو عطائی ٹھہرانا	256	صاحب تقویت الایمان نے سب نیک و بد برابر کر دیے اور فرق مراتب مٹا ڈالا۔
247	تقویت الایمان میں اللہ کی شان میں مکر کا لفظ	257	حضرت خلیل کی خلت کے انکار پر جعد بن ادہم کا قتل۔
248	تقویت الایمان میں اللہ تعالیٰ پر ترس آئے	258	تقویت الایمان کا رسالت کے سوا حضور کے باقی تمام کمالات سے انکار۔
248	قانون کی بے قدری ڈر دکھاوے کی سفارش کرنے کے عیب لگائے۔	258	تقویت والے نے رسولوں کو ایک ملا کے برابر کر دیا۔
248	وہابیہ کے خدا کی قبر اور اس پر مور چھل اور شامیانہ۔	258	تقویت الایمان میں کھانے پینے میں انبیاء کی اطاعت کو شرک بتایا۔
248	تقویت الایمانی شرک سے صرف چالیس روز کی عبادت کا نقصان	259	تقویت الایمان میں انبیاء اولیاء کی خدا واد طاقت کا انکار۔
249	مدینہ طیبہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اٹھائے خطبہ میں لشکر نمائند کی خبر گیری فرمانا۔	259	تقویت الایمان والے نے انبیاء کو عوام کے برابر کر دیا۔
250	تقویت الایمان میں قرآن پاک کے کتاب الہی ہونے پر حملہ	259	انبیاء علیہم السلام کو بھائی کہنا
250	تقویت الایمان آریہ عیسائی وغیرہ کفار کے حوصلے بڑھاتی ہے۔	260	وہابی انبیاء کو بھائی کہے گا تو باپ کو کس کو بتائے گا۔
251	خوارج کی طرح وہابیہ کے نزدیک بھی ایمان مرکب ہے اور عمل داخل ایمان ہے	261	علماء کی اہانت کفر
253	وہابیہ کا سا ایمان یہود و نصاریٰ بھی رکھتے تھے۔	261	وہابیہ کا دین میں احداث

صفحہ	مضمون
262	وہابیہ نے نبی کا مرتبہ استاد باپ اور عالم کے برابر بھی نہ سمجھا۔
263	دیوبندیوں کے فتوے سے صاحب تقویت الایمان کا کفر۔
263	وہابیہ کی انبیاء کی اتنی تعریف بھی گوارا نہیں جتنی ہر بشر کی ہو سکتی ہے۔
275	وہابیہ کا بزرگوں کو چہما سے بھی زیادہ ذلیل کہنا۔
279	تقویت الایمان کا قبروں کو بہت کہنا۔
279	تقویت الایمان میں گناہوں کی ترغیب۔
280	صاحب تقویت کا کفر



## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الْمُتَوَحِّدِ بِجَلَالِ ذَاتِهِ وَكَمَالِ صِفَاتِهِ الْمُنَزَّهِ عَنْ شَوَائِبِ النَّقْصِ  
وَبِسْمَاتِهِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ شَفِيعِ الْمُذْنِبِينَ  
رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ ۝

آج مسلمانوں کی جو دردناک حالت ہے اس نے درد مندان اسلام کو بے چین کر دیا  
ہے۔ سرد آہیں کھینچ کھینچ کر رہ جاتے ہیں۔

سینہ تھام تھام لیتے اور رو رو پڑتے ہیں۔ دشمنان دین کی جراتیں اور بیباکیاں روز  
بروز بڑھتی جاتی ہیں انہیں اسلام کے دعویداروں میں سے اپنے مومند پر حامی مل جاتے ہیں  
جو کفار کی خوشنودی کے لئے ایسے ایسے حرکات کر گزرتے ہیں جن کی جرات یک بیک  
کفار کو ہرگز نہ ہو سکتی۔

موجودہ صدی سے قبل مسلمان ہر حیثیت میں اعلیٰ نظر آتے تھے ان میں دین داری  
بھی تھی غیرت اسلامی بھی۔ دنیا میں ان کا وقار بھی تھا۔ اعتبار بھی، رعب و ہیبت بھی،  
قوت و شوکت بھی، کفار ان کے خوف سے کانپتے تھے۔ کسی کی کیا مجال تھی کہ شریعت  
طاہرہ یا نبی کریم ﷺ کی شان میں زبان کھول سکتا یا کوئی ناقص بات بول سکتا۔

مگر آج کفار کی دریدہ دہنی اور بد زبانی انتہا کو پہنچ گئی ہے وہ شرع مطہر اور بزرگان  
دین و اکابر اسلام پر سخت ناپاک حملے کرنے اور افتراء و بہتان اٹھانے کے عادی و خوگر ہو  
گئے ہیں۔ مسلمانوں کی دل آزاری اسلام کی توہین ان کا شیوہ و پیشہ ہو گیا ہے۔

یہ کیوں اور اس کا باعث کیا:

اس کا سبب صرف یہ ہے کہ خود مسلمانوں میں سے ایسے فرقے پیدا ہو گئے جنہوں  
نے حرمت اسلام پر ہاتھ صاف کئے۔ بزرگان دین، اولیاء کرام بلکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ  
والسلام کے حق میں بے ادبی اور گستاخی ان کا شغل ہو گیا۔



مسلمانوں نے ان سے نفرت و بے زاری ظاہر کرنے میں بہت کوتاہی کی۔ ان کے ساتھ میل جول ربط ضبط جاری رکھا۔ اس لئے ان کی جراتیں بھی بڑھیں اور بزرگان اسلام پر علی الاعلان بے خوف و خطر تبرا کرنے لگے۔ ناقص سے ناقص کلمات چھاپ چھاپ کر شائع کرنے لگے۔

اول اول تو کفار ان رسالوں کو بخوشی دیکھتے تھے مگر مسلمانوں سے چھپ کر پھر ان کی دلیری اور مسلمانوں کا اس سے متاثر نہ ہونا دیکھ کر ان میں بھی دلیری پیدا ہوئی اور وہ مسلمانوں کو ان لوگوں کے کلمات سناتے اور کبھی کبھی ان پر اظہار افسوس بھی کر دیتے لیکن جب انہوں نے تجربہ کر لیا کہ مسلمان اس گالی گلوچ سے کچھ اثر نہیں لیتے اور بزرگان اسلام کے بدگوئیوں کے ساتھ ان کے میل جول میں کوئی فرق نہیں آتا تو انہیں یقین ہو گیا کہ اسلامی غیرت و حمیت مرچکی اب انہوں نے بھی زبان کھول دی۔ طوفان برپا کر ڈالے اور جب تک مسلمان اپنی غیرت و حمیت کا ثبوت نہ دیں اور شریعت کے مخالف اور انبیاء کرام علیہم السلام و اولیاء کے بدگوئیوں کے ساتھ مخالفت و مصاحبت میل جول ترک نہ کریں یہ فتنہ جاری رہے گا۔

اگر مسلمانوں میں حمیت اسلام اور غیرت دین کی کوئی رمتن باقی ہے تو وہ جلد از جلد تمام گمراہ بیدین گستاخ فرقوں سے متارکت اور یک لخت علیحدگی کریں۔ وہ فرقہ جو انبیاء علیہم السلام کی جناب میں گستاخیوں کی جرات پیدا کرنے کا سب سے زیادہ باعث ہوا وہ وہابیہ ہے۔

وہابی دراصل خارجی ہیں جو ابن عبد الوہاب نجدی کا اتباع کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک دنیا میں کوئی بھی مسلمان نہیں تمام عالم مشرک مباح الدم ہے اور بزرگان دین و مقبولین بارگاہ رب العالمین کی توہین انکا دین و ایمان ہے۔

(رد المحتار جلد ۳ صفحہ ۳۱۹)

كَمَا وَقَعَ فِي زَمَانِنَا فِي اتِّبَاعِ عَبْدِ الْوَهَّابِ الَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ نَجْدٍ وَتَغَلَّبُوا عَلَى

الحرمین و کانوا یشحلون مذهب الحنابلة لكنهم اعتقدوا انهم هم المسلمون وان من خالف اعتقادهم مشرکون واستباحوا بذلك قتل اهل السنة و قتل علمائهم حتی کسر الله شوکتهم و حرب بلادهم و ظفر بهم عساكر المسلمين عام ثلث و ثلثین و مائتین و الف۔

یعنی جیسا ہمارے زمانہ میں عبد الوہاب کے متبعین میں واقع ہوا جو نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر قابض ہوئے اور اپنے آپ کو ضلی مذهب ظاہر کرتے تھے لیکن دراصل ان کا اعتقاد یہ تھا کہ مسلمان صرف وہی ہیں باقی سب مشرک ہیں اسی وجہ سے انہوں نے اہل سنت اور ان کے علماء کا قتل مباح سمجھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شوکت اہل سنت اور ان کے شہر ویران کئے اور اسلامی لشکروں کو ان پر فتح دی ۱۲۳۳ ہجری میں فرقہ وہابیہ نے گمراہی کے عجیب و غریب اصول بنائے قرآن و حدیث کو سامنے رکھ کر مسلمانوں کو مغالطہ دینا گمراہی میں گرفتار کرنا ان کا دستور ہے جس طرح ہندوستان میں فرقہ آریہ مذہب کی آڑ میں سیاسی اغراض کا شکار کھیلتا ہے اسی طرح وہابیہ مذہب کے پردہ میں ملک حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

عبد الوہاب نجدی کا مقصد اس مذہب کی ایجاد اور مسلمانان عالم کو مشرک و کافر قرار دینے سے یہی تھا کہ ان پر جہاد جائز کیا جائے اور اپنے معتقدین کو اسلامی ممالک پر حملہ کرنے اور مسلمانوں کو تیغ کر ڈالنے پر آمادہ کیا جائے تاکہ اسلامی ممالک قبضہ میں آئیں۔ چنانچہ اس نے پہلی مرتبہ اور اس کے جانشین ابن سعود نجدی نے اب دوسری مرتبہ اس ذریعہ سے حجاز کی سلطنت حاصل کی۔ اگر اس نے گمراہی کے اصول بنا کر مسلمانوں کا مشرک ہونا اپنے معتقدین کے ذہن نشین نہ کیا ہوتا تو وہ ہرگز مسلمانوں پر تلوار اٹھانے کے لئے تیار نہ ہوتے اور وہابیوں کو سلطنت ہاتھ نہ آتی۔ اس گروہ نے ملک و مال کی طمع میں دین و ملت کو برباد کیا۔

ہندوستان میں بھی مولوی اسماعیل دہلوی کے سر میں ملک گیری کا سودا تھا اور ابن



عبدالوہاب کی طرح وہ بھی پیر زادہ تھے۔

شاہ ولی اللہ صاحب کے خاندان کا ہندوستان کے طول و عرض میں کافی اثر تھا بکثرت مسلمان اس خاندان کے ارادت مند معتقد تھے۔ اس سروسامان کو دیکھ کر مولوی اسماعیل صاحب کو خیال پیدا ہوا کہ عبدالوہاب نجدی کی پالیسی پر عمل کر کے وہ اپنے معتقدین کا ایک عظیم لشکر تیار کر سکتے ہیں۔ جس سے ہندوستان کے تاج و تخت پر ان کو قبہ مل سکے گا۔

اس تخیل پر وہ چل پڑے اور شیخ نجدی کی پیروی کو انہوں نے ذریعہ کامیابی سمجھا اسی کی کتاب التوحید کا چرچہ اتارا اور اسی کے مذہب کی ترویج کے درپے ہو گئے۔ اس مدعا کے لئے انہوں نے متعدد کتابیں تصنیف کیں جن میں سے تقویت الایمان بہت زیادہ مشہور ہے اور اس کی بکثرت اشاعت کی گئی ہے۔ لاکھوں کی تعداد میں چھپ کر ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں پہنچ چکی اور ہزار ہا بندگان خدا اس کتاب سے گمراہ ہو گئے۔ مولوی اسماعیل کے مقدر نے یاوری نہ کی اور انہیں ہندوستان کی فرماں روائی نصیب نہ ہوئی۔ لیکن اس کے پروپیگنڈے سے ہزار ہا بلکہ لاکھوں آدمی بے دین اور بزرگان دین و اکابر اسلام حتیٰ کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی جناب میں گستاخ ہو گئے جس سے ہند کے کفار کو ہمت ہوئی اور آئے دن وہ اسلام و پیشوایان اسلام کی شان میں گستاخانہ لب کشائی کرنے لگے۔

اس تقویت الایمان کی بدولت ہندوستان کے مسلم حصہ میں ایک خطرناک جنگ چھڑ گئی۔ اور ہر ایک گھر مولوی اسماعیل صاحب کی بدولت معرکہ جنگ بن گیا۔ مسلمانوں کا شیرازہ درہم برہم ہوا۔ ان کے پہلوؤں میں ان کے خونخوار دشمن پیدا ہوئے جو انہیں مشرک جانتے اور رات دن ان سے لڑتے رہتے ہیں۔ اور جس قدر اس کتاب کی اشاعت زیادہ ہوتی جاتی ہے اسی قدر یہ جنگ وسیع ہوتی ہے۔

علمائے اسلام نے اس کتاب کے متعدد رد لکھے۔ تحریر و تقریر سے اس کے مفاسد کا اظہار فرمایا اور یہ ان کا فرض تھا لیکن نہ معلوم کس وجہ سے وہ رد چھپ نہ سکے۔ اور قلمی

کتاب کی اشاعت ہی کیا ہو سکتی ہے۔ زمانہ گزرنے سے وہ نایاب ہو گئے۔ بعض چھپے بھی مگر بہت مختصر تھے اور اب میسر بھی نہیں آتے۔

اب دو چار سال سے تقویت الایمان کی اشاعت میں حد سے زیادہ اہتمام کیا گیا اور ملک کے ہر حصہ میں وہ مفت تقسیم کی گئی تو ہر طرف سے میرے پاس اس کے رد و جواب کی طلب میں خطوط آنے شروع ہوئے۔ ناچار میں نے اس کے رد کا قصد کیا۔ اللہ سبحانہ اس کے اتمام کی توفیق دے اور حق کی حمایت میں مستقل رکھے۔ نفس و شیطان کے شر سے بچائے۔ آمین!

حقیقت کا اظہار میرا فرض ہے میں اس کے درپے رہوں گا۔ اور بتوفیقہ تعالیٰ ضد و نفسانیت سے بالکل اجتناب کروں گا۔ واللہ المستعان و علیہ التکلیل

صاحب تقویت الایمان نے اپنی کتاب کا پہلا باب توحید و شرک کے بیان میں لکھا ہے لیکن اس بحث کو شروع کرنے سے قبل انہوں نے دو اصول لکھے ہیں اور ان پر بہت زور دیا ہے ان کے لئے یہ دونوں اصول نہایت اہم اور بہت ضروری ہیں اگر وہ یہ اصول نہ بناتے تو انہیں مسلمانوں کو راہ راست سے منحرف کرنے میں بہت زیادہ دشواریاں پیش آتیں۔

یہ اصول جیسے وہابیہ کے لئے ضروری ہیں اسی قدر بلکہ اس سے زیادہ مسلمانوں کے لئے خطرناک ہیں ان سے گمراہیوں کی بے انتہا شاخیں پیدا ہوتی ہیں۔ اور دین کا محکم و استوار نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔

## وہابیت کے دو اصول

ان دو اصولوں میں سے (۱) یہ ہے کہ اسلاف کرام اور بزرگوں کا اتباع نہ کرنا چاہیے۔ اور متقدمین کی پیروی درست نہیں۔

(۲) یہ کہ علمائے دین اور آئمہ مجتہدین کی پرواہ نہ کرنی چاہیے۔ ہر شخص قرآن و حدیث سمجھتا ہے اس کے لئے بڑا علم درکار نہیں۔

یہ دونوں اصول جس طرح وہابیت کو رواج دینے کے لئے ضروری ہیں ایسے ہی ہر



بدمذہبی کے لئے لازم ہیں۔

یہ ظاہر ہے کہ جب تک آدمی اپنے بزرگوں کے طریقے اور متقدمین کی روش کو نہ چھوڑے ان کا اتباع لازم سمجھے اس وقت تک کوئی خود غرض گمراہ کنندہ اس کو اپنا طریقہ و مذہب قبول کرانے میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ جب وہ اس کو اپنی کوئی بات بتائے گا وہ فوراً انکار کرے گا اور کہے گا جناب میں اس کے ماننے سے مجبور ہوں۔ یہ میرے بزرگوں کے خلاف ہے۔

جب اس سے اس کے دین کی کوئی بات چھڑانے کی کوشش کی جائے گی جیسی وہ چمک اٹھے گا اور راضی نہ ہو گا اور اس کا یہ جواب بالکل مسکت ہو گا کہ میں اپنے بزرگوں کا طریقہ نہیں چھوڑ سکتا بلکہ وہ اس طریقہ کے خلاف کسی بات کا سننا گوارا نہ کرے گا اور گمراہ کنندہ ناکام نامراد رہ جائے گا۔

اب اگر وہ مظل دوسرے طریقے سے بہکائے اور یہ کہے کہ تم جو یہ عمل کرتے ہو نہ کرو کیونکہ یہ تمہارے دین اور قرآن و حدیث کے خلاف ہے یا یہ جو نہیں کرتے ہو کرو کہ قرآن و حدیث میں اس کا حکم ہے تو اس کا وہ یہ جواب دے گا کہ قرآن و حدیث پر تو میرا ایمان ہے لیکن یہ بات میں اپنے علماء سے دریافت کر لوں اگر وہ بتا دیں گے کہ قرآن و حدیث میں ایسا ہے تو میں سر جھکا کر تسلیم کروں گا۔ اور اگر انہوں نے فرمایا کہ قرآن و حدیث میں ایسا نہیں ہے تو ان کے مقابل میں آپ کی بات باور کرنے اور مان لینے کے لئے تیار نہیں۔

یہ جواب سنتے ہی بے دین گمراہ کنندہ کی ہٹ ٹوٹ جائے گی اور مایوسی اس پر چھا جائے گی۔ وہ جانتا ہے کہ قرآن و حدیث کا نام لے کر جاہل کو بہکایا جاسکتا ہے۔ مگر وہ عالم کے پاس گیا تو وہ اس پر حقیقت حال ظاہر کر دے گا۔ اور اس کا فریب کسی طرح نہ چل سکے گا۔ اس لئے وہ ضروری سمجھتا ہے کہ پہلے علماء کی طرف سے بدظن کرے اور ان کے ساتھ تعلق قطع کرانے جب وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکے گا تمام گمراہ فرقے ان اصولوں پر کار بند ہونے کے لئے مجبور ہیں۔ سب سے پہلے روافض و خوارج نے یہ طریقہ

اختیار کیا اور مسلمانوں کو ان کے بزرگوں اور رسول کریم ﷺ کے اصحاب سے بدگمان کرنے میں انتہائی کوششیں کیں اور جن لوگوں کو انہوں نے صحابہ کرام سے بدگمان کر لیا اور جن پر ان کا یہ جادو چل گیا انہیں کو وہ دین سے منحرف کر کے گمراہ کر لینے میں کامیاب ہوئے اور جنہوں نے اپنے بزرگوں کا دامن نہ چھوڑا وہ ان کے مکائد سے امن میں رہے۔

ہر فرقہ اسی بات کا مدعی ہے کہ قرآن و حدیث کے مطابق خاص اسی کا مذہب ہے۔ 'رافضی' 'خارجی' 'وہابی' 'مرزائی' وغیرہ کون اس کا دعویٰ نہیں کرتا ہر ایک اپنے مدعائے باطل کی تائید میں آیات و احادیث پیش کرنے میں جری ہے۔

مگر علمائے اسلام ان کا طمع کھول دیتے ہیں اور آیات و احادیث کے پیش کرنے میں گمراہ لوگ جواب دھوکا دیتے ہیں علماء سے تعلق چھوڑیں تاکہ وہ انہیں بہکا سکے۔

مولوی اسماعیل صاحب نے تفویت الایمان میں اپنے مدعا کو شروع کرنے سے پہلے انہیں دو اصولوں کو بیان کیا۔ اور ان پر بہت زور دیا ان کی عبارت ملاحظہ کیجئے:

اس زمانہ میں دین کی بات میں لوگ کتنی راہیں چلتے ہیں۔ کتنے پہلوں کی رسموں کو پکڑتے ہیں کتنے قصے بزرگوں کے دیکھتے ہیں اور کتنے مولویوں کی باتوں کو جو انہوں نے اپنے ذہن کی تیزی سے نکالی ہیں سند پکڑتے ہیں اور کتنے اپنی عقل کو دخل دیتے ہیں۔

(تفویت الایمان مطبوعہ مرکشاٹل دہلی ص ۲)

یہ وہابیت کا پہلا اصول ہے جس میں متقدمین کے طریق 'بزرگوں کے حالات علماء کے ارشاد اور عقل کے فیصلے سب سے روکا جاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ہر طرح آنکھ میچ کر مولوی اسماعیل صاحب کے حکم کو مان لو۔ اگر وہ متقدمین کے خلاف ہو تو انہیں بھی چھوڑو۔ اگر بزرگوں کے حالات اور سلف صالح کی روش کے مخالف ہوں تو ان کو بھی ترک کرو۔ اگر علماء دین اور ائمہ متقین کی تعلیم و ہدایت کے برعکس ہو تو ان سے بھی ہاتھ اٹھاؤ۔ اگر اس سب کے باوجود خود تمہاری عقل میں نہ آئے تو اس سے بھی درگزر و اور



صم بکم ہو کر اسمعیل کا کمان لو۔ متقدمین اور اسلاف صالحین اور علماء دین اور عقل سب سے قطع تعلق کر کے تقویت الایمان کے قبیح ہو جاؤ۔

مولوی اسمعیل صاحب نے اپنی بدعات و اختراعات منوانے کا اصول تو ایجاد کیا مگر قرآن کریم اور حدیث شریف میں اس گمراہی کے اصول کا پہلے ہی قلع قمع کر دیا گیا ہے۔ قرآن شریف کی پہلی سورۃ میں اللہ تعالیٰ رب العزت ارشاد فرماتا ہے:

اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۝ (سورۃ الفاتحہ)

”ہم کو سیدھا راستہ چلا راستہ ان کا جن پر تو نے احسان کیا“

اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کے رستے کو اپنا سیدھا راستہ فرماتا ہے اور اس کی طرف ہدایت کی دعا تلقین فرماتا ہے اور مولوی اسمعیل صاحب اس کے خلاف پہلوں کی رسموں بزرگوں کے حالات علماء دین کی تدقیق عقل کے ارشاد سب کے چھوڑنے کو کہتے اور قرآن پاک کی مخالفت کرتے ہیں۔

عجیب بات یہ کہ پہلوں کی رسمیں بزرگوں کے حالات علماء کے ارشاد عقل کا حکم تو ماننے کے قابل نہ ہو مگر مولوی اسمعیل صاحب کا حکم ماننے کے قابل ہو جائے اگرچہ وہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد اور قرآن کی آیات کے خلاف ہو۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ جس کو مولوی اسمعیل صاحب بزرگوں کی رسمیں کہتے ہیں۔ قرآن پاک اسی کو صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ فرماتا ہے۔ (فاعتبروا یا اولی الابصار)

پہلوں، بزرگوں، عالموں میں آئمہ، علماء، صلحاء، اولیاء، غوث، قطب، تبع تابعین، تابعین، صحابہ، خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم سب ہی آگئے۔

ظالم نے دین کا سارا نظام درہم برہم کر ڈالا۔

حضرت امام علامہ ابو البرکات عبداللہ بن احمد بن نسفی اپنی تفسیر مدارک التزیل میں آیت مذکورہ کے تحت ارشاد فرماتے ہیں:

وَالْأَشْعَارُ بَانَ الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيمِ تَفْسِيرُهُ صِرَاطُ الْمُسْلِمِينَ لِيَكُونَ ذَلِكَ

شَهَادَةُ لِصِرَاطِ الْمُسْلِمِينَ بِالْإِسْتِقَامَةِ عَلَى أَبْلَغِ وَجْهِ وَآكِدِهِ ۝

(تفسیر مدارک جلد ۱ ص ۱۹)

ترجمہ: اور اس بات کا اشعار کہ صراط مستقیم کی تفسیر صراط المسلمین یعنی مسلمانوں کی راہ ہے۔ اس لئے ہے تاکہ یہ مسلمانوں کی راہ کی استقامت کی ابلغ وجہ پر شہادت ہو۔

امام محی السنہ علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم بغدادی معروف بہ خازن اپنی تفسیر لباب التأویل میں فرماتے ہیں:

هَذَا بَدَلٌ مِنَ الْأَوَّلِ أَيْ الَّذِينَ مَنَنْتَ عَلَيْهِمْ بِالْهُدَايَةِ وَالتَّوْفِيقِ وَهُمْ الْأَنْبِيَاءُ وَالْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ ذَكَرَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى فِي قَوْلِهِ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ ۝

(تفسیر لباب التأویل معروف بہ خازن جلد ۱ ص ۱۹)

ترجمہ: یہ اول کا بدل ہے یعنی صراط مستقیم ان لوگوں کا رستہ ہے جن پر تو نے ہدایت و توفیق دے کر احسان فرمایا اور وہ انبیاء مومنین ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ذکر فرمایا۔ اولئک مع الذین (الایہ) وہ ان کے ساتھ ہیں جن پر اللہ نے احسان کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ۔

اس تفسیر سے معلوم ہوا کہ انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین کی راہ صراط مستقیم ہے اور اسی کی طرف ہدایت کی دعاء اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی سب سے پہلی سورت میں تعلیم فرمائی۔ لیکن مولوی اسمعیل صاحب اس کے مخالف ہیں۔ وہ پہلوں کی رسموں، بزرگوں کے قصوں، علماء کی تدقیق سب سے مسلمانوں کا علاقہ قطع کر دینا چاہتے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ دو سری آیت میں ارشاد فرماتا ہے۔

وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ۝

(پارہ ۵ سورہ النساء رکوع ۱۶)



ترجمہ: اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا۔ اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اس دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بری پلٹنے کی جگہ ہے۔

اس آیت کریمہ میں مومنین کی راہ چھوڑنے پر جہنم کی سزا مقرر فرمائی۔ یہ وہی مومنین کی راہ ہے جس کو مولوی اسماعیل صاحب تقویت الایمان میں پہلوں کی رسمیں بزرگوں کے قصے، مولویوں کی باتیں بتا کر چھٹانا چاہتے ہیں۔

مولوی اسماعیل صاحب کا یہ اصول قرآن پاک کی مخالفت پر مبنی ہے اور قرآن پاک کا یہ کمال ہے کہ مدتوں کے بعد پیدا ہونے والے گمراہ خلق کو بہکانے کے لئے جو اصول بناتے ہیں اس کتاب ہدایت میں پہلے ہی اس کا رد فرما دیا گیا۔ والحمد للہ اس مدعا پر صد ہا آیات و احادیث پیش کی جاسکتی ہیں۔ مگر نظر بر اختصار دو ہی آیتوں پر اکتفا کیا گیا اب مولوی اسماعیل صاحب کا دوسرا اصول بھی ان ہی کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیے۔ تقویت الایمان میں لکھتے ہیں:

اور یہ عوام الناس میں مشہور ہے کہ اللہ و رسول کا کلام سمجھنا بہت مشکل ہے اس کو بڑا علم چاہیے ہم کو وہ طاقت کہاں کہ ان کا کلام سمجھیں اور اس راہ پر چلنا بڑے بزرگوں کا کام ہے سو ہماری کیا طاقت کہ اس کے موافق چلیں بلکہ ہم کو یہی باتیں کفایت کرتی ہیں سو یہ بات غلط ہے اس واسطے کہ اللہ صاحب نے فرمایا ہے کہ قرآن مجید میں باتیں بہت صاف صریح ہیں ان کا سمجھنا مشکل نہیں۔

(تقویت الایمان مطبوعہ مرکشاہل صفحہ ۲ و ۳)

مولوی اسماعیل صاحب کی یہ گفتگو عوام الناس کے حق میں ہے جو بے چارے صاف اردو کی عبارتوں کے سمجھنے میں بھی قاصر ہوتے ہیں آپ ان کو فرماتے ہیں کہ تمہارا یہ خیال کہ قرآن و حدیث کا سمجھنا مشکل ہے اور اس کے لئے بڑا علم چاہئے غلط ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ ہر جاہل قرآن پاک اور حدیث شریف سمجھ سکتا ہے اس کے لئے علم

درکار نہیں۔ جہلا کو جرات دلائی جاتی ہے کہ وہ بے علمی سے قرآن و حدیث میں رائے زنی کر کے علماء سے الجھیں اور گمراہی میں پڑیں۔ اسی اصول کی بدولت غیر مقلد پیدا ہوئے۔ ہر جاہل اپنے آپ کو ائمہ دین سے افضل و بہتر سمجھنے لگا۔ اور قرآن و حدیث ہاتھ میں لے کر مسلمانوں سے درپے جنگ و جدل ہوا۔ آج جو بہت سے فرقے مصروف جنگ نظر آ رہے ہیں وہ اسی اصول ضلالت کا نتیجہ ہیں ستم یہ کہ مولوی اسماعیل صاحب اپنے اس گمراہ کن اصول کو قرآن پاک کی طرف نسبت کر کے اللہ تعالیٰ پر افترا کرتے ہیں۔ حاشاکہ یہ ناپاک مضمون قرآن پاک میں ہو۔ اس جرات کی کیا انتہا کہ اپنے دل سے ایک گمراہی کی بات نکالی اور اس کو قرآن پاک کی طرف نسبت کر دیا اور ثبوت میں آیت شریف بھی لکھ ڈالی اور یہ لکھ دیا کہ:

اللہ صاحب نے فرمایا ہے کہ قرآن مجید میں باتیں بہت صاف صریح ہیں ان کا سمجھنا مشکل نہیں۔ (تقویت الایمان ص ۳)

یہ اللہ تعالیٰ پر افترا ہے۔ قرآن کریم پر بہتان ہے اس میں کہیں یہ نہیں فرمایا کہ قرآن شریف کا سمجھنا کچھ مشکل مشکل نہیں اور عوام کو یہ جرات نہیں دلائی۔ مولوی اسماعیل صاحب کی یہ عبارت کسی آیت کا ترجمہ نہیں۔ اس کے بعد جو آیت انہوں نے پیش کی ہے اس کو بھی ملاحظہ فرمائیے کہ یہ مضمون اس سے ثابت نہیں مولوی اسماعیل صاحب لکھتے ہیں:

چنانچہ سورہ بقرہ میں فرمایا ہے:

وَلَقَدْ أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ آيَاتٍ يَسُبِّ ۝ وَمَا يَكْفُرُ بِهَا إِلَّا الْفَاسِقُونَ ۝ (القرآن تقویت الایمان ص ۳)

ترجمہ: یعنی اور بیشک اتاریں ہم نے طرف تیری باتیں کھلی اور منکر اس سے وہی ہوتے ہیں جو لوگ بے حکم ہیں۔

ف۔ یعنی ان باتوں کا سمجھنا کچھ مشکل نہیں یہ فائدہ بے فائدہ جناب اپنی طرف سے ہرگز



کر کچھ آگے فرماتے ہیں۔

(تقویت الایمان صفحہ ۳)

اور اللہ رسول کے کلام سمجھنے کو بہت علم نہیں چاہیے کہ پیغمبر تو نادانوں علم سکھانے کو آئے تھے۔

قطع نظر اس کے کہ کلام شان ادب سے دور ہے یہ دعوے کہ اللہ و رسول کے کلام سمجھنے کو بہت علم نہیں چاہیے یعنی ہر جاہل سمجھ سکتا ہے بالکل باطل اور نہایت فتنہ انگیزی ہے آیات کا بینات کے ساتھ موصوف ہونا یہ معنی نہیں رکھتا کہ قرآن پاک سیکھنے اور علماء سے پوچھنے کی ضرورت نہیں رہی۔

مولوی اسماعیل صاحب اس کے بعد لکھتے ہیں۔

جو کوئی یہ آیت سن کر پھر یہ کہنے لگے کہ پیغمبر کی بات سوائے عالموں کے کوئی سمجھ نہیں سکتا اور ان کی راہ پر سوائے بزرگوں کے کوئی چل نہیں سکتا سو اس نے اس آیت کا انکار کیا۔

(تقویت الایمان صفحہ ۳)

عوام کا تعلق علماء سے قطع کرانے میں مولوی اسماعیل صاحب کتنی کوشش بلیغ کر رہے ہیں یہاں تک کہہ گئے کہ جو یہ کہے کہ پیغمبر (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی بات سوائے عالموں کے کوئی سمجھ نہیں سکتا۔ اس نے اس آیت کا انکار کیا اور آیت کا انکار یقیناً کفر ہے تو دین کے سمجھنے کے لئے عالم کی ضرورت بتانے والا مولوی اسماعیل صاحب کے نزدیک کافر خارج از اسلام ہے پہلے تو مولوی محمود حسن صاحب دیوبندی کے قصیدہ کے لہر بڑھے جو انہوں نے مولوی رشید صاحب و مولوی محمد قاسم صاحب کی تعریف میں لکھا ہے اور اس کے بعد غور کیجئے کہ تقویت الایمان کے حکم سے مولوی محمود حسن صاحب کافر خارج از اسلام منکر قرآن ہو گئے کہ انہوں نے قرآن و حدیث کے سمجھنے کے لئے عالم کو ضروری سمجھا لکھتے ہیں۔

پر نہ ہوں سائق و قائم ہو رشید و قاسم ہم کو کیونکر ملیں یہ نعت یزدان دونوں کون سمجھائے ہمیں مطلب اللہ و رسول کون سکھائے ہمیں سنت و قرآن دونوں مولوی اسماعیل صاحب کا فتویٰ گھر میں ہی کام آگیا اور مولوی محمود حسن صاحب دیوبندی ان کی چھری سے ذبح ہو گئے۔ اب اس مسئلہ کے متعلق آیات و احادیث ملاحظہ فرمائیے۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ۔ (ابراہیم سورہ بقرہ)

ترجمہ: اے ہمارے رب ان میں انہیں میں سے ایسا رسول مبعوث فرما جو ان پر تیری آیات تلاوت فرمائے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور انہیں پاک کرے اسی طرح دوسرے پارہ میں ارشاد فرمایا۔

يُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ اِىٰ طَرَحَ سُوْرَةَ جَمْعٍ مِّنْ فَرَمَا: يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ۔

ان تمام آیات میں قرآن پاک کی تعلیم کا بیان ہے اور حضورؐ کی اس صفت کا ذکر ہے آپ اپنی امت کو قرآن پاک کی تعلیم فرماتے ہیں تو اگر قرآن پاک کو ہر جاہل اور بے علم بھی سمجھتا اور اسے سیکھنے اور دریافت کرنے کی ضرورت نہ ہوتی تو حضورؐ کا تعلیم فرمانا اور سکھانا بیکار ہوتا۔ اور قرآن پاک میں یہ حضورؐ کی صفت نہ قرار دیا جاتا۔ بیسویں پارہ میں ارشاد فرمایا:

وَبَلَّغْكَ الْأَمْثَالَ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالَمُونَ۔

ترجمہ: یہ مثالیں ہیں جنہیں ہم لوگوں کیلئے بیان فرماتے ہیں اور انہیں نہیں سمجھتے مگر عالم۔ اب تو ثابت ہو گیا کہ مولوی اسماعیل صاحب کا یہ دعویٰ کہ قرآن پاک کے سمجھنے کیلئے علماء کی ضرورت نہیں۔ قرآن پاک کے بالکل خلاف ہے۔ اس مدعا پر بکثرت آیات



پیش کی جاسکتی ہیں مگر بے خیال اختصار اسی قدر پر اکتفا کیا گیا۔  
اب حدیث ملاحظہ کیجئے۔

ترمذی شرف میں بروایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما مروی ہے۔  
حضور نے فرمایا:

حدیث: مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بَرَأْنِي فَلْيَتَّبِعْهُ مَقْعَدُهُ وَفِي رَوَايَةٍ مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بَغَيْرِ عِلْمٍ فَلْيَتَّبِعْهُ مَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ۔

(مشکوٰۃ شریف، صفحہ ۳۵)

یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص قرآن پاک میں اپنی رائے سے  
معنی بیان کرے اسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے اور ایک روایت میں ہے کہ جس  
نے قرآن کے معنی بغیر علم کے بیان کئے اسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے اور  
انہیں امام ترمذی نے حضرت جندب سے روایت کیا۔

حدیث: مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بَرَأْنِي فَأَصَابَ فَقَدْ أَخْطَا

(مشکوٰۃ شریف ص ۳۵)

یعنی حضور نے فرمایا جس شخص نے قرآن میں اپنی رائے سے کچھ کہا اور اتنا کہ وہ  
قول صحیح بھی ہوا جب بھی وہ خطا کار ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے امام ترمذی نے روایت کی۔

حدیث: قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَلَّمُوا الْقُرْآنَ وَاعْلَمُوا النَّاسَ۔ (مشکوٰۃ  
شریف صفحہ ۱۲۵)

حضور نے فرمایا قرآن سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ۔ ان احادیث سے معلوم  
ہوا کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے قرآن پاک کے سیکھنے اور سکھانے کا حکم  
فرمایا۔ اور بغیر علم کے قرآن پاک کے معنی بیان کرنے والے کو یہ فرمایا کہ جہنم میں اپنا

ٹھکانا بنالے لیکن مولوی اسماعیل صاحب قرآن اور حدیث کے خلاف خدا و رسول کے  
مخالف یہ اصول بنا رہے ہیں کہ قرآن پاک سمجھنے کے لئے علماء کی ضرورت ہی نہیں ہے  
اور ہر جاہل کو قرآن پاک میں دخل دینے کی جرات دلاتے ہیں یہ گمراہی کے دو اصول ہیں  
اور انہیں سے غیر مقلد وغیرہ بے دین پیدا ہوئے۔ اس اصول سازی سے پیشہ ہائے وہابیہ  
کا مقصود یہ ہے کہ علماء مفسرین و محدثین وائمہ مجتہدین و متکلمین کسی کا اتباع نہ کرنا پڑے  
آیات و احادیث لکھ کر جو چاہے مطلب بیان کرے اور بے قیدی کے مزے اڑائے چنانچہ  
اس کتاب میں مولوی اسماعیل صاحب کا یہی دستور ہے کہ آیتیں اور حدیثیں لکھ کر جو چاہا  
مطلب بنا دیا یہ پہلے ہی سمجھا چکے کہ کسی عالم سے قرآن سمجھنے کی ضرورت نہیں تو کسی  
محدث، مفسر، مجتہد کی انہیں کیا پرواہ تمام اکابر اسلام سے ان کا علاقہ قطع اور تمام کتب  
دینیہ سے ترک تعلق، اس لئے اس کتاب میں کسی تفسیر کا حدیث کی شرح کا فقہ اصول  
عقائد وغیرہ کسی کتاب کا کہیں حوالہ نہیں۔ گمراہی کا باز تو یہی ہے کہ علماء سے قطع تعلق  
کرائے کیونکہ جس قوم کا علماء سے تعلق باقی رہے گا وہ کسی گمراہ کرنے والے کے فریب  
میں نہ آئے گی۔ ہر بات علماء سے دریافت کرنے کی اور وہ ظاہر کر کے اہل باطل کا پردہ  
فاش کر دیں گے۔ اسی لئے فرمایا حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

فَقِيهٌ وَاحِدٌ أَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ أَلْفِ عَابِدٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ ابْنِ  
عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا

(مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۳)

یعنی ایک فقیہ عالم (شیطان پر ہزاروں عابدوں سے زیادہ سخت ہے اور فرمایا حضور انور  
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَرَعُهُ مِنْ عِبَادِهِ وَلَكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ يَقْبِضُ  
الْعُلَمَاءَ حَتَّى إِذَا لَمْ يَبْقَ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ زُوسًا جَهْلًا فَسَلُّوا فَاسْتَلُّوا فَافْتَنُوا بَغَيْرِ عِلْمٍ  
فَضَلُّوا وَاصْلُوا فَتَفَقَّوْا عَلَيْهِ۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۳)



یعنی اللہ تعالیٰ علم کو اس طرح قبض نہ کرے گا کہ اس کو اپنے بندوں میں سے اٹھا لے لیکن علم کو علماء کے اٹھانے کے ساتھ قبض فرمائے گا یہاں تک کہ جب عالم باقی نہ رہے گا تو لوگ جاہلوں کو سردار بنائیں گے اور ان سے مسئلہ پوچھا جائے گا وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے۔ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔ ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ شیطان کے بہکانے کا موقع جب ہی پورا ہوتا ہے جبکہ عوام علماء کے فیض سے محروم ہو جائیں اور بے علم کا فتویٰ باعث گمراہی ہوتا ہے اسی لئے حضرت مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے مسجد کوفہ سے اس واعظ کو نکلوا دیا جس کو ناسخ منسوخ کا علم نہ تھا۔

وللذا ابو جعفر نحاس از حضرت امیر المومنین مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ روایت نموده کہ ایشاں روزے در مسجد کوفہ داخل شدند دیدند کہ شخصی وعظ می گوید پر سیدند کہ ایں کیست مردم عرض کردند کہ ایں واعظ است کہ مردم راز خدای ترساند و از گناہان منع می کند فرمودند کہ غرض ایں شخص آنست کہ خود را انگشت نمائے مردم سازد و بہ پر سید کہ ناسخ از منسوخ جدا میداند یا نہ او گفت کہ ایں علم خود ندارم فرمودند کہ ایں را از مسجد بر آرید

دیکھئے حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ ناسخ و منسوخ کا علم نہ رکھنے والے کو مسئلہ بتانے اور وعظ کہنے کی اجازت نہیں دیتے مگر مولوی اسماعیل صاحب نے قرآن و حدیث کے خلاف یہ اصول تراشا کہ ہر کس و ناکس کو قرآن پاک میں دخل دینا چاہئے علمائے مجہرین کانپتے ہیں اور عرفائے واصلین تھراتے ہیں۔ اسی لئے تفسیروں میں نقل معتبر ہے۔ قرآن پاک میں اپنی رائے لگانا شریعت نے جائز نہیں کیا۔

فساد کے یہ اصول بیان کرنے کے بعد مولوی اسماعیل صاحب نے اپنا مقصود شروع فرمایا کہ جس کا عنوان یہ ہے:

پہلا باب توحید و شرک کے بیان میں:

(تقویت الایمان صفحہ ۵)

مولوی صاحب کو چاہیے تھا کہ اس عنوان کے بعد توحید اور شرک کے صاف صاف معنی لکھ دیتے تاکہ آئندہ جو آیتیں اور حدیثیں بیان کی جائیں ہر شخص ان کے مطلب کو بہ آسانی سمجھ لیتا۔ لیکن درحقیقت مصنف تقویت الایمان کا یہ مقصد ہی نہیں ہے بلکہ ان کا مدعا یہ ہے کہ لوگوں کو مغالطہ دے کر تمام اہل اسلام کا شرک ہونا باور کرایا جائے۔ اس لئے انہوں نے ایسا نہ کیا اور ابتداء اس کلام سے کی۔

اول سننا چاہئے کہ شرک لوگوں میں بہت پھیل رہا ہے اور اصل توحید نایاب لیکن اکثر لوگ شرک و توحید کے معنی نہیں سمجھتے اور ایمان کا دعویٰ رکھتے ہیں۔ حالانکہ شرک میں گرفتار ہیں۔

مولوی اسماعیل صاحب نے شرک کو عام بھی کہا توحید کو نایاب بھی اور یہ بھی کہا کہ ایمان کا دعویٰ رکھنے والے معاذ اللہ شرک میں گرفتار ہیں لیکن توحید اور شرک کے صاف صریح معنی نہ بتائے تاکہ لوگ خود اندازہ کر سکتے کہ توحید یہ ہے اور آج وہ دنیا میں کس قدر پائی جاتی ہے اور شرک کے عام ہونے کا دعویٰ کہاں تک صحیح ہے۔

اب میں توحید اور شرک کے معنی بیان کردوں تاکہ مسئلہ کے سمجھنے میں کوئی دقت واقع نہ ہو۔

توحید کے معنی: توحید وہی ہے جس کا کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ میں کامل طور پر بیان فرمایا گیا ہے۔

اس کے معنی یہ ہیں کہ سچا معبود اللہ کے سوا کوئی نہیں مطلب یہ ہوا کہ سچا معبود اکیلا اللہ ہے اور بس اس کا زبان سے اقرار کرنا دل سے یقین جانا توحید کہلاتا ہے۔ علامہ علی قاری رحمہ اللہ الباری مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح میں فرماتے ہیں:



(لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْغَنِيُّ النَّافِيهِ لِلْجِنْسِ عَلَى سَبِيلِ التَّنْصِصِ عَلَى نَفْيِ كُلِّ فَرْدٍ مِنْ أَفْرَادِهِ (إِلَّا اللَّهُ) قِيلَ خَبَرٌ لَا وَالْحَقُّ أَنَّهُ مَحْذُوفٌ وَالْأَحْسَنُ فِيهِ لَا إِلَهَ مَعْبُودٌ بِالْحَقِّ فِي الْوُجُودِ إِلَّا اللَّهُ وَلَكُونِ الْجَلَالَةُ إِسْمًا لِلذَّاتِ الْمُسْتَجْمَعِ لِكَمَالِ الصِّفَاتِ وَعِلْمًا لِلْمَعْبُودِ بِالْحَقِّ قِيلَ لَوْ بُدِّلَ بِالرَّحْمَنِ لَا يَصِحُّ بِهِ التَّوْحِيدُ الْمُطْلَقُ ثُمَّ قِيلَ التَّوْحِيدُ هُوَ الْحُكْمُ بِوَحْدَانِيَّتِهِ مَنْعُوتًا بِالتَّنْزِيهِ عَمَّا يُشَابِهُ اعْتِقَادًا فَقَوْلًا وَعَمَلًا فَيَقِينَا وَعِزًّا فَتَبَوُّنَا وَدَوَامًا۔

(مرقات جلد اول صفحہ ۳۶)

یعنی لا الہ میں لا نفی جنس کا ہے جو ہر فرد الہ کی نفی پر نص ہے اور لا الہ کی نسبت کہا گیا ہے کہ لا کی خبر ہے اور حق یہ ہے کہ خبر محذوف ہے اور احسن تقدیر یہ ہے کہ ہستی میں کوئی الہ معبود برحق نہیں سوائے اللہ کے کیونکہ اسم پاک اللہ ذات مستجمع صفات کمال کا اسم اور معبود برحق کا علم ہے کہا گیا کہ اگر اس کی جگہ الرحمن لایا جائے تو توحید مطلق اس سے صحیح نہ ہو۔ پھر کہا گیا کہ توحید کسی شے کی وحدانیت کا حکم کرنا اور اس کو جاننا ہے اور اصطلاح میں توحید اللہ تعالیٰ کی ذات کو اس کی وحدانیت کے ساتھ مشابہ سے منزہ ثابت کرنا اعتقاداً پھر قولاً و عملاً پھر یقیناً و عرفاناً پھر مشاہدہ و عیاناً پھر ثبوتاً و دواماً ۱۲

### شرک کی تعریف:

شرک وہی ہے جس کو کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ نے باطل کیا۔ یعنی اللہ کے سوا کسی اور کو معبود ٹھہرانا تفسیر خازن میں فرماتے ہیں۔

مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ يَعْنِي يَجْعَلُ مَعَهُ شَرِيكًا غَيْرَهُ۔

(تفسیر خازن جلد اول صفحہ ۲۴)

یعنی اللہ کے ساتھ شرک کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے ساتھ اس کے غیر کو شریک ٹھہرائے شرح عقائد میں فرمایا:

الْإِشْرَاقُ هُوَ اثْبَاتُ الشَّرِيكِ فِي الْإِلَهِيَّةِ يَعْنِي وَجُوبُ الْوُجُودِ كَمَا لِلْمَجْنُوسِ أَوْ بِمَعْنَى اسْتِحْقَاقِ الْعِبَادَةِ كَمَا لِعِبَادَةِ الْأَصْنَامِ۔

(شرح عقائد ص ۱۶)

یعنی شرک ثابت کرنا ہے شریک کا الوہیت معنی وجوب وجود میں جیسا مجوس کرتے ہیں یا معنی استحقاق عبادت میں جیسا بت پرست کرتے ہیں۔ کذا فی شرح الفقہ الاکبر للملا علی القاری

حضرت شیخ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اشعہ الممعات شرح مشکوٰۃ شریف میں فرماتے ہیں:

بالجملہ شرک سہ قسم است در وجود و در خالقیت و در عبادت

(اشعہ الممعات جلد اول صفحہ ۶۱)

خلاصہ مطلب یہ ہے کہ شرک تین طرح پر ہوتا ہے ایک تو یہ کہ اللہ کے سوا کسی دوسرے کو واجب الوجود ٹھہرائے دوسرے یہ کہ کسی اور کو اس کے سوا حقیقتاً خالق جانے یا کہے تیسرے عبادت میں کہ غیر خدا کی عبادت کرے یا اس کو مستحق عبادت سمجھے۔ ان عبادات کا خلاصہ یہ ہوا کہ واجب الوجود یعنی اپنی ذات و کمالات میں دوسرے سے بے نیاز



اور غنی بالذات فقط اللہ تعالیٰ ہے۔ دوسرا کوئی نہیں اور فقط وہی عبادت کا مستحق ہے تو اگر کوئی کسی دوسرے کو اس کی ذات یا کمالات میں غنی بالذات مانے یا مستحق عبادت ٹھہرائے وہ مشرک ہے تو جو شخص اللہ کے سوا کسی اور کو قدیم یعنی اس کو اپنی ذات میں غیر سے بے نیاز مانے وہ مشرک ہے جیسے ہمارے ملک کے آریہ جو اللہ کے سوا روح اور مادہ کو بھی قدیم اور واجب الوجود مانتے ہیں اور ان کی ذات کو بنانے والے سے بے نیاز جانتے ہیں۔ مشرک ہیں اسی طرح اگر کوئی کسی کے کمالات کو ذاتی مانے اور اس کمال میں اس کو دوسرے سے غنی اور بے نیاز سمجھے تو مشرک ہے خواہ وہ کمال علم ہو یا قدرت یا حیات یا سمع یا بصر جیسا ستارہ پرستوں کا خیال ہے کہ عالم کے تغیرات کو اکب کے تاثیرات سے ہیں اور کو اکب ان تاثیرات میں غنی بالذات ہیں کسی کے محتاج نہیں یہ عقیدہ بھی شرک ہے۔ اور ایسے اعتقاد رکھنے والے مشرک۔ اسی طرح اگر کوئی دوسرے کی عبادت کرے جس کو ہندی میں پوجا اور فارسی میں پرستش کہتے ہیں۔ وہ بھی مشرک ہے۔ جیسے برت پرست جو بتوں کی عبادت کرتے ہیں اور ان کو پرستش کا مستحق جانتے ہیں یہ بھی مشرک ہیں لیکن جو لوگ اللہ کے عطا کئے ہوئے کمالات اس کے بندوں کے لئے ثابت کرتے ہیں اور کمالات کو عطاۓ الہی جانتے ہیں وہ مشرک نہیں مثلاً کوئی شخص آدمی کو سمیع و بصیر کہے اور اعتقاد یہ رکھتا ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو سمع و بصر عطا فرمائی تو وہ مومن ہے موحد ہے مشرک نہیں مشرک جب ہوتا جبکہ یہ اعتقاد کرتا کہ انسان کے لئے سمع بصر ذاتی ہے اور وہ اس میں کسی دوسرے کا محتاج نہیں چنانچہ قرآن پاک میں فرمایا ہے۔ فجعلناہ سمیعاً بصیراً (یعنی ہم نے انسان کو صاحب سمع و بصر کیا۔

باوجودیکہ قرآن پاک ہی میں سمیع و بصیر اللہ تعالیٰ کی صفات میں وارد ہے لیکن پھر بھی انسان کو سمیع و بصیر فرمایا یہ شریک نہیں ہوا کیونکہ انسان کے لئے جو سمع و بصر ثابت کی گئی ہے وہ عطاۓ الہی سے ہے تو وہ بے نیاز نہ ہوا۔ لہذا شرک نہیں یہ بات خوب ذہن نشین کر لیجئے کہ اللہ کے سوا کسی دوسرے کے لئے کسی ایک ذرہ پر قدرت یا اختیار یا علم ثابت کرنا اگر بالذات ہو تو شرک ہے اور اللہ تعالیٰ کی عطا سے ماننا شرک نہیں حقیقت

یہ ہے کہ کافر آثار کو اسباب کی طرف منسوب کرتا ہے اور انہیں مستقل بالذات موثر جانتا ہے جیسے کو اکب پرست اجرام سماویہ کی تاثیرات پر اعتقاد رکھتا ہے اور انہیں تاثیر میں مستقل بالذات سمجھتا ہے مگر مسلمان اسباب کو وسائل جانتا ہے اور قادر مطلق کے دست قدرت کو ان وسائل کے حجابات میں دیکھتا ہے۔ قدرت و اختیار بالذات اسی کا سمجھتا ہے یہ فرق اگر نہ ہو تو پھر انسان ہر بات میں مشرک ہو جائے۔ یہ کہئے کہ میں دیکھتا ہوں تو مشرک میں سنتا ہوں تو مشرک میں زندہ ہوں تو مشرک میں موجود ہوں تو مشرک میں سچا ہوں تو مشرک کوئی بات شرک سے خالی نہ ہو۔ غذا نے قوت دی پانی نے سیراب کیا۔ دوا نافع ہوئی۔ سردی نے ضرر کیا۔ یہ سب باتیں شرک ہو جائیں اور ایمان کی کوئی راہ ہی نہ رہے۔ مگر ایسا نہیں شرک جیسا ہو گا کہ جب کسی کو کسی کمال میں مستقل بالذات سمجھے اور اگر مستقل بالذات نہیں جانتا اللہ تعالیٰ کا محتاج جانتا ہے اس کی عطا سے یہ کمال اس میں حاصل مانتا ہے۔ یہ تو کہتا ہے کہ میں دیکھتا ہوں مگر اعتقاد یہ ہے کہ دیکھنے میں اللہ تعالیٰ کے کرم کا محتاج ہوں وہ دیکھنے کی قوت عطا نہ فرمائے تو کچھ نہ دیکھ سکوں تو وہ بیشک موحد ہے۔ مشرک نہیں۔ اس کو مشرک لکھنے والا جاہل بد عقل گمراہ ہے کیونکہ اس کو مشرک کہنے کے یہ معنی ہوں گے کہ بینائی کا کمال عطائی شرک ہے یعنی معاذ اللہ یہ اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت ہے دوسرے کو اس میں شریک کر دینا شرک ہوا۔ یہ سراسر باطل اور گمراہی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا کوئی کمال عطائی اور غیر سے حاصل کیا ہوا نہیں۔ ہر کمال اس کا ذاتی اور غیر مکتسب ہے تو ظاہر ہو گیا کہ عطائی کمال کسی کے لئے ثابت کرنا ہرگز شرک نہیں ہو سکتا مگر وہابیہ اب تک اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات سے جاہل ہیں انہیں اتنا بھی معلوم نہیں کہ اللہ سبحانہ کے تمام کمال ذاتی ہیں کسی سے حاصل کئے ہوئے نہیں کسی کے لئے کمال عطائی ماننے سے شرک لازم نہیں آسکتا۔

اِنِّیْ قَدْ جَنِّتُکُمْ بِاٰیۃٍ مِّنْ رَبِّکُمْ اِنِّیْ اَخْلَقْتُ لَکُمْ مِّنَ الطَّیْنِ کَھِیْنَةَ الطَّیْرِ فَاَنْفَخْتُ فِیْہِ فِیْکُوْنُ طَیْرًا یَّاذُنُ اللّٰہُ وَاَنْبِیْ الْاَکْمَہَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی یَّاذُنُ اللّٰہُ وَاَنْبِئُکُمْ بِمَا تَاْکُلُوْنَ وَاَمَّا تَدْخُرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِکُمْ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیۃً لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ



مؤمنین ○

ترجمہ: میں تمہارے پاس ایک نشان لایا ہوں تمہارے رب کی طرف سے کہ میں تمہارے لئے مٹی سے پرند کی سی صورت بناتا ہوں۔ پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرند ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے اور اچھا کرتا ہوں اندھے اور برص والے کو اور مردے کو زندہ کرتا ہوں اللہ کے حکم سے اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو۔ بیشک ان باتوں میں تمہارے لئے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔

اس آیت مبارکہ میں حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے خلق (پیدا کرنے) اندھے اور برص والے کو اچھا کرنے مردہ کو زندہ کرنے کی نسبت اپنی طرف فرمائی اور فرمایا کہ جو تم کھاتے ہو اور جو تم گھروں میں جمع کر رکھتے ہو اس کی میں خبر دیتا ہوں اور یہ فرمایا اگر تم مومن ہو تو اس میں تمہارے لئے نشانی ہے آیت ہے۔ یہ توحید کے علم بردار اللہ تعالیٰ کے رسول حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلام ہدایت نظام ہے جس کو قرآن پاک نے نقل فرمایا۔ اس سے صریح اور یقینی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ خلق اور احیاء و ابراء یعنی پیدا کرنے تندرست کرنے کی نسبت غیر خدا کی طرف اگر اس اعتقاد کے ساتھ ہو کہ یہ بات اس کو اللہ کی عطا سے حاصل ہے تو یہ شرک نہیں ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ شرک یہ ہے کہ دو معبود یا زیادہ قرار دے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

لَا تَتَّخِذُوا الْهَيْهَاتِ اِثْنَيْنِ اِنَّمَا هُوَ الْوَّاحِدُ (پارہ ۱۴ سورۃ نحل)

یعنی دو معبود نہ بناؤ سوائے اس کے نہیں کہ مستحق عبادت وہ ایک ہی ہے اللہ اور جو اللہ تعالیٰ کے صفات ذات یا صفات افعال میں کسی کو اس کا مشابہ ٹھہرائے یہ بھی شرک ہے۔ جیسا کہ سمع بصر کلام خلق رزق احیاء اماتت نفع ضرر تو جو شخص جو یہ اعتقاد رکھے کہ اللہ کے سوا دوسرا اور معبود بھی جو اپنی ذات میں مستقل ہے یا صفات میں اس کے مشابہ ہے یا افعال میں اس کا شریک ہے کہ پیدا کرتا ہے اور روزی دیتا ہے اور جلاتا ہے اور مارتا

ہے اور ضرر دیتا ہے اور نفع دیتا ہے ان باتوں میں مستقل بالذات ہے۔ اللہ کے اذن و عطا کا محتاج نہیں تو ایسا اعتقاد رکھنے والا یقیناً مشرک خارج از ایمان مخلد فی النار ابدی جہنمی ہے اسی کو شرک اکبر کہتے ہیں۔ یہی توحید کا منافی اور اس کا مقابل ہے اسی کے حق میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا ذُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ ۚ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نہ بخشے گا اس کو کہ شرک کیا جائے اس کے ساتھ اور بخشے گا ماسوا اس کے جس کو چاہے اسی کو شرک اکبر کہتے ہیں اور اطلاقات شرعیہ میں جب مطلقاً شرک بولا جاتا ہے تو اس سے اکثر یہی مراد ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ شرک کا اطلاق کبھی ایک اور معنی پر بھی ہوتا ہے اس کو شرک اصغر کہتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ بندہ عبادت میں اخلاص نہ کرے بلکہ ریاکاری کرے جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہوا۔

(الزَّيْنَاءُ شُرْكٌ خَفِيٌّ)

ترجمہ: یعنی ریاکاری چھپا شرک ہے۔

اب توحید و شرک کے معنی سمجھ لینے کے بعد تقویت الایمان کی عبارت کی طرف ذرا توجہ فرمائیے اول یہ سمجھ لینا چاہیے کہ مولوی اسماعیل صاحب شرک سے شرک اکبر مراد لے رہے ہیں۔ چنانچہ اس کو انہوں نے توحید کا مقابل قرار دیا ہے اور یہ لکھا ہے۔  
(شرک لوگوں میں بہت پھیل رہا ہے اور اصل توحید نایاب)

(تقویت الایمان صفحہ ۵)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کلام شرک اکبر میں ہے جس سے آدمی ہمیشہ کے لئے جہنمی ہو جاتا ہے۔ مولوی اسماعیل صاحب نے اس سے آگے جو آیتیں پیش کی ہیں وہ بھی وہی ہیں جو شرک اکبر کے حق میں اب یہ غور کر لینا ہے ان کا یہ دعویٰ۔  
کہ شرک لوگوں میں بہت پھیل رہا ہے اور اصل توحید نایاب لیکن اکثر لوگ توحید کے



معنی نہیں سمجھتے اور ایمان کا دعویٰ رکھتے ہیں۔ حالانکہ شرک میں گرفتار ہیں۔ (تقویت الایمان صفحہ ۵)

کہاں تک صحیح ہے۔ مولوی اسماعیل صاحب اکثر مسلمانوں کو شرک میں گرفتار بتاتے ہیں اور توحید کو نایاب کہتے ہیں۔ ان کے خیال میں توحید شاید انہیں کے چند مریدوں معتقدوں میں رہ گئی ہوگی۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ یہ دعویٰ کتنی اصل رکھتا ہے۔ اکثر کو چھوڑیے کیا۔ اقل مسلمان بھی ایسے ہیں جو اللہ کے سوا کسی دوسرے کو معبود برحق جانتے ہوں۔ یا اللہ تعالیٰ کی صفات و افعال میں اس کا مشابہ و شریک سمجھتے ہوں یا غیر خدا کی عبادت اور پرستش کرتے ہوں اور جب ایسا نہیں ہے تو شرک کا حکم ان پر افترا ہے بہتان ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ اب یہ جرنیلی حکم کیوں ہوا۔ کس خطا میں کس قصور میں۔ انہیں دین و اسلام سے خارج کر کے مشرک کیوں بنایا گیا وہ قصور یہ ہے۔ ملاحظہ ہو:

سننا چاہیے کہ اکثر لوگ پیروں اور پیغمبروں کو اماموں کو اور شہیدوں کو اور فرشتوں کو مشکل کے وقت پکارتے ہیں اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں اور ان کی مفتیں مانتے ہیں اور حاجت برآئی کے لئے ان کی نذر و نیاز کرتے ہیں اور بلا کے ٹلنے کے لئے اپنے بیٹوں کو ان کی طرف نسبت کرتے ہیں۔ کوئی اپنے بیٹے کا نام عبدالنبی رکھتا ہے کوئی علی بخش، حسین بخش کوئی پیر بخش کوئی مدار بخش، کوئی سالار بخش کوئی غلام محی الدین، کوئی غلام معین الدین اور ان کے جینے کے لئے کوئی کسی کے نام کپڑے پہناتا ہے کوئی کسی کے نام کی بیڑی ڈالتا ہے۔ کوئی کسی کے نام کے جانور کرتا ہے۔ کوئی مشکل کے وقت دہائی دیتا ہے۔ کوئی اپنی باتوں میں کسی کے نام کی قسم کھاتا ہے غرضیکہ جو کچھ ہندو اپنے بتوں سے کرتے ہیں سو وہ سب کچھ جھوٹے مسلمان انباء اور اولیاء سے اور اماموں اور شہیدوں سے اور فرشتوں اور پیروں سے کر گزرتے ہیں اور دعوے مسلمانی کئے جاتے ہیں۔ سبحان اللہ یہ منہ اور یہ دعوے۔ (تقویت الایمان ص ۵)

اس ظلم و ستم کی کچھ نہایت ہے کہ پیروں، پیغمبروں، اماموں، شہیدوں اور فرشتوں کو

مشکل کے وقت پکارنا ان کے ایصال ثواب کی مفتیں ماننی حاجت روائی کے لئے ان کی روح کو ایصال ثواب کرنا برکت کے لئے اپنی اولادوں کے نام ان کے ناموں پر رکھنا یہ سب شرک قرار دے دیا اور کروڑوں مسلمانوں کو بے دردی کے ساتھ اسلام سے خارج کر دیا۔ پھر لطف یہ کہ اس دعوے پر نہ دلیل ہے نہ برہان نہ حدیث نہ قرآن نہ ثبوت نہ شہادت نہ کوئی حوالہ نہ کسی کتاب کی عبارت، نئی شریعت بنا ڈالی اور مسلمانوں کو بے وجہ مشرک کہہ دیا۔ کوئی اس ظالم سے پوچھے شریعت کے معاملہ میں اپنی رائے کو دخل دینا اور جس امر کو چاہنا شرک کہہ جانا یہ کس سے سیکھا ہے۔ یہ نئی شریعت بنانا کیا دعوے خدائی کا نہیں ہے اور جو لوگ قرآن و حدیث کو چھوڑ کر ان بے اصل باتوں کو مانتے ہیں۔ اور تقویت الایمان کے کلمہ پر ایمان لاتے ہیں۔ وہ خود اسی کے حکم سے مشرک ہیں۔ چنانچہ تقویت الایمان میں لکھا ہے:

یعنی اللہ کو بڑا مالک سمجھتے ہیں اور اس سے چھوٹے اور مالک ٹھہراتے ہیں۔ مولویوں اور درویشوں کو تو اس بات کا ان کو حکم نہیں ہوا۔ اور اس سے ان پر شرک ثابت ہوتا ہے۔ (تقویت الایمان ص ۹)

جن لوگوں نے مولوی اسماعیل صاحب کی تقلید پر کمر باندھ لیا ہے اور آنکھیں میچ کر ان کی ہاں میں ہاں ملائے چلے جاتے ہیں۔ اور تقویت الایمان کی ہر بات پر ایمان رکھتے ہیں وہ تقویت الایمان کی اس عبارت کو غور سے پڑھ کر سمجھیں کہ اسی کتاب سے وہ مشرک خارج از ایمان ہو گئے۔

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی تفسیر عزیزی سورۃ بقرہ میں فرماتے ہیں:

افعال عادی الہی را مثل بخشیدن فرزند و توسیع رزق و شفاء مریض و امثال ذلک را مشرکان نسبت بارواح خبیثہ و اصنام می نمایند و کافر می شوند و موحدان از تاثیر اسماء الہی یا خواص مخلوقات او میدانند از ادویہ و عقاقیر یا دعائے صلحاء بندگان او کہ ہم از جناب اور درخواست مطالب میکنند می نمند و در ایمان ایشان خلل نمی افتد۔



یعنی اللہ کے افعال عادی مثل بیٹا دینے رزق وسیع کرنے بیمار کو شفاء دینے وغیرہ کو مشرکین ارواح خبیثہ اور بتوں کی طرف نسبت کرتے ہیں اور کافر ہو جاتے ہیں اور اہل توحید اللہ کے ناموں کی تاثیر یا اس کی مخلوقات ادویہ وغیرہ کی خاصیت یا اللہ کے نیک بندوں کی دعا کی تاثیر سمجھتے ہیں۔ جو اللہ کی جناب میں درخواست کر کے خلق کی حاجت روائی کراتے ہیں۔ اس اعتقاد سے ان کے ایمان میں کچھ خلل نہیں آتا۔

مولوی اسماعیل صاحب کے خود ساختہ شرک سے تو شاہ صاحب بھی نہیں بچتے وہ بزرگوں کی دعا سے بیٹا ملنا رزق وسیع ہونا بیمار کا تندرست رہنا اور خلق کی حاجت روائی اس سب کے قائل ہیں اور یہ فرق کرتے ہیں کہ موحدا اگر ان چیزوں کو اہل اللہ کی دعا کی تاثیر مانے تو اس کو ایمان میں کچھ خلل نہیں۔ کیونکہ وہ ان امور میں صلحاء کو مستقل بالذات اور موثر حقیقی نہیں جانتا بلکہ وسیلہ سمجھتا ہے اور مشرک ارواح خبیثہ یا اپنے بتوں کی طرف ان امور کو نسبت کرے تو یہ اس کا کفر ہے کیونکہ وہ ان بتوں وغیرہ کو مستقل بالذات اور موثر حقیقی اعتقاد کرتا ہے۔ یہ شاہ صاحب کا منصفانہ اور ایماندارانہ فیصلہ ہے وہ مشرک و مومن میں فرق کرتے ہیں لیکن مولوی اسماعیل صاحب ایمانداروں کو ہنود کی مثل ٹھہرا کر ایمان سے خارج کر کے مشرک بنا رہے ہیں اسی تفسیر میں حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں۔

واصلاح قسم سوم تحصیل ربط بارواح طیبہ صلحا واولیاست کہ اکثر اویسی مشربان بعمل می آرند و در حوائج خود و دیگر خلق باں مستفع می شوند و در طریق تحصیل آن نیز طہارت و تلاوت و ارسال ثواب صدقات برائے آن ارواح منظور سے دارند و اصلاح قسم پنجم عقد ہمت ست کہ از مشائخ کبار و اولیائے ابرار برائے حل مشکلات بوقوع آمدہ و آن تعلیق ہم تکلیف بکیفیت عظمی است کہ بسبب استغراق در ملاحظہ اسمی از اسماء الہی دست دادہ کہ سراسر مبنی بر نزاہت روح و ترقی آن از عالم ادناس والواس است۔

یعنی تیسرے طریقہ کی اصلاح۔

اولیاء اور صلحا کی پاک روحوں کے ساتھ ربط حاصل کرنا ہے جو اکثر اویسی مشرب لوگ عمل میں لاتے ہیں اور اپنی اور دوسری مخلوق کی حاجتوں میں اس سے نفع پاتے ہیں۔ اس کے طریقہ تحصیل میں بھی طہارت اور تلاوت اور صدقات کا ثواب اور ان روحوں کو پہنچانا منظور رکھتے ہیں۔

پانچویں قسم کی اصلاح عقد ہمت ہے کہ مشائخ کبار اور اولیاء ابرار سے حل مشکلات کے لئے وقوع میں آتا ہے اور وہ تعلیق بھی ایک کیفیت عظمی کے ساتھ تکلیف ہے جو اسماء الہی میں سے کسی اسم کے ملاحظہ میں استغراق کے سبب سے حاصل ہوئی کہ وہ سراسر روح کی پاکیزگی اور اس کے عالم ادناس والواس سے ترقی کرنے پر مبنی ہے۔

اب دیکھئے شاہ صاحب نے فاتحہ بھی بتا دی صلحاء اور اولیاء کی ارواح کے لئے نذر و نیاز کی بھی تعلیم و تلقین کر دی ان کی ارواح طیبہ سے خلق کی حاجت روائی بھی بتائی اور اولیاء ابرار سے حل مشکلات کا بھی امیدوار کیا۔

پوچھو مولوی اسماعیل صاحب سے دیکھو تو تفویت الایمان میں شاہ صاحب کے ایمان کی بھی کوئی سبیل باقی رہی۔ ظالم نے ان کو بھی مشرک کر ڈالا۔

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ

اب ایک ایک چیز کو جانچئے انبیاء و اولیاء اور صالحین و شہدا کو مشکل کے وقت پکارنا آیا شریعت اسلامیہ میں جائز ہے یا نہیں۔ اور اس سے کچھ فائدہ پہنچتا ہے یا نہیں اور ان کا تو سل مشکلات میں کچھ کام آتا ہے یا نہیں یہ مسئلہ اس قدر کھلا ہوا تھا جس میں کوئی شک و شبہ کا موقع نہ تھا۔ کسی کو پکارنا شرک ہو یہ بات تو بدایتہ باطل ہے کیونکہ مسلمان خدا کے سوا کسی دوسرے کو نہ واجب الوجود جانتا ہے نہ اس کے کمالات کو ذاتی سمجھتا ہے نہ غیر خدا کی عبادت کو جائز جانتا ہے۔ نہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کی عبادت کا ارادہ کرتا ہے۔ ہاں بزرگان دین کو انبیاء و اولیاء کو وسیلہ جانتا ہے اور ان کی وساطت سے بارگاہ الہی میں اپنی حاجت عرض کرتا ہے اور ان کی برکت سے حل مشکلات چاہتا ہے یہ کسی



طرح شرک نہیں ہو سکتا اور شرک کے معنی بیان ہو چکے ہیں ان پر نظر کر کے ہر عاقل یہ فاصلہ کر سکتا ہے کہ مسلمانوں پر انبیاء اور اولیاء سے توسل و استعانت کرنے کی بنا پر شرک کا حکم دینا محض باطل اور مسلمانوں کی بے سبب تکفیر ہے اب رہے یہ امور جن کی بنا پر مولوی اسماعیل صاحب نے مسلمانوں کو مشرک بنا ڈالا ان کی نسبت قرآن و حدیث سے معلوم کیجئے کہ وہ ناجائز ہیں یا جائز اللہ رب العزت تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے:

وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا (پارہ ۱)

یعنی حضور کے رونق افروز ہونے سے پہلے یہودی حضور کے نام مبارک کے وسیلہ سے کافروں پر فتح و نصرت طلب کرتے تھے اور حضور کے نام مبارک کی برکت سے اللہ تعالیٰ انہیں ان کے مہمت میں کامیاب اور اعدا پر مظفر و منصور فرماتا تھا۔ تفسیر خازن میں ہے:

وَكَانُوا يَعْنِي الْيَهُودُ (مَنْ قَبْلُ) أَيْ قَبْلَ مَبْعَثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَفْتِحُونَ أَيْ يَسْتَنْصِرُونَ بِهِ (عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا) يَعْنِي مُشْرِكِي الْعَرَبِ وَذَلِكَ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا أَحْزَنَهُمْ أَمْرٌ وَ دَسَّهَمَ عَدُوٌّ يَقُولُونَ اللَّهُمَّ انْصُرْنَا بِالنَّبِيِّ الْمَبْعُوثِ فِي آخِرِ الزَّمَانِ الَّذِي نَجِدُ صِفَتَهُ فِي التَّوْرَةِ فَكَانُوا يَنْصُرُونَ۔

یعنی یہود حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مبارکہ سے قبل آپ کی برکت اور آپ کے وسیلہ سے کفار یعنی مشرکین عرب پر فتح و نصرت مانگتے تھے۔ جب انہیں کوئی مشکل پیش آتی یا غنیمت چڑھائی کرتا تو یہ دعا کرتے یا رب ہماری مدد فرما اس نبی کا صدقہ جو آخر زمانہ میں مبعوث ہوں گے جن کی صفت ہم تورات میں پاتے ہیں یہ دعا مانگتے تھے اور کامیاب ہوتے تھے۔ کذا فی المدارک وروح البیان وغیرہا من التفسیر حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر فتح العزیز میں فرماتے ہیں:

یعنی و بودند این یہودیوں قبل از نزول این کتاب معترف و مقرر نبوت این شخص و بزرگی بر جمیع انبیاء زیرا کہ در وقت جنگ و خوف شکست بر خود یستففتحون یعنی طلب فتح و نصرت

می کردند از جناب الہی و میدانستند کہ نام او این قدر برکت دارد کہ بسبب ذکر آن و توسل باں فتح و نصرت حاصل می شود۔

ترجمہ: یہودی قرآن پاک کے نازل ہونے سے پہلے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت اور تمام انبیاء پر آپ کی فضیلت کے معترف و مقرر تھے اس لئے جنگ اور اپنی شکست کے خوف کے وقت جناب الہی سے حضور کے نام کے ساتھ فتح و نصرت طلب کرتے تھے اور جانتے تھے کہ آپ کا نام پاک اس قدر برکت رکھتا ہے کہ اس کے ذکر و توسل سے فتح و نصرت حاصل ہوتی ہے۔

یہ ہے قرآن پاک کا بیان انبیاء کے پکارنے کی برکت اور مشکلوں میں ان کے توسل سے حاجت براری کا ثبوت جس کو مولوی اسماعیل صاحب شرک کہتے ہیں۔ اور قرآن پاک کی مخالفت کی پرواہ نہیں کرتے۔ ان کے نزدیک انبیاء و اولیاء کو پکارنا شرک ہے۔ اور یہ مسئلہ جناب کا طبع زاد ہے یا نجدی گمراہوں کی تقلید شریعت نے اس کو شرک نہیں بتایا ناجائز نہیں فرمایا۔ بلکہ ثابت کیا ہے جیسا کہ قرآن پاک کی آیت سے ابھی ثابت ہوا۔ قرآن پاک کی تعلیم کو شرک کہنا کتنا بڑا ستم ہے اس پر بھی عقل کے اندھے اس تقویت الایمان پر جان دیتے اور گمراہ ہوتے ہیں۔ اگر کسی کو پکارنا شرک ہو تو دنیا میں کوئی شخص شرک سے نہ بچے۔ ماں باپ کو پکارا اور مشرک نوکر اور خادم کو پکارا اور مشرک۔ نماز پڑھی اگر اس میں کوئی ایسی آیت آگئی جس میں غیر خدا کو ندا ہے۔ جیسے:

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ يَا بَحِي خُذِ الْكِتَابَ وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يَا مُوسَى وَإِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللَّهَ الِآيَةُ يَا عِيسَى إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ الْآيَةُ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ الْآيَةُ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ الْآيَةُ

ان آیات میں غیر اللہ کو ندا میں ہیں اگر کسی نے نماز میں آیات پڑھیں تو نماز کہاں تقویت الایمان کے حکم سے ایمان ہی رخصت ہوا۔ یہ عجب قسم کی کتاب ہے جس کے



حکم سے قرآن کا پڑھنے والا تو مومن رہ ہی نہیں سکتا اور جو نماز میں چھانٹ کر ایسی آیتیں پڑھیں جن میں کہیں کوئی ندانہ ہو تو آخر نماز میں جب قعدہ کے لئے بیٹھا اور تشہد میں پڑھا السَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ اور حضور کے نام نامی کو پکارا اور حاضر کے صیغہ سے خطاب کر کے اللہ کی عبادت نماز کے حرم میں صلوات و سلام عرض کیا تو اب پوچھو مولوی اسمعیل صاحب سے کیسا ذہل شرک ہوا۔ ایک تو غیر خدا کا پکارنا اور وہ بھی نماز میں تو تقویت الایمان کے حساب سے ہر نمازی شرک اور شرک عبادت میں داخل لا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ پھر یہ ندا بھی محض حکایت نہیں بلکہ انشاء ہے۔ اس میں حضور پر سلام مقصود ہے۔

در مختار میں ہے:

وَبِقَصْدِ بِالْفَاطِ التَّشَهُدُ مَعَانِيهَا مُرَادَةٌ لَهُ عَلَى وَجْهِ انْشَاءٍ كَأَنَّهُ يُحْيِي اللَّهَ وَيُسَلِّمُ عَلَى نَبِيِّهِ وَعَلَى نَفْسِهِ وَأَوْلِيَائِهِ لَا الْإِخْبَارَ عَنْ ذَلِكَ ذِكْرُهُ فِي الْمُجْتَبَى (در مختار جلد اول صفحہ ۲۵۳)

یعنی تشہد کے الفاظ سے اس کے معانی اپنی مراد ہونے کا ارادہ کرے انشاء کے طور پر گویا کہ نمازی اللہ کی تحیت کرتا ہے اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اس کے اولیاء پر اور اپنے اوپر سلام پیش کرتا ہے اخبار کا ارادہ نہ کرے۔ اس پر علامہ ابن عابدین شامی ردالمحتار میں فرماتے ہیں۔

أَيُّ لَا يَقْصِدُ الْإِخْبَارَ وَالْحِكَايَةَ عَمَّا وَقَعَ فِي الْمَعْرَاجِ مِنْهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْ رَبِّهِ شُبْحَانَهُ وَمِنْ الْمَلِكَةِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ۔

(ردالمحتار جلد ۱ ص ۳۵۷)

یعنی التحیات میں السلام علیک ایہا النبی میں واقعہ معراج کی نقل و حکایت کا ارادہ نہ کرے حضرت علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کی شرح میں فرماتے ہیں۔

ونیز آنحضرت ہمیشہ نصب العین مومنان و قرۃ العین عابدانست در جمیع احوال و اوقات خصوصاً در حالت عبادت و آخرآں کہ وجود نورانیت و انکشاف دریں محل بیشتر و قوی ترست و بعضے از عرفاء گفتہ اند کہ ایں خطاب بجمت سریان حقیقت محمدیہ ست در ذرائع موجودات و افراد ممکنات پس آنحضرت در زوات معلیان موجود و حاضرست پس معلی باید کہ ازیں معنی آگاہ باشد و ازیں شہود غافل نبود تا بانوار قرب و اسرار معرفت متور و فائز گردد

(اشع اللغات جلد اول صفحہ ۳۱۲) خلاصہ مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ایمانداروں کے پیش نظر اور عبادت کرنے والوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں تمام احوال و اوقات میں خاص کر حالت عبادت میں اور اس کے اخیر میں نورانیت و انکشاف زیادہ اور قوی تر ہوتا ہے۔ بعض عرفاء نے فرمایا ہے امحالی النبی کا خطاب اس جہت سے ہے کہ حقیقت محمدیہ موجودات کے ذروں اور ممکنات کے افراد میں سرایت کئے ہوئے ہے۔ تو آنحضرت ﷺ نمازیوں کی ذاتوں میں موجود اور حاضر ہیں۔ نمازی کو چاہیے کہ اس سے باخبر رہے اور اس شہود سے غافل نہ ہو تاکہ انوار قرب و اسرار معرفت کے ساتھ متور اور فائز ہو اکابر علماء محدثین اور عرفاء کاملین تو حدیث کی شرح میں یہ فرماتے ہیں۔ نماز میں حضور کو ندا کرتے ہیں اور حضور کو موجود و حاضر سمجھتے ہیں کائنات کے ذرہ ذرہ میں حقیقت محمدیہ کو ساری جانتے ہیں اب پوچھو تقویت الایمان والے سے جو شرک کے سمندر میں غوطے کھا رہا ہے کس تحت اثر سے میں پہنچا تشہد نماز میں واجب ہے۔ اور تشہد میں حضور کی ندا اور یہ وہابی عقیدہ میں شرک تو روزانہ پانچوں وقت نمازوں میں تقویت الایمان والے کا شرک واجب ہوتا ہے تف اس بے دینی ہو۔

احیاء العلوم میں محی السنۃ حضرت امام حجتہ الاسلام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وَاحْضَرُ فِي قَلْبِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَخْصَهُ الْكَرِيمَ وَقُلْ سَلَامٌ عَلَيْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ وَلِيَصْدِقْ أَمْلَكَ فِي أَنَّهُ يَبْلُغُهُ وَيَرُدُّ



عَلَيْكَ مَا هُوَ أَذْنَى مِنْهُ (احیاء العلوم جلد ۱ ص ۱۰۷)

مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ جب التحیات پڑھنے بیٹھے تو اپنے دل میں حضور پر نور علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی صورت مبارکہ کو حاضر کرے اور حضور کا تصور دل جما کر السلام علیک ایھا النبی عرض کرے اور یقین جانے کہ یہ سلام حضور کو پہنچتا ہے اور حضور اس کا جواب دانی (اپنی شان کرم کے لائق عطا فرماتے ہیں۔ یہ میں آئمہ دین اور مولوی اسماعیل صاحب دہلوی تو ان عبارتوں سے پھٹک جاتے ہیں انہیں تو تمام دنیا میں شرک ہی نظر آتا ہے ان کے مخالف قرآن و احادیث عقیدہ پر تو نماز بھی شرک اور سارے نمازی مشرک، اس عقیدہ ناپاک پر لعنت اسی جلن میں تو مولوی اسماعیل صاحب نے صراط المستقیم میں کفری قول لکھا جس سے مومن کا رواں رواں کانپ جاتا ہے اس کی عبارت یہ ہے:

و صرف ہمت بسوئے شیخ و امثال آں از معظمین گو کہ جناب رسالت ماب باشند پچندیں مرتبہ بدتر از استغراق در صورت گاؤ خر خود است کہ خیال آں با تعظیم و اجلال، بسوید اے دل انسان مے چسپد بخلاف خیال گاؤ خر (لَا خَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ)

(صراط مستقیم مطبوعہ ضیائی صفحہ ۹۵)

ایماندار کی زبان و قلم سے ایسے گستاخانہ کلمے کس طرح نکل سکتے ہیں جنہیں سن کر دل کانپ جاتا ہے نماز میں حضور پر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف خیال لے جانے کو اس ناپاک نے گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے بدتر بتایا ہے۔ اس بے دین کو نہ سوچا کہ خیال کیسے نہ آئے گا۔ تشہد میں تو حضور پر نور پر عرض سلام کی تعلیم ہے اور تشہد واجب شریعت میں تو حضور پر سلام عرض کرنے سے نماز کی تکمیل ہوتی ہے۔ عبادت اپنے کمال کو پہنچی ہے۔ عظمت مصطفیٰ ﷺ سے تو دشمنی تو بے دین نماز چھوڑے اور نماز کیا اس نے دین ہی ترک کر دیا۔ دین دار اور بد دین میں یہ فرق ہے جو مولوی اسماعیل صاحب کی عبارت اور امام حجتہ الاسلام غزالی اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی

رحمت اللہ علیہما کی عبارتوں میں ظاہر ہے۔ آپ کو صاحب تقویت الایمان کی شقاوت و سبہ باطنی کا تو پتہ چلا اب پھر اصل مسئلہ کی طرف رجوع کیجئے۔ کہ انبیاء کو پکارنا، ندا کرنا جس کو تقویت الایمان میں شرک بتایا ہے۔ شریعت نے اس کو عبادت میں داخل کیا ہے یہ حقیقت ہے ان چیزوں کی جن کو مولوی اسماعیل صاحب شرک بتاتے ہیں۔ ترمذی نے اپنی سنن میں اور حاکم نے اپنی مستدرک میں حضرت عثمان ابن حنیف رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث روایت کی ہے کہ ایک نابینا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ بارگاہ الہی میں دعا فرمائیے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ میری آنکھوں کھول دے۔ فرمایا جا وضو کر پھر دو رکعت پڑھ۔ پھر یہ دعا کر

اللَّهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ اَتَوْجَّهْ اِلَیْكَ نَبِیُّ مُحَمَّدٍ نَبِیُّ الرَّحْمَةِ بِا مُحَمَّدٍ اِنِّیْ اَتُوْجَّهْ بِكَ اِلَیْ رَبِّكَ اَنْ یَّكْشِفَ عَنْ بَصْرِیْ اللّٰهُمَّ شَفِّعْهُ فِیْ قَالٍ فَرَحٍ وَقَدْ كَشَفَ اللّٰهُ عَنْ بَصْرِهِ

(کذا فی تشریح العمال ج ۱ ص ۱۸۳)

(شفائے قاضی عیاض جلد ۱ ص ۲۷۳)

شیخ السنہ حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ مناب الصغافی تخریج احادیث الشفاء میں اس حدیث کی نسبت فرماتے ہیں:

عَرَّاهُ الْمَصْنُفُ اِلَى النَّسَائِیْ وَ اَخْرَجَهُ اَيْضًا التِّرْمِذِیُّ وَ الْحَاكِمُ وَ الْبَيْهَقِیُّ وَ صَحَّحَاهُ (مقابل الصفا صف ۳۴)

یعنی مصنف نے اس حدیث کی نسبت صرف نسائی کی طرف کی ہے اور اس کو ترمذی و حاکم و بیہقی نے بھی روایت کیا ہے اور حاکم و بیہقی نے اس حدیث کو صحیح بتایا ہے اور حسن حصین میں بھی یہ حدیث ترمذی و ابن ماجہ و نسائی سے روایت کی ہے۔

غرضیکہ حدیث صحیح ہے محدثین نے اس کی تصحیح کی ہے صحاح کی تین کتابوں میں مروی ہے۔



ترجمہ: الفاظ حدیث کا یہ ہے کہ حضور نے اس نابینا کو حکم فرمایا کہ اس طرح دعا کرے۔  
یا رب میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف اپنے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے  
وسیلہ سے جو بھی رحمت ہیں متوجہ ہوتا ہوں۔ یا محمد میں آپ کے وسیلہ سے آپ کے رب  
کی طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ میری آنکھیں کھول دے اس حدیث کی شرح میں علامہ شیخ  
حسن عودی خمرای المدد الفیاض میں فرماتے ہیں۔

قَوْلُهُ اتَّوَحَّهَ إِلَيْكَ نَبِيَّ مُحَمَّدٍ أَيْ مُلْتَجِيًا وَمُتَوَسِّلًا بِنَبِيِّ-

(المدد الفیاض ص ۲۷۳)

تفویت الایمان میں پیغمبروں کے پکارنے کو شرک بتایا ہے۔ حدیث شریف میں آپ  
نے دیکھا کہ شرک کے مٹانے والے حضور پر نور سید انبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ نے یا محمد پکارنا  
اور اپنے نام پاک کے وسیلہ سے دعا کرنا تلقین فرمایا اور وہ ایسا کام آیا کہ نابینا کو حضور کی  
برکت سے اللہ تعالیٰ نے بینا کر دیا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ گنایاں مبارک سو گیا تو کسی نے آپ  
سے کہا کہ آپ نے اپنے سب سے پیارے کا نام لیجئے تو یہ کیفیت دور ہو جائے گی۔ یہ سن  
کر انہوں نے ایک نعرہ مارا (یا محمد) اور پاؤں اچھا ہو گیا۔

حدیث یہ ہے:

رَوَى أَنَّ عِنْدَ اللَّهِ ابْنَ عُمَرَ حَدَّثَتْ رَجُلَةً فَقِيلَ لَهُ أَذْكَرَ أَحَدُ النَّاسِ إِلَيْكَ يَزُولُ  
عَنْكَ فَصَاحَ يَا مُحَمَّدًا فَانْتَشَرَتْ أَشْفَاءُ قَاضِي عِيَاضُ جلد ۲ ص ۱۲۰

علامہ شیخ جلال الدین سیوطی نے مناب الصفا صفحہ ۶۳ میں فرمایا کہ اس حدیث کو ابن  
سنی نے عمل الیوم والیلہ میں روایت کیا دیکھئے برابر احادیث سے ندا کا ثبوت مل رہا ہے۔  
امام عبد اللہ محمودی خلافتہ الوفاء میں ایک حدیث نقل کرتے ہیں۔

صَحَّ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ أَتَى قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَبَا بَكْرَ الصَّدِيقَ السَّلَامُ

عَلَيْكَ يَا أَبَتَاهُ-

یعنی صحت ثابت ہوا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب سفر سے آتے تو حضور انور ﷺ کے  
روضہ مبارک پر حاضر ہو کر عرض کرتے السلام علیک یا رسول اللہ السلام علیک یا ابوبکر  
الصدیق السلام علیک یا ابناہ یعنی اے والد۔ اس میں حضور کو بھی ندا ہے، حضرت صدیق  
اکبر کو بھی ندا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو بھی ندا ہے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جلیل القدر  
صحابی ہیں اور ندائیں کر رہے ہیں۔ شفا شریف میں ہے۔

عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ إِذَا دَخَلْتَ الْمَسْجِدَ أَقُولُ السَّلَامَ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ  
اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ-

(شفا قاضی عیاض جلد ۲ صفحہ ۶۵)

حضرت علقمہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ میں جب مسجد میں داخل ہوتا ہوں  
تو کہتا ہوں السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسند امام اعظم میں حضرت امام عالی مقام امام الائمہ سراج الدئمہ حضرت امام ابو حنیفہ  
رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مِنَ الشَّئِ أَنْ تَأْتِيَ قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ مِنْ قَبْلِ الْقَبْلَةِ وَتَجْعَلَ ظَهْرَكَ إِلَى الْقَبْلَةِ وَتَسْتَقْبِلَ الْقَبْرَ بِوَجْهِكَ ثُمَّ  
تَقُولُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ-

یعنی حضرت امام ابو حنیفہ نے نافع سے انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے  
روایت کی کہ سنت یہ ہے کہ تو حضور اور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور پر قبلہ کی طرف  
سے حاضر ہو اور قبلہ کو پشت کر کے قبر مبارک کی طرف منہ کر کے عرض کر السلام  
علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ (فتح القدیر میں ہے) (مسند امام اعظم ص ۱۲۶)

ثُمَّ يَقُولُ فِي مَوْقِفِهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَيْرَ اللَّهِ مِنْ



جميع خلقه السَّلامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ السَّلامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ السَّلامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ وَلَدِ آدَمَ السَّلامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ اإِنِّي أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّكَ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ أَشْهَدُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَّكَ بَلَغْتَ الرِّسَالَةَ وَأَدَّيْتَ الْأَمَانَةَ وَنَصَحْتَ الْأُمَّةَ وَكَشَفْتَ الْغُمَّةَ (فتح القدير جلد ۱ ص ۵۹۰) اس سے آگے چل کر فرماتے ہیں: وَيَسْأَلُ اللَّهُ تَعَالَى حَاجَتَهُ مُتَوَسِّلًا فِي حَضْرَةِ نَبِيِّهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ پھر فرماتے ہیں: ثُمَّ يَسْأَلُ النَّبِيُّ الشَّفَاعَةَ فَيَقُولُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَسْأَلُكَ الشَّفَاعَةَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَسْأَلُكَ الشَّفَاعَةَ وَأَتَوَسَّلُ بِكَ إِلَى اللَّهِ فِي أَنْ أَمُوتَ مُسْلِمًا عَلَى مِلَّتِكَ وَسُنَّتِكَ

یعنی زائر حضور کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو پھر عرض کرے۔ سلام آپ پر یا رسول اللہ سلام آپ پر اے بہترین خلق خدا سلام آپ پر اے برگزیدہ مخلوق الہی سلام آپ پر اے اللہ کے حبیب سلام آپ پر اے اولاد آدم کے سردار سلام آپ پر اے نبی اور اللہ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں یا رسول اللہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور آپ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ یا رسول اللہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے رسالت کی تبلیغ فرمائی۔ امانت کی امت کی نصیحت و خیر خواہی کی شک و شبہ کی اندوہناک پوشیدگیوں کو کھولا۔

اور زائر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت حضور کی درگاہ میں متوسل ہو کر مانگے۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ سے شفاعت کی درخواست کرے اور عرض کرے یا رسول اللہ میں آپ کے ساتھ اللہ کی طرف توسل کرتا ہوں کہ مسلمان مروت آپ کی ملت و سنت پر۔

دیکھئے شرع میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا یہ مرتبہ ہے ائمہ دین مزار پر انوار پر با اوب کھڑے ہوں بار بار آپ کے اوصاف کے ساتھ ندائیں کر کے سلام عرض کرنے توسل کرنے حاجتیں مانگنے۔ شفاعت چاہنے، شفا طلب کرنے، اسلام پر قائم رہنے کی دعا آپ کے وسیلہ سے مانگنے کی تلقین و تعلیم فرما رہے ہیں۔

صاحب تقویت الایمان نے ان سب امور کو شرک ٹھہرا کر تمام ائمہ دین اور صحابہ و تابعین اور کافہ مسلمین بلکہ خود شرع مبین کو معاذ اللہ مشرک کر قرار دے دیا اللہ تعالیٰ اس کے شر سے اپنے بندوں کو محفوظ رکھے۔ اسی فتح القدير میں ابو ندیک سے منقول ہے انہوں نے کہا کہ جن حضرات کو پایا ان میں سے بعض سے سنا کہ فرماتے ہیں:

مَنْ وَقَفَ عِنْدَ قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَلَى هَذِهِ الْآيَةَ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ الْآيَةَ ثُمَّ قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ يَا مُحَمَّدُ سَبْعِينَ مَرَّةً نَادَاهُ مَلَكٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْكَ يَا فُلَانُ وَلَمْ تُسْقِطْ لَهُ حَاجَةً۔

یعنی جو شخص حضور انور ﷺ کی قبر انور پر حاضر ہو کر یہ آیت پڑھے۔ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتُهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ پھر ستر مرتبہ کہے صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْكَ يَا مُحَمَّدُ فرشتے اس کو ندا کرتا ہے کہ حضور پر اللہ کا درود و سلام اور تجھ پر اے فلاں۔ اور جو لوگ حاضر آستانہ نہ ہو سکیں اور دوسروں کے ذریعہ درود و سلام عرض کرائیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ ملک شام سے حضور پر صلاۃ و سلام عرض کرنے کے لئے قاصد بھیجتے تھے کما فی فتح القدير و خلاصتہ الوفا و کثیر من کتب الفقہ والسير پھر اتنا ہی نہیں کہ خاص حضور ہی کو ندا کرنا شرع میں ثابت ہو بلکہ صحابہ کبار پر ندا کے ساتھ عرض سلام کتب دینیہ میں بکثرت مذکور ہے اور اوپر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں خلاصۃ الوفاء سے نقل ہو چکا۔ اور فتح القدير میں شیخین جلیلین حضرت ابو بکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما پر کسی قدر پیچھے ہٹ کر سلام عرض کرنے کی اس طرح تلقین فرمائی۔

فَيَقُولُ السَّلامُ عَلَيْكَ يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَثَانِيَهُ فِي الْغَارِ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقِ جَزَاكَ اللَّهُ عَنْ أُمَّةٍ مُّحَمَّدٍ خَيْرًا ثُمَّ يَتَاَخَّرُ كَذَلِكَ قَدْرَ ذِرَاعٍ فَيَسَلِّمُ عَلَى عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لِأَنَّ رَأْسَهُ مِنَ الصِّدِّيقِ كَرَأْسِ الصِّدِّيقِ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُ السَّلامُ عَلَيْكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عُمَرَ الْفَارُوقِ الَّذِي أَعَزَّ اللَّهُ بِهِ الْإِسْلَامَ جَزَاكَ اللَّهُ عَنْ أُمَّةٍ مُّحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ



وَسَلَّمَ خَيْرًا

(فتح القدیر جلد اول صفحہ ۵۹۰)

یعنی زائر کے آپ پر سلام اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ اور ثانی اثین فی الغار ابوبکر صدیق اللہ تعالیٰ آپ کو امت محمدی کی طرف سے جزاء عطا فرمائے۔ پھر ایک گزہٹ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر سلام عرض کرے اور کہے تم پر سلام اے امیر المومنین عمر فاروق اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ اسلام کو غلبہ عطا فرمایا اللہ تعالیٰ آپ کو حضور کی امت کی طرف سے جزائے خیر مرحمت فرمائے اور قناتے قاضی خاں میں ہے:

ثُمَّ يَقُولُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ قَدْ بَلَغْتَ الرِّسَالَةَ وَأَدَيْتَ الْأَمَانَةَ وَنَصَحْتَ الْأُمَّةَ وَجَاهَدْتَ فِي أَمْرِ اللَّهِ حَتَّى قَبَضَكَ اللَّهُ تَعَالَى حَمِيدًا مَحْمُودًا فَجَزَاكَ اللَّهُ عَنْ صَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا خَيْرَ الْجَزَاءِ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ أَفْضَلَ الصَّلَاةِ وَأَزْكَاهَا اللَّهُمَّ اجْعَلْ نَبِيَّنَا يَوْمَ الْقِيَمَةِ أَقْرَبَ النَّبِيِّينَ وَاعْطِهِ الدَّرَجَةَ وَالْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ وَأَوْرِدْنَا حَوْضَهُ وَأَسْقِنَا بَكَاسِهِ وَارْزُقْنَا شَفَاعَتَهُ وَاجْعَلْنَا مِنْ رُفَقَائِهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْ هَذَا آخِرَ الْعَهْدِ مِنْ قَبْرِ نَبِيَّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَارْزُقْنَا الْعَوْدَ إِلَيْهِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ وَيَدْعُو لِصَاحِبَيْهِ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَيَقُولُ السَّلَامُ عَلَيْكُمَا وَيَسْبُلُ حَاجَتَهُ وَيَكْثُرُ الصَّلَاةُ.

(قاضی خاں جلد اول صفحہ ۲۷۰)

اس میں بھی حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت ابوبکر عمر رضی اللہ عنہ پر ندا کے ساتھ عرض سلام اور درخواست شفاعت و طلب حاجت ہے فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔

ثُمَّ يَنْهَضُ فَيَتَوَجَّهُ إِلَى قَبْرِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقِفُ عِنْدَ رَأْسِهِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ ثُمَّ يَذْنُ مِنْهُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ وَلَا يَضَعُ يَدَهُ عَلَى جِدَارِ التُّرْبَةِ فَهُوَ أَهْيَبُ وَأَعْظَمُ لِلْحُرْمَةِ وَيَقِفُ فِي الصَّلَاةِ وَيُمَثِّلُ صُورَتَهُ الْكَرِيمَةَ الْبَهِيَّةَ كَأَنَّهُ نَائِمٌ فِي

لَحْدِهِ عَالِمٌ بِهِ يَسْمَعُ كَلَامَهُ كَذَافِي الْاِخْتِيَارِ شَرَحَ الْمُخْتَارِ ثُمَّ يَقُولُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ قَدْ بَلَغْتَ الرِّسَالَةَ وَأَدَيْتَ الْأَمَانَةَ وَنَصَحْتَ الْأُمَّةَ وَجَاهَدْتَ فِي أَمْرِ اللَّهِ حَتَّى قَبَضَ رُوحَكَ حَمِيدًا مَحْمُودًا فَجَزَاكَ اللَّهُ عَنْ صَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا خَيْرَ الْجَزَاءِ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ أَفْضَلَ الصَّلَاةِ وَأَزْكَاهَا وَأَتَمَّ التَّحِيَّةِ وَأَتَمَّهَا اللَّهُمَّ اجْعَلْ نَبِيَّنَا يَوْمَ الْقِيَمَةِ أَقْرَبَ النَّبِيِّينَ وَأَسْقِنَا مِنْ بَكَاسِهِ وَارْزُقْنَا مِنْ شَفَاعَتِهِ وَاجْعَلْنَا مِنْ رُفَقَائِهِ اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْ هَذَا آخِرَ الْعَهْدِ بِقَبْرِ نَبِيَّنَا عَلَيْهِ السَّلَامُ وَارْزُقْنَا الْعَوْدَ إِلَيْهِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ كَذَافِي الْمُحِيطِ فِي أَجْرِ فَضْلِ تَعْلِيمِ أَعْمَالِ الْحَجِّ وَلَا يَرْفَعُ صَوْتَهُ وَلَا يَقْتَصِدُ كَذَافِي غَايَةِ الشَّرُوحِ فِي شَرَحِ الْهَدَايَةِ وَيَبْلُغُهُ سَلَامٌ مِنْ أَوْصَاءِهِ فَيَقُولُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مِنْ فَلَانٍ يَسْتَشْفِعُ بِكَ إِلَى رَبِّكَ فَاشْفَعْ لَهُ وَلِجَمِيعِ الْمُسْلِمِينَ ثُمَّ يَقِفُ عِنْدَ وَجْهِهِ مُسْتَدِيرَ الْقِبْلَةِ وَيُصَلِّي عَلَيْهِ مَا شَاءَ وَيَتَحَوَّلُ قَدْرَ ذِرَاعٍ حَتَّى يُحَاذِيَ رَأْسَ الصَّدِيقِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ وَيَقُولُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ رَسُولِ اللَّهِ فِي الْغَارِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَفِيقَهُ فِي الْأَسْفَارِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَمِينَهُ عَلَى الْأَسْرَارِ جَزَاكَ اللَّهُ عَنَّا أَفْضَلَ مَا حَزَى إِمَامًا عَنْ أُمَّةٍ نَبِيٍّ وَلَقَدْ حَلَفْتُهُ بِأَحْسَنِ حَلْفٍ وَسَلَكْتَ طَرِيقَهُ وَمِنْهَا جَاءَ خَيْرٌ مِنْ سَلَكِ وَقَاتَلْتَ أَهْلَ الرَّدَّةِ وَالْبَدْعِ وَمَهَّدْتَ الْإِسْلَامَ وَوَصَلْتَ الْأَرْحَامَ وَلَمْ تَزَلْ قَائِلًا لِلْحَقِّ نَاصِرًا لِأَهْلِهِ حَتَّى أَتَاكَ الْيَقِينُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ اللَّهُمَّ امْتِنَا عَلَى حُبِّهِ وَلَا مُحِيبَ سَعِينَا فِي زِيَارَتِهِ بِرَحْمَتِكَ يَا كَرِيمَ ثُمَّ يَتَحَوَّلُ حَتَّى يُحَاذِيَ قَبْرَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ فَيَقُولُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُظْهَرَ الْإِسْلَامِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُكَسِّرَ الْأَصْنَامِ جَزَاكَ اللَّهُ عَنْهَا أَفْضَلَ الْجَزَاءِ وَرَضِيَ عَمَّنِ اسْتَحْلَفَكَ فَقَدْ نَظَرَ الْإِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِينَ حَيًّا وَمَيِّتًا فَكَفَلْتَ الْإِيْتَامَ وَوَصَلْتَ الْأَرْحَامَ وَقَوَى بِكَ الْإِسْلَامَ وَكُنْتَ لِلْمُسْلِمِينَ إِمَامًا مَرْضِيًّا



وہادیہا مہدیہا جمعت تسلیہم و اغنیٰ فقیرہم و حزت کسیرہم و السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ثم یزجج قدر نصف ذراع فیقول السلام علیکمنا یا ضجیعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورفیقہ وزیرہ و مشیرہ والمعاونین لہ علی الصام فی الدین والقانمین بعدہ بمصالح المسلمین جزا کمد اللہ تعالیٰ احسن الجزاء جناکمنا نتوسل بکمنا الی رسول اللہ لیشفع لنا الخ

یعنی زائر حضور انور ﷺ کی قبر انور کی طرف متوجہ ہو کر سر مبارک کے مقابل قبلہ رو کھڑا ہو بقدر تین یا چار گز فاصلہ کے اس سے زیادہ قریب نہ ہو اپنا ہاتھ بنظر ادب و احترام تربت مبارک کی دیوار پر نہ رکھے اس طرح کھڑا ہو جیسے نماز میں کھڑا ہوتا ہے اور حضور کی صورت مبارک کا تصور کرے کہ آپ قبر شریف میں آرام فرما ہیں زائر کو جانتے اور اس کے کلام کو سنتے ہیں پھر عرض کرے یا نبی اللہ آپ پر سلام اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں آپ نے رسالت کی تبلیغ فرمائی امانت ادا کی۔ امت کو درست کیا۔ آخر تک راہ خدا میں مجاہدہ فرمایا اللہ تعالیٰ آپ کو ہمارے چھوٹے بڑے سب کی طرف سے بہتر جزا دے اور آپ پر بہترین صلوٰۃ و سلام اور کامل ترین تحیت نازل فرمائے یا رب روز قیامت ہمارے نبی کو تمام انبیاء سے اقرب کر اور ہمیں ان کے جام سے سیراب فرما اور ان کی شفاعت نصیب فرما۔ اور روز قیامت ہمیں حضور کے رفقاء میں قبول کر۔ یا رب یہ زیارت روضہ پاک کی آخری زیارت نہ ہو ہمیں پھر حاضری نصیب کر اور زائر کو چاہئے کہ جن لوگوں نے اس سے کہہ دیا ہو ان کا سلام اس طرح عرض کرے یا رسول اللہ آپ پر فلاں شخص کی طرف سے سلام وہ حضور کے رب کی جناب میں حضور کی شفاعت چاہتا ہے حضور اس کی اور تمام مسلمانوں کی شفاعت فرمائیں۔

پھر حضور کے چہرہ مبارک کے قریب قبلہ کو پشت کر کے کھڑا ہو اور جس قدر ہو سکے

حضور پر درود و سلام بھیجے پھر بقدر ایک گز کے ہٹ کر حضرت صدیق اکبر کے سر مبارک کے سامنے کھڑا ہو کر اس طرح سلام عرض کرے آپ پر سلام اے رسول اللہ کے خلیفہ آپ پر سلام۔ اے رسول اللہ کے رفیق غار آپ پر سلام اے رسول اللہ کے مرافق سفر آپ پر سلام۔ اے رسول اللہ کے راز دار آپ کو اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے اس سے بہتر جزائیں دے جو کسی امام کو اس کے نبی کی امت کی طرف سے عطا فرمائی ہوں اور بیشک آپ نے نبی کریم ﷺ کی خلافت حسن و خوبی کے ساتھ انجام دی اور آپ حضور کے طریقہ کی بہتر راہ چلے۔ آپ نے مرتدین و اہل بدعت سے قتال کیا اور اسلام کی خوب خدمت کی اور صلہ رحمی فرمائی اور امر حق کے قائل اور اہل حق کے مددگار رہے اور آپ پر سلام اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں۔ یا رب ہمیں ان کی محبت میں مار اور ان کی زیارت کی سعی سے ہم کو نامراد نہ کر اپنی رحمت کا صدقہ یا کریم۔ پھر ہٹ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے کھڑا ہو کر عرض کرے آپ پر سلام اے امیر المومنین آپ پر سلام اے اسلام کے مددگار۔ آپ پر سلام اے بت شکن اللہ تعالیٰ آپ کو ہماری طرف سے بہتر جزا دے اور اس سے راضی ہو جس نے آپ کو خلیفہ بنا کر اسلام اور مسلمین پر شفقت فرمائی۔ آپ نے یتیموں کی پرورش کی صلہ رحمی فرمائی۔ اسلام کو آپ سے قوتیں پہنچیں آپ مسلمانوں کے پسندیدہ امام اور راہ یاب رہنا ہیں آپ نے ان کی جماعت کو جمع کیا اور ان کے ناداروں کو غنی کیا اور شکستہ حالوں کی خبر گیری فرمائی آپ پر سلام اور اللہ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں پھر بقدر نصف گز کے عرض کرے۔ تم دونوں پر سلام اے رسول خدا ﷺ کے روضہ پاک میں آرام کرنے والو اور اے آپ کے رفیقو اور وزیرو اور مشیرو اور قیام فی الدین پر آپ کی مدد کرنے والو اور بعد آپ کے مسلمانوں کے مصالح میں سرگرمی سے مستعد رہنے والو اللہ تعالیٰ تم دونوں کو بہتر جزا عطا فرمائے۔ ہم تم دونوں کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ تم دونوں کو بارگاہ رسالت میں وسیلہ بنائیں کہ حضور ہماری شفاعت کریں اور ہمارے رب سے دعا کریں پھر وہ ہماری سعی قبول فرمائے اور ہمیں آپ کی ملت پر زندہ رکھے اسی پر مارے اور آپ کے زمرہ میں ہمارا حشر فرمائے۔ اسی



طرح قاضی خاں جلد اول میں ہے:

ثُمَّ يَقُولُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ قَدْ بَلَغْتَ الرِّسَالَةَ وَأَدَّيْتَ الْأَمَانَةَ وَنَصَحْتَ الْأُمَّةَ وَجَاهَدْتَ فِي أَمْرِ اللَّهِ حَتَّى قَبَضَكَ اللَّهُ (إِلَى أَنْ قَالَ) وَيَدْعُوا لِصَاحِبَيْهِ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَيَقُولُ السَّلَامُ عَلَيْكُمَا وَيَسْأَلُ حَاجَتَهُ۔

(فتاویٰ قاضی خاں جلد اول صفحہ ۲۷۰)

اسی طرح مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں ہے۔

وَتَقُولُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ الرَّحْمَةِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَفِيعَ الْأُمَّةِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الْمُرْسَلِينَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَاتَمَ النَّبِيِّينَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُرْمِلُ السَّلَامِ عَلَيْكَ يَا مُدَثِّرُ (إِلَى أَنْ قَالَ) ثُمَّ تَتَحَوَّلُ قَدَرُ ذِرَاعٍ حَتَّى تُحَاضِيَ رَأْسَ الصِّدِّيقِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ وَتَقُولُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ رَسُولِ اللَّهِ وَأَنْيَسَهُ فِي الْغَارِ وَرَفِيقَهُ فِي الْأَسْفَارِ (إِلَى أَنْ قَالَ) ثُمَّ تَتَحَوَّلُ مِثْلَ ذَلِكَ حَتَّى تُحَاضِيَ رَأْسَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَتَقُولُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَظْهَرَ الْإِسْلَامِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُكْتَثَرَ الْأَصْنَامِ۔

(سراقی الفلاح ص ۳۳۲)

محی السنہ امام محمد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں۔

وَيَقُولُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَمِينَ اللَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَفْوَةَ اللَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَيْرَةَ اللَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَحْمَدُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَاجِنِي السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَاقِبَ السَّلَامِ

عَلَيْكَ يَا حَاشِرُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بَشِيرُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَذِيرُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ظَاهِرُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَكْرَمُ وَلَدِ آدَمَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الْمُرْسَلِينَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَاتَمَ النَّبِيِّينَ (إِلَى أَنْ قَالَ) وَيَقُولُ السَّلَامُ عَلَيْكُمَا يَا وَزِيرِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُعَاوَنَيْنِ لَهُ عَلَى الْقِيَامِ بِالْدِّينِ۔

(احیاء العلوم جلد اول صفحہ ۱۶۱)

ان عبارات میں نداؤں کا سلسلہ باندھ دیا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضور کے اوصاف کے ساتھ بار بار ندائیں حضور کے اصحاب کبار حضرت صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ندائیں ان کے اوصاف کے تذکرے۔ خویوں کے بیان ان کے ساتھ تو سل استمداد طلب حاجت، طلب شفاعت نماز کی ہیئت سے با ادب دربار میں حاضر ہونا صورت مبارکہ کا تصور کرنا اور یہ جاننا کہ حضور کو ہماری حاضری کا علم ہے اور حضور ہماری التجائیں سنتے ہیں۔ وہ امور جن کو مولوی اسماعیل صاحب شرک کہتے ہیں۔ محدثین فقہاء آئمہ دن نے کس شد و مد کے ساتھ بیان فرمائے۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس ندا کا سنت ہونا نقل فرمایا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا حضور کو ندا کرنا اور حضور کا خود ندا تو سل کی تعلیم فرمانا اوپر حدیث سے مذکور ہو چکا اور پہلی امتوں کا اپنی حاجت و ضرورت کے وقت علیہ الصلوٰۃ کے نام پاک کی برکت اور حضور کے تو سل سے حاجت روائی چاہنا قرآن پاک کی آیت اور تفاسیر سے اسی کتاب کے صفحہ ۳۶ و ۳۷ میں گزر چکا۔ مولوی اسماعیل صاحب کے قول سے تو قرآن پاک 'تفاسیر احادیث' کتب فقہ سب شرک کی تعلیم سے لبریز ہیں۔ معاذ اللہ ولا حول ولا قوہ الا باللہ کیسا ناپاک عقیدہ اور کیسی گمراہی کی تعلیم ہے۔ وہابی صاحبو! ہوش میں آؤ؟ خدا و رسول کی راہ اختیار کرو۔ مولوی اسماعیل صاحب کی محبت و طرف داری میں گمراہ نہ ہو۔ حصین میں یہ حدیث مذکور ہے۔

وَإِذَا انْقَلَبْتَ دَائِبَةً فَلْيُنَادِ عِبَادَ اللَّهِ رَحِمَكُمُ اللَّهُ مَوْصِي



(ظفر جلیل میں نواب قطب الدین خاں صاحب نے اس کا ترجمہ و شرح اس طرح لکھی ہے) اور جب بھاگ جاوے جانور کسی کا پس چاہیے کہ پکارے مدد کرو میری اے بندوں خدا کے نقل کی یہ بزار نے ابن عباس سے اور ابن ابی شیبہ نے اس کے ساتھ لفظ رحمکم اللہ کا بھی زیادہ نقل کی ہے۔ لیکن موقوفاً یعنی یہ قول ابن عباس کا ہے۔

ف: مراد بندوں خدا سے رجال الغیب ہیں یعنی ابدال یا ملائکہ یا مسلمان جنات ابن مسعود نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ جب بھاگ جاوے جانور کسی کا جنگل میں پس چاہیے کہ کہے۔

يَا عِبَادَ اللَّهِ احْسُوايَا عِبَادَ اللَّهِ احْسُوايَا عِبَادَ اللَّهِ احْسُوا

(ظفر جلیل ترجمہ حصین مطبوعہ عبد الغفور شاہجہان آبادی ص ۲۰۱)

یعنی اے بندگان خدا روکو اس کو پس تحقیق اللہ کے بندے زمین میں ہیں کہ روکتے ہیں ان کو پس ایک بزرگ سے منقول ہے کہ جانور ان کا بھاگ گیا اور وہ یہ حدیث جانتے ہیں انہوں نے یہ کلمے کہے فی الحال اللہ تعالیٰ جانور ان کا پھیر لایا۔

دیکھئے یہاں نہ ابھی ہے استدلال بھی مشکل کے وقت اللہ کے مقبول بندوں کو پکارنا بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی مروی اور خود حضور سے بھی کہاں تک وہابی انکار کریں گے اور اپنی بے سند و بے دلیل غلط بات پر جمے رہیں گے۔ پھر اسی حصن حصین میں اس کے بعد آیہ اور حدیث مذکور ہے جس کو نواب قطب الدین صاحب کی شرح و ترجمہ کے ساتھ نقل کیا جاتا ہے۔

وَإِنْ أَرَأَيْتُمْ فَلَئِنْ يَأْتِ عِبَادَ اللَّهِ أَعْيُونِي يَأْتِ عِبَادَ اللَّهِ أَعْيُونِي  
أَعْيُونِي ٥

(ظفر جلیل شرح حصن حصین ص ۲۰۲)

اور جو چاہے مدد یعنی اللہ تعالیٰ کی جانب سے کسی امر میں پس چاہیے کہ کہے اے  
بندو خدا کے مدد کرو میری۔ اے بندو خدا کے مدد کرو میری نقل کی یہ طبرانی نے۔ ف: یہ

قول راوی کا ہے <sup>۱۰</sup> میرک شاہ نے بعض علماء ثقات سے نقل کیا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔ اور محتاج ہیں طرف اس کے تمام مسافر اور مشائخ سے روایت کی گئی ہے کہ یہ

ظفر جلیل کی یہ عبارت میں نے اس قدیم اصلی نسخہ سے نقل کی ہے جس کو نواب قطب الدین خاں صاحب مصنف نے ۱۲۵۳ء میں عبدالغفور شاہجہاں آبادی کے مطبع میں چھپوایا ہے۔ وہابیہ کی خیانت اور شرمناک چالاکی اور قابلِ عبرت فریب یہ ہے کہ اس کے بعد کے نسخوں میں سے انہوں نے میرک شاہ کی عبارت بالکل اڑا دی جس میں حدیث کو حسن بتایا تھا اور اس پر مشائخ کا تجربہ نقل کیا تھا اور بجائے اس کے ایک جعلی عبارت جس کا اصل کتاب میں نام و نشان نہیں اپنی طرف سے بڑھا دی اس میں اس حدیث کو ضعیف بھی کہا اور یہ بھی کہا کہ عباد اللہ سے ملائکہ مراد ہیں۔ اور نادانوں کو یہ نہ سوجھا کہ ابھی چند سطر اوپر اسی ظفر جلیل میں یہ لکھا ہے کہ مراد بندوں خدا سے رجال الغیب ہیں یعنی ابدال یا ملائکہ یا مسلمان جنات۔ پھر چار سطر بعد اس کے خلاف کیسے لکھ دیں۔ قطع برید کی ہی تھی تو اس عبارت کو بھی نکال دیا ہوتا۔ مگر خدا نے عقل مار دی اور جھوٹے کا پردہ فاش کرنے کے لئے یہ عبارت رہ گئی اس چالاکی اور بددیانتی کو دیکھئے کہ اپنے مطلب کے خلاف دیکھا تو کتاب کی قطع برید کر دی۔ اور جھوٹے یہ نہ کریں تو کیا کریں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان کے فکر سے بچائے

خلق خدا اس کتاب کو دیکھ کر نواب قطب الدین خاں صاحب سے بدگمان ہو گئی جن کے پاس اصل کتاب موجود ہے انہیں مقابلہ کرنے سے اس عیاری کا پتہ چل جائے گا دوسرے غریب کیا جانیں۔ علامہ علی قاری رحمہ الباری اس حدیث کے تحت اپنی شرح میں فرماتے ہیں۔

رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ عَنْ زَيْدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عُثْبَةَ بْنِ غَزْوَانَ عَنْ نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِذَا صَلَّيْتَ أَحَدَكُمْ شَيْئًا أَوْ أَرَادَعَوْتَا وَهُوَ بَارِضٌ لَيْسَ بِهَا أَيْنَسُ فَلْيَقُلْ يَا عَبْدَ اللَّهِ أَعِشُوا إِنِّي فَإِنَّ اللَّهَ عِبَادًا لَا تَرَاهُمْ وَقَدْ حَزَبَ ذَلِكَ إِنِّي ذَلِكَ مُجَرَّبٌ مُحَقِّقٌ ۚ إِنِّي رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ مِنْ حَدِيثِ عُثْبَةَ بْنِ غَزْوَانَ انْضَا قَالَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ الثَّقَاتِ حَدِيثٌ حَسَنٌ يَحْتَاجُ إِلَيْهِ الْمُسَافِرُونَ وَزَوَى عَنِ الْمَشَائِخِ أَنَّهُ مُجَرَّبٌ قَبْلَ يَهَا اشْتِجَاحُ ذِكْرُهُ مِهْرَكَ ۚ إِنِّي اسْ حَدِيثُ كُو طَبْرَانِي نِي زِيدِ بْنِ عَلِيٍّ سِي اَنُموں نِي عَتبِ بنِ غَزْوَانِ سِي رَوَايَتِ كِيَا كِي اَ حُضُورِ اَنُورِ ﷺ سِي مَرُوي هِي كِي فَرَمَايَا جَبِ تَم مِيں سِي كُسي كِي كُو كِي چِزِ گَمِ هُو اُورِ وَهْ هُو چَاپِي اُورِ هُو اِي سِي سِرْ زَمِيْنِ مِيں جِهاں اِسْ كَا كُو كِي هَمْدُ نِيسِ تُو چَاپِي كِي پِكا رِي اِي اَللّٰهْ كِي هَمْدُ مِيرِي هُو كَرُو بِي شُكْ اَللّٰهْ تَعَالٰى كِي اِي سِي هَمْدِي هِيں جُو تَمِيسِ نَظَرِ نِيسِ اَتِي اُورِ يِي عَمَلِ تَجَرِبِي كِيَا هُو اِي اُورِ اِسْ كُو هِي طَبْرَانِي نِي عَتبِ بنِ غَزْوَانِ هِي كِي حَدِيثُ سِي رَوَايَتِ كِيَا بَعْضِ عُلَمَاءِ ثَقَاتِ نِي فَرَمَايَا كِي يِي حَدِيثُ حَسَنُ هِي۔ مَسَا فِرُوں كُو اِسْ كِي بَسْتِ حَاجَتِ هِي اُورِ مَشَاحِجُ



مغرب ہے اس مقدمہ میں اور نزدیک ہے ساتھ اس کے فتح مقصود پر کذا ذکر الفخر والعلی  
حصن حصین میں یہ دو حدیثیں ذکر کیں جن میں ندا واستعانت کی تعلیم و تلقین ہے۔  
پہلی حدیث اَعْبُدُوا عِبَادَ اللَّهِ مرفوع ہے جس کو بزار سے نقل کیا ہے اس کے بعد لفظ حکم  
اللہ ابن ابی شیبہ سے موقوفاً روایت کیا۔ دوسری حدیث طبرانی کی نقل کر کے فرمایا۔ وَقَدْ  
جُزِبَ ذَلِكَ یعنی یہ تحریر کیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس حدیث کی صحت پر اعتماد  
ہے اور اسی وجہ سے اسلاف کرام کا اس پر عمل رہا ہے۔ جو محدث اس حدیث کو روایت  
کرتا ہے وہی تحریر کی بھی خبر دیتا ہے۔ میں نے اس حدیث کا ترجمہ ظفر جلیل شرح حصن  
حصین سے نقل کیا جس کے مصنف نواب قطب الدین خاں صاحب دہلوی ہیں۔ یہ وہابیہ  
کے معتمد ہیں انہوں نے میرک شاہ کے حوالہ سے نقل کیا کہ علماء ثقافت نے اس حدیث کو  
حسن کہا ہے اور اس کے مؤید ایک اور حدیث کا مضمون فائدہ میں بیان کیا اور پہلی  
حدیث کے بعد حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ایک روایت اسی کی تائید میں بیان کی جس  
میں يَا عِبَادَ اللَّهِ احْبِسُوا وارِد ہے اور پھر ایک بزرگ کا تجربہ بھی نقل کیا تو اب یہ چار  
حدیثیں ہوئیں دو تو امام جزری صاحب حصن حصین نے بیان کیں اور ان کو مجرب بتایا اور  
دو شاہ محمد امجدی صاحب دہلوی کے شاگرد اور وہابیہ کے معتمد نواب قطب الدین خاں

سے مروی ہے کہ یہ مجرب ہے اس سے حاجت روائی ہوتی ہے۔ اس کو میرک شاہ نے ذکر کیا اب  
دیکھئے کہ شرح محققین اور علمائے محدثین تو اس حدیث کو صحیح کہتے ہیں مگر مجہول وہابی اس کو ضعیف  
نہرانے کے لئے کتاب کی عبارت بدلتا ہے اور ذرا خدا کا خوف نہیں کرتا فرض کرو کہ حدیث  
ضعیف ہوتی تو بھی باب فضائل میں مقبول اور قابل عمل تھی۔ جبکہ حضرت شیخ عبدالحق محدث  
دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مقدمہ مشکوٰۃ شریف میں اور دوسرے علماء نے اپنی تصانیف میں فرمایا ہے۔  
الْحَدِيثُ مَنْكُومٌ عَلَيْهِ بِالضَّعْفِ وَمَغْفُولٌ بِهِ فِي فَصَائِلِ الْأَعْمَالِ نہ یہ کہ حدیث میں شرک کا  
اثبات اور اس کی تعلیم ہو اور پھر ائمہ دین اس کو اپنی تصانیف میں نقل کریں اس کو حسن بتائیں  
اس پر عمل کی ترغیب دیں اس عمل کو بزرگوں کا مجرب بتائیں یہ کوئی وہابی ہی سمجھ سکتا ہے۔ ولا  
حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ (حاشیہ ۵۶ ختم ہوا)

صاحب دہلوی مصنف ظفر جلیل نے مولانا فخر الدین اور علامہ علی قاری کے حوالہ سے نقل  
کیں تو اگر وہابیہ امام جزری کی حدیثوں کو نہ مانیں تو اپنے نواب کی نقل کی ہوئی حدیثیں  
تو مانیں۔ اور نہ ماننے کی تو ان کے بھی کوئی وجہ نہیں کیونکہ نواب صاحب نے میرک شاہ  
صاحب سے اس حدیث کا حسن ہونا نقل کیا اور شاہ امجدی صاحب نے کتاب ظفر جلیل کا  
حرف حرف دیکھا ہے اور شاہ امجدی صاحب تمام وہابیہ کے استاذ الاساتذہ ہیں جب وہ ملاحظہ  
کر چکے اور انہوں نے حدیث کے حسن ہونے پر اور تائیدی حدیثوں اور ان کے تجربوں  
پر کوئی اعتراض نہ کیا تو اب کس کو اعتراض ہو سکتا ہے۔

وہابیہ کے لئے تو رجسری ہو گئی کہ ان حدیثوں کو دیکھ کر شاہ امجدی صاحب نے کوئی  
نوٹ نہ لکھا کہ اس پر عمل نہ کرنا ایمان جاتا رہے گا۔ یہ تو کھلا شرک ہے بلکہ اس کی تائید  
میں جو اور دو حدیثیں نواب صاحب نے نقل کر دی تھیں ان پر بھی قلم نہ پھیر اس سے  
وہابیہ پریشان ہوئے۔ اور بجز اس کے کوئی اور ترکیب ان کی سمجھ میں نہ آئی کہ انہوں نے  
کتاب ہی پر ہاتھ صاف کیا ظفر جلیل کی عبارتیں نکال ڈالیں اور اپنی طبعزاد داخل کر  
دیں۔ چنانچہ نواب صاحب کے بعد کی چھپی ہوئی ظفر جلیل میں یہ تحریف موجود ہے۔  
اہل انصاف غور فرمائیں کتنا بڑا ظلم ہے مسلمانوں کو مشرک بنانے کے شوق میں  
کتابیں محرف کی جا رہی ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ ایسی ضدی قوم کی اصلاح کی کیا امید  
کی جائے۔

جامع ترمذی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

مَرَرْنَا بِقَبْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقُبُورِ الْمَدِينَةِ فَأَقْبَلَ عَلَيْهِمْ بِوَجْهِهِ فَقَالَ  
السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْقُبُورِ يَغْفِرُ اللَّهُ لَنَا وَلَكُمْ أَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْآخِرِ۔

یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ میں قبروں پر گزر فرمایا تو اپنے روئے انور سے  
اہل قبور کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا تم پر سلام اے قبر والو اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں بخشے  
تم ہمارے پیش رو ہو اور ہم تمہارے پیچھے آنے والے۔ دیکھئے یہ حدیث ہے حضور علیہ



الصلوة والسلام اہل قبور کوندا فرما رہے ہیں۔ وہابیہ کہاں تک آیات واحادیث کا انکار کرتے رہیں گے۔ امام المحدثین خاتم الحفاظ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح الصدور میں بروایت بیہقی فاطمہ خزاعیہ سے نقل کرتے ہیں۔

وَقَفْنَا عَلَى قَبْرِهِ فَقُلْنَا السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَمَّ رَسُولَ اللَّهِ فَسَمِعْنَا كَلَامًا زِدَّ عَلَيْنَا وَعَلَيْكُمْ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَمَا قُرْبَنَا أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ (شرح الصدور ص ۸۷)

یعنی ہم حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار پر ٹھہرے اور ہم نے عرض کیا آپ پر سلام اے عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو ہم نے جواب میں وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ سنا اور ہمارے قریب کوئی آدمی نہ تھا۔ یعنی قبر شریف سے جواب ملا۔

اسی شرح الصدور میں بحوالہ ابن جوزی نقل فرمایا۔

إِنَّ ثَلَاثَةَ إِخْوَةٍ مِنَ الشَّامِ كَانُوا يَغْرُونَ وَكَانُوا فُرْسَانًا شَجْعَانًا فَاسْرَهُمُ الرُّومُ مَرَّةً فَقَالَ لَهُمُ الْمَلِكُ إِنِّي أَجْعَلُ فِيكُمْ الْمُلْكَ وَأَزْوَاجَكُمْ بَنَاتِي وَتَدْخُلُونَ فِي دِينِ النَّصْرَانِيَّةِ فَأَبَوْا وَقَالُوا يَا مُحَمَّدَاهُ فَأَمَرَ الْمَلِكُ بِثَلَاثَةِ قُدُورٍ فَصَبَّ فِيهَا الزَّيْتُ ثُمَّ أَوْ قَدْ تَحْتَهَا ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ يُعْرَضُونَ فِي كُلِّ يَوْمٍ عَلَى تِلْكَ الْقُدُورِ يَدْعُونَ إِلَى دِينِ النَّصْرَانِيَّةِ فَيَأْتُونَ فَأَلْقَى الْأَكْبَرُ فِي الْقَدْرِ ثُمَّ أَدْنَى الْأَصْغَرُ فَجَعَلَ يَفْتِنُهُ عَنْ دِينِهِ بِكُلِّ أَمْرٍ فَقَامَ إِلَيْهِ عَلِجٌ فَقَالَ أَيُّهَا الْمَلِكُ أَنَا أَفْتِنُهُ عَنْ دِينِهِ قَالَ بِمَاذَا قَالَ قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ الْعَرَبَ أَسْرَعُ شَيْءٍ إِلَى التَّسَاءِ وَلَيْسَ فِي الرُّومِ أَجْمَلُ مِنْ ابْنَتِي فَأَذْفَعُهُ إِلَيَّ حَتَّى أُخْلِدَهُ مَعَهَا فَإِنَّهَا سَتَفْتِنُهُ فَضَرَبَ لَهُ أَحْلًا أَرْبَعِينَ يَوْمًا وَدَفَعَهُ إِلَيْهِ فَجَاءَ بِهِ فَأَذْخَلَهُ مَعَ ابْنَتِهِ وَخَبَرَهَا بِالْأَمْرِ فَقَالَتْ لَهُ دَعُهُ فَقَدْ كَفَيْتُكَ أَمْرَهُ فَقَامَ مَعَهَا نَهَارَهُ صَائِمًا وَلَيْلَهُ قَائِمًا حَتَّى مَضَى أَكْثَرُ الْأَجْلِ فَقَالَ الْعَلِجُ لَا تَنْتَبِهْ مَا صَنَعْتُ قَالَتْ مَا صَنَعْتُ شَيْئًا هَذَا رَجُلٌ فَقَدْ أَخُونِي فِي هَذِهِ الْبَلَدَةِ فَأَخَافُ أَنْ يَكُونُ امْتِنَاعُهُ مِنْ أَجْلِهِمَا كُلَّمَا رَأَى أَثَارَهُمَا وَلَكِنْ اسْتَرَدَّ الْمَلِكُ فِي الْأَجْلِ وَالْقُلُوبِ وَأَيَّاهُ إِلَى بَلَدٍ غَيْرِ هَذَا فَرَادَهُ أَيَّامًا

فَاخْرَجَهُمَا إِلَى قَرْيَةٍ أُخْرَى فَمَكَثَ عَلَى ذَلِكَ أَيَّامًا صَائِمًا نَهَارًا قَائِمًا اللَّيْلَ حَتَّى إِذَا بَقِيَ مِنَ الْأَجْلِ أَيَّامٌ قَالَتْ لَهُ الْجَارِيَةُ لَيْلَةً يَا هَذَا إِنِّي أَرَاكَ تَقْدِسُ رَبًّا عَظِيمًا وَإِنِّي قَدْ دَخَلْتُ مَعَكَ فِي دِينِكَ وَتَرَكْتُ دِينَ آبَائِي قَالَ لَهَا فَكَيْفَ الْحِيلَةُ فِي الْهَرْبِ قَالَتْ أَنَا اخْتَالُكَ وَجَائِئُهُ بِدَائِيَّةٍ فَرَكِبَاهَا فَكَانَا يَسِيرَانِ بِاللَّيْلِ وَيَكْمُتَانِ بِالنَّهَارِ فِيمَا هُمَا يَسِيرَانِ لَيْلَةً إِذْ سَمِعَا وَقَعَ الْخَيْلِ فَإِذَا هُوَ بِأَخُونِهِ وَمَعَهُمَا مَلَائِكَةٌ رُسُلُ إِلَهِهِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمَا وَسَأَلَهُمَا عَنْ حَالِهِمَا فَقَالَا مَا كَانَتْ إِلَّا الْغَطْسَةُ الَّتِي رَأَيْتَ حَتَّى خَرَجْنَا فِي الْفَرْدُوسِ وَإِنَّ اللَّهَ أَرْسَلَنَا إِلَيْكَ لَنَشْهَدَ تَرْوِيحَكَ بِهَذِهِ الْفَتَاةِ فَرَوْجُوهُ إِيَّاهَا وَرَجَعُوا۔

خلاصہ مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ ملک شام کے تین بھائی بہادر سوار جہاد کیا کرتے تھے ایک مرتبہ رومیوں نے انہیں گرفتار کر لیا ان سے بادشاہ نے کہا کہ میں تمہیں ملک دوں گا اپنی بیٹیوں سے شادی کر دوں گا۔ تم نصرانی ہو جاؤ انہوں نے انکار کیا اور پکارا یا مُحَمَّدَاهُ بادشاہ کے حکم سے تین دیگیں آگ پر رکھ دی گئیں۔ اور ان میں روغن زیتون جوش کیا گیا۔ تین دن تک وہ تیل کھولتا رہا۔ روزا نہیں وہ دکھایا جاتا۔ اور نصرانیت کی دعوت دی جاتی اور وہ انکار کرتے اس پر پہلے بڑا بھائی اس کھولتے تیل میں ڈالا گیا۔ پھر دوسرا پھر چھوٹا قریب لایا گیا اس کو بادشاہ نے دین سے منحرف کرنے کی ہر طرح کوشش کی اس میں ایک درباری نے عرض کیا کہ اے بادشاہ اس کو میں اپنی تدبیر کے ساتھ دین سے منحرف کر لوں گا۔ بادشاہ نے پوچھا کس طرح۔ کہا میں جانتا ہوں کہ عرب عورتوں کی طرف جلد مائل ہو جاتے ہیں اور روم میں میری بیٹی سے بڑھ کر کوئی حسین نہیں ہے اس کو میرے حوالے کیجئے تاکہ میں اس کو اس کے ساتھ چھوڑ دوں وہ اس کو بہکا لے گی۔ چالیس روز کی معیاد مقرر کر کے بادشاہ نے اس کو اس درباری کے سپرد کیا وہ اپنے مکان پر لایا اور اپنی بیٹی کے ساتھ رکھا اور اس کو واقعہ کی اطلاع دی۔ لڑکی نے کہا تم بے فکر رہو یہ میرا کام ہے اب یہ شامی دن بھر روزہ دار رہتا تمام شب عبادت میں گزارتا یہاں تک



کہ میعاد آخر ہوئی تو اس درباری نے اپنی بیٹی سے دریافت کیا تو نے کیا کیا۔ اس نے کہا میں نے کچھ نہیں کیا اس شخص کے دو بھائی اس شہر میں مارے گئے مجھے اندیشہ ہے کہ یہ ان کی وجہ سے باز رہے اس لئے مناسب ہے کہ بادشاہ سے میعاد میں توسیع کرائی جائے اور مجھے اور اس شخص کو کسی دوسرے شہر میں بھیج دیا جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا لیکن شامی کی حالت وہاں بھی یہی رہی وہی روزانہ کا روزہ اور ہر شب کی شب بیداری یہاں تک کہ یہ دوسری میعاد بھی ختم کے قریب پہنچی تو ایک شب اس لڑکی نے کہا کہ اے شخص میں تجھے رب عظیم کے تقدس و طاعت میں مشغول دیکھتی ہوں اس سے میرے دل پر یہ اثر ہوا ہے کہ میں نے اپنا آبائی دین ترک کر کے تیرا دین اختیار کر لیا۔ اب دونوں مشورہ کر کے وہاں سے ایک سواری پر اس طرح بھاگ نکلے کہ رات میں چلتے اور دن میں کہیں چھپ رہتے ایک شب یہ دونوں جا رہے تھے کہ گھوڑوں کے آنے کی آواز آئی۔ دیکھا تو وہ شامی کے دونوں بھائی تھے ان کے ساتھ فرشتوں کی ایک جماعت تھی۔ شامی نے ان دونوں کو سلام کیا اور ان کا حال دریافت کیا کہنے لگے کہ وہ ایک غوطہ ہی تھا جو تم نے دیکھا کہ ہم نے کھولتے تیل میں مارا اور ہم جنت فردوس میں جانکے اب اللہ تعالیٰ نے ہمیں تمہارے پاس بھیجا ہے تاکہ اس صلہ لڑکی کے ساتھ تمہاری شادی میں ہم شرکت کریں۔ چنانچہ شادی کر کے واپس ہو گئے اس عبارت سے بھی مشکل کے وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پکارنا اور ندا کرنا ثابت ہوا فقہ کی معتبر و متداول کی کتاب ردالمحتار میں علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمۃ نے افادہ فرمایا۔

قَرَّرَ الزَّيَادِيُّ أَنَّ الْإِنْسَانَ إِذَا ضَاعَ لَهُ شَيْءٌ وَأَرَادَ أَنْ يَرُدَّهُ اللَّهُ مُنْحَانَةً عَلَيْهِ فَلْيَقِفْ عَلَى مَكَانٍ عَالٍ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ وَيَقْرَأُ الْفَاتِحَةَ وَيُهْدِي ثَوَابَهَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يُهْدِي ثَوَابَ ذَلِكَ لِسَيِّدِي أَحْمَدَ بْنِ عُلْوَانَ وَيَقُولُ يَا سَيِّدِي أَحْمَدُ يَا ابْنَ عُلْوَانَ إِنْ تَرُدَّ عَلَيَّ ضَالَّتِي وَالْأَنْرَ عَثَلَكُ مِنْ دِيْوَانِ الْأَوْلِيَاءِ فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَرُدُّ عَلَيَّ مَنْ قَالَ ذَلِكَ ضَالَّتَهُ بِزَكَاةٍ أَجْهَوْرِي مَعَ

زِيَادَةً كَذَا فِي حَاشِيَةِ شَرْحِ الْمُنْهَجِ لِلدَّوْدِيِّ رَحِمَهُ اللَّهُ اهْ مِنْهُ۔

(ردالمحتار جلد ۳ صفحہ ۳۳۴)

یعنی زیادتی نے بیان کیا کہ جب آدمی کی کوئی چیز گم ہو جائے اور وہ چاہے کہ خدا اس کو واپس دلا دے تو ایک بلند جگہ پر قبلہ رو کھڑے ہو کر فاتحہ پڑھے اور اس کا ثواب حضور نبی کریم ﷺ کو ہدیہ کر کے سید احمد بن علوان رحمہ اللہ کو پہنچائے اور کہے اے سید احمد اے ابن علوان اگر میری گئی چیز تم نے واپس دلا دی تو خیر ورنہ میں تمہارا نام دفتر اولیاء سے کٹا دوں گا اس عمل سے برکت ان ولی کی اللہ وہ گئی چیز واپس دلا دے گا۔

اس سے چند باتیں معلوم ہوئیں: (۱) مشکل کے وقت اہل اللہ کو پکارنا اور ان سے مدد چاہنا۔ (۲) انہیں فاتحہ کا ثواب پہنچانا۔ (۳) کسی کو فاتحہ کا ثواب پہنچانا ہو تو اس کا طریق یہ ہے کہ پہلے حضور انور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں ہدیہ کرے پھر جسے چاہتا ہے ثواب پہنچائے۔

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بہستان المحدثین میں حضرت شیخ ابو العباس احمد زروق علیہ الرحمۃ کے یہ شعر نقل کئے ہیں۔

أَنَا لِمُرِيدِي جَامِعٌ لَشَاتِيهِ إِذَا مَا سَطَا حَوَزُ الزَّمَانِ بِشَكْبَةِ  
مِنْ أَيْنِ مَرِيدٍ كَأَسْكَى بِرَأْكَدِيٍّ فِي جَامِعٍ هُوَ بِجَلَدٍ زَمَانٍ غُثَيَّوْنَ كَمَا سَاطَا  
وَأَنْ كُنْتُ فِي صَنِيقٍ وَكَوْزٍ وَ وَحْشَةٍ فَتَادَ بِأَرْوَقٍ أَيْ بِسُرْعَةٍ  
أَوْ أَرَى تَغْلِي وَ غُثَيَّوْنَ فِي هُوَ تَوَيَّا رُزُوقٍ كَمَا يَكْرِي فِي جِلْدِ أَوْسٍ كَا

(بہستان المحدثین صفحہ ۱۲۱)

یہ مسئلہ نادان انسان نہ سمجھیں تو تعجب حیوان و نباتات بھی جانتے ہیں قاضی عیاض رحمۃ تعالیٰ علیہ شفاء شریف میں فرماتے ہیں۔

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ كَانَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَخْرَاءَ فَضَادَتْهُ ظَنَبِيَّةٌ يَارَسُولَ اللَّهِ قَالَ مَا حَاحُثُكَ قَالَتْ ضَادَنِي هَذَا الْأَعْرَابِيُّ وَلِي خَشْفَانٌ فِي ذَلِكَ الْجَبَلِ



فَاطْلُقْنِي حَتَّى أَذْهَبَ فَأَرْضَعُهُمَا وَأَرْجِعْ قَالَ أَوْ تَفْعَلِينَ قَالَتْ نَعَمْ فَأَاطَلَقَهَا فَذَهَبَتْ وَرَجَعَتْ فَأَوْثَقَهَا فَأَنْتَبَهَ الْأَعْرَابِيُّ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ لَكَ حَاجَةٌ قَالَ تُطْلِقُ هَذِهِ الطَّبِيبَةَ فَأَاطَلَقَهَا فَخَرَجَتْ تَعْدُو فِي الصَّحَرَاءِ وَتَقُولُ أَشْهَدَانِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدَانِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ - (شفا شریف جلد ۱ ص ۲۶۵)

یعنی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحرا میں تھے ایک ہرنی نے ندا کی یا رسول اللہ فرمایا کیا حاجت ہے عرض کیا مجھے اس اعرابی نے پکڑ لیا ہے اور اس پہاڑ میں میرے دو چھوٹے بچے ہیں مجھے کھول دیجئے کہ میں انہیں دودھ پلاؤں فرمایا تو ایسا کرنے لگی۔ عرض کیا ضرور۔ حضور نے اس کو کھول دیا۔ وہ گئی اور دودھ پلا کر واپس آگئی پھر اس کو باندھ دیا اب اعرابی بیدار ہوا۔ عرض کرنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ حکم ہے فرمایا اس ہرنی کو چھوڑ دے۔ اس نے ہرنی کو کھول دیا۔ وہ اشہدان لا الہ الا اللہ و اشہدان محمد رسول اللہ کہتی ہوئی جنگل میں دوڑ گئی۔

ہرن نے بھی مشکل کے وقت حضور کو ندا کی اور اس کو کامیابی ہوئی اسی شفا شریف میں ہے۔

مَا اسْتَقْبَلَهُ شَجَرٌ وَلَا جَبَلٌ إِلَّا قَالَ لَهُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

(شفاء شریف جلد ۱ صفحہ ۲۵۹)

جو درخت یا پہاڑ حضور کے سامنے آتا السلام علیک یا رسول اللہ عرض کرتا۔ یہ تو شجر و حجر ہیں کعبہ معظمہ جو تمام عالم کے مسلمانوں کا قبلہ عبادت ہے جس کی طرف ہم سب اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتے ہیں وہ خود روضہ طاہرہ پر حاضر ہو کر بہ ندا سلام عرض کرے گا۔

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمہ تفسیر فتح العزیز میں فرماتے ہیں:

ابن مردویہ و اصہبانی در ترغیب و ترہیب و دہلوی بروایت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ آورده اند کہ آنحضرت فرمودند کہ چون روز قیامت شود کعبہ را فرشتہ مانند عروس بزیب

وزینت آراستہ محشر گاہ برند۔ در اثناے راہ بر قبر من گزارا نمود پس کعبہ بزبان فصیح بگوید کہ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدٌ در جواب بگویم کہ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ يَا بَيْتَ اللَّهِ يَا تَوْأَمَتِ مَنْ چہ سلوک کرد و تو بانہا چہ سلوک خواہی کرد کعبہ بگوید کہ یا محمد ہر کہ از امت تو زیارت من آمد پس من اورا کفایت کنم و شفیع او خواہم شد از طرف او خاطر خود را فارغ دار و ہر کہ زیارت من نرسید بس تو اورا کفایت کن و شفیع او شو۔

(تفسیر فتح العزیز پارہ الم ص ۵۷۴)

یعنی ابن مردویہ و اصہبانی ترغیب و ترہیب میں اور دہلوی نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور نے فرمایا کہ جب روز قیامت ہو فرشتے کعبہ معظمہ کو دہن کی طرح زیب و زینت سے سجا کر محشر میں لے جائیں۔ اثناے راہ میں میری قبر مبارک پر گزر ہو تو کعبہ بزبان فصیح سے عرض کرے السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدٌ میں جواب میں فرماؤں وَعَلَيْكَ السَّلَامُ يَا بَيْتَ اللَّهِ تیرے ساتھ میری امت نے کیا سلوک کیا اور تو ان کے ساتھ کیا سلوک کرے گا کعبہ عرض کرنے لگا یا محمد آپ کا جو امتی میری زیارت کے لئے آیا میں اس کے لئے کفایت کروں گا۔ اور اس کا شفیع ہوں گا۔ آپ اس کی طرف سے خاطر جمع رکھیں اور جو میری زیارت کو نہ پہنچا حضور اس کے لئے کفایت کریں اور اس کے شفیع ہوں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ روضہ طاہرہ پر عرض سلام بہ ندا شرک نہیں ورنہ مولوی اسماعیل کے عقیدہ پر کعبہ بھی مشرک و لا حول و لا قوہ الا باللہ یہ بھی معلوم ہوا کہ کعبہ بھی شفاعت کرے گا اور حضور بھی شفاعت فرمائیں گے اور وہ شفاعت عامیوں کی مغفرت کا ذریعہ ہوگی۔ والحمد للہ

امام علامہ سمودی علیہ الرحمۃ خلاصۃ الوفاء میں فرماتے ہیں:

حَكَاهُ أَصْحَابُنَا عَنِ الْعَنْبِيِّ مُسْتَحْسِنِينَ لَهُ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ أَعْرَابِي فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ سَمِعْتُ اللَّهَ



تَعَالَى يَقُولُ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاؤُكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ إِلَيْهِ وَقَدْ جِئْتُكَ مُسْتَغْفِرًا مِنْ ذُنُوبِي مُسْتَشْفِعًا بِكَ إِلَى رَبِّي ثُمَّ أَنْشَاء يَقُولُ -

(خلاصہ الوفاء صفحہ ۵۸)

يَا خَيْرَ مَنْ دَفَنْتَ بِالْقَاعِ اعْظُمُهُ فَطَابَ مَنْ طَيَّبَهُنَّ الْقَاعُ وَالْأَكْمُ  
نَفْسِي الْقَدَا لِقَبْرَانِ سَاكِنُهُ فِيهِ الْعَفَافُ وَفِيهِ الْجُودُ وَالْكَرَمُ  
(خلاصہ الوفاء ص ۵۸)

قَالَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَعَلَبَسَنِي عَيْنَايَ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّوْمِ  
فَقَالَ يَا عَنبِيَّ الْحَقِّ الْأَعْرَابِي فَبَشَّرَهُ بِأَنَّ اللَّهَ قَدْ غَفَرَ لَهُ -

یعنی ہمارے اصحاب نے مستحسن جان کر عنی سے نقل کیا کہ میں حضور انور علیہ الصلو  
ۃ والسلام کے روضہ طاہرہ میں حاضر تھا کہ ایک اعرابی آیا اور اس نے عرض کیا السلام علیک  
یا رسول اللہ میں نے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَوْ أَنَّهُمْ إِلَيْهِ تَوَا اے حضور میں آپ کی  
بارگاہ میں اپنے گناہوں کی مغفرت چاہئے اور پروردگار عالم کے حضور آپ کی شفاعت  
طلب کرنے حاضر ہوا ہوں۔

پھر وہ اعرابی یہ اشعار پڑھنے لگا۔

اے بہتر ان سب سے جو زیر زمین مدفون ہوں ہو معطر ان کی خوشبو یوں سے گورستان کی خاک  
میری جاں اس قبر پر قربان کہ جس میں آپ ہیں اس میں ہے جو دو عفاف و موبت اے جان پاک  
اعرابی تو یہ عرض و معروض کر کے روانہ ہوا اور مجھے نیند آئی حضور انور علیہ الصلو  
والسلام کی زیارت سے مشرف ہوا ارشاد فرمایا کہ اے عنی اس اعرابی سے مل کر اس کو  
بشارت دو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت فرمائی۔

شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ قصیدہ اطیب النعم میں فرماتے ہیں۔

وَصَلَّى عَلَيْكَ اللَّهُ يَا خَيْرَ خَلْقِهِ وَيَا خَيْرَ مَا مَوْلَى وَيَا خَيْرَ وَاهِبِ  
تم پر درود کبریا اے بہترین کائنات اے بہترین امید کہ اے بہترین صاحب عطا

وَيَا خَيْرَ مَنْ يُرْجَى لِكَشْفِ رَدِيَّةٍ وَمَنْ جُودُهُ فَاقُ الْجُودِ السَّحَابِ  
اے بہتر ان جن سے دفع مصیبت کی امید فائق ہے جو دابر سے سرکار کی جو و سخا  
فَاشْهَدُ أَنَّ اللَّهَ رَاحِمٌ خَلْقِهِ وَأَنَّكَ مِفْتَاحُ لِكَنْزِ الْمُوَاهِبِ  
شاید ہوں میں اس پر کہ حق راحم ہے اپنے خلق پر اور ذات عالی آپ کی مفتاح گنج ہر عطا  
وَأَنَّكَ أَعْلَى الْمُرْسَلِينَ مَكَانَةً وَأَنْتَ لَهُمْ شَمْسٌ هُمْ كَالشُّوَابِ  
سب مرسلوں میں آپ کا اعلیٰ ہے بیشک مرتبہ مہر درخشاں آپ ہیں مثل کواکب انبیاء  
وَأَنْتَ شَفِيعٌ يَوْمَ لَا ذُو شَفَاعَةٍ بِمَغْنٍ كَمَا أَتَى سَوَادُ بْنُ قَارِبٍ  
اس روز شافع آپ ہیں جس دن کوئی شافع نہیں حاجت روا جیسا سواد ابن قارب نے کہا  
وَأَنْتَ مُجِيزٌ مَنِ هُجُومٍ مُلَمَّةٍ إِذَا انْشَبَ فِي الْقَلْبِ شَرُّ الْمُخَالِبِ  
خفی کے حملوں سے ہمیں دوگے پناہ اے شاہ دین جب دل میں پیچھے ڈال دے بدتر مصیبت کی بلا  
فَمَا أَنَا أَخْشَى أَدِمَّةً مَذْ لِهَمَّةٍ وَلَا أَنَا مِنْ رَبِّبِ الزَّمَانِ بِرَاهِبِ  
اندیشہ پھر کیا ہو مجھے غم کے چہ تاریک سے اور کیسے خائف کر سکے رب زمان بے وفا  
فَإِنِّي مِنْكُمْ فَنِي قَلَاعٍ خَصِيْنَةٌ وَحِدٍ حَدِيدٍ مِنْ سُيُوفِ الْمُحَارِبِ  
ہوں میں پنہ گیر آپ کے محفوظ قلعوں میں شا کیا کر سکے گی پھر مراتب یل جنگ آزا

شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس قصیدہ میں ندائیں بھی کیں حضور سے مدد بھی  
چاہی آپ کو واہب اور دافع بلا و مصیبت بھی مانا آپ کو شفیع و حاجت روا بھی کہا آپ کی  
ذات پر بھروسہ بھی کیا۔ عطاؤں کی کنجیاں بھی آپ ہی کے ہاتھ میں بتائیں دیکھئے مولوی  
اسمعیل کے ماننے والے شاہ صاحب پر بھی حکم شرک کرتے ہیں یا یہ حربہ دوسروں ہی کے  
لئے کام میں لایا جاتا ہے اور اپنوں کا کوئی فعل قابل گرفت نہیں۔ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ  
فرماتے ہیں۔

اے محمد گر قیامت را بر آری سر ز خاک سر بر آوردی قیامت در میان خلق ہیں  
مولانا عبد الرحمن جامی قدس سرہ فرماتے ہیں۔



زنجوری برآمد جان عالم تَرْحَمَہُ یا نبی اللہ تَرْحَمَہُ  
اولیاء کرام اور علمائے دین نے جو ندائیں عرض کی ہیں ان سے دفتر کے دفتر بھرے  
ہوئے ہیں۔ کہاں تک نقل کی جائیں وہابیہ کے پیشوا مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ  
دیوبند اپنے قصیدہ میں لکھتے ہیں۔

جو انبیاء ہیں وہ آگے تری نبوت کے کریں ہیں امتی ہونے کا یا نبی اقرار  
کروڑوں جرموں کے آگے یہ نام کا اسلام کرے گا یا نبی اللہ کیا یہ میری پکار  
مدد کراے کرم احمدی کہ تیرے سوا نہیں ہے قاسم یکس کا کوئی حامی کار  
اب آخر میں یاشیخ عبد القادر جیلانی شَیْنًا لِلّٰہ پڑھنے کے متعلق مولوی رشید احمد  
صاحب گنگوہی کا ایک فتویٰ ملاحظہ کیجئے۔

## فتویٰ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی

اس کا پڑھنا شرک اس وقت ہے کہ شیخ کو عالم غیب و متصرف مستقل جانے اور جو  
اس لفظ میں برکت و اثر جان کر پڑھے تو بعض مشائخ قادریہ کا معمول ہے ایسے پڑھنے پر نہ  
تکفیر ہو سکے اور نہ تفسیق اگرچہ ایسے وظیفہ کا پڑھنا اولیٰ بھی نہیں اور کسی مسلمان پر گمان  
کفر و شرک فسق کا کرنا جب تک تاویل اس کے قول کی حسن ہو سکے درست نہیں ہاں  
اگر وہ اقرار کرے کہ میری مراد معنی کفر کے ہیں تو مضائقہ نہیں اور جب تک کہ وہ اقرار  
کچھ نہ کرے تو تاویل کر کے مسلمان بتاوے اور جو تاویل اچھی بیان کرے تو پھر اس پر  
گمان بد کرنا خود معصیت ہے۔ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ لِّذَا ایسے شخص کی امامت بھی درست  
ہے اور پہلی صلوٰۃ بھی درست ہے اور باہم اتفاق واجب ہے۔ فقط واللہ اعلم۔ کتبہ الاحقر  
رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔

(رشید احمد)

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے اپنے اس فتویٰ میں صاف اقرار کیا کہ اگر شیخ کو  
عالم غیب اور متصرف مستقل جانے تو شرک ہے اور اگر مستقل نہ جانے تو شرک نہیں  
ایسے شخص کو کافر فاسق کچھ نہ کہا جائے اس کی امامت درست اور جو اس پر گمان بد کرے  
وہ گنہگار۔

لیکن مولوی اسماعیل صاحب دہلوی تقویت الایمان میں کوئی عذر نہیں سنتے مسلمانوں  
پر شرک کا حکم لگانے میں ذرا بھی پس و پیش نہیں کرتے وہ اس پر بھی شرک کا بے دریغ  
حکم دیتے ہیں جو یہ کہتا ہے کہ میں ان بزرگوں کو اللہ کا بندہ اور اسی کی مخلوق جانتا ہوں  
اور یہ قدرت تصرف اسی نے ان کو بخشی ہے اس کی مرضی سے عام میں تصرف کرتے  
ہیں۔ (تقویت الایمان صفحہ ۶)  
دوسری جگہ لکھا ہے:

تو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے سو ابو جہل  
اور وہ شرک میں برابر ہے۔ (تقویت الایمان صفحہ ۸)  
اس کے بعد پھر لکھتے ہیں:

پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض  
اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ (تقویت الایمان صفحہ ۱۰)  
اس کے بعد پھر لکھتے ہیں:

پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے خواہ یوں سمجھے کہ اللہ  
نے ان کو ایسی قدرت بخشی ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔

(تقویت الایمان صفحہ ۱۱)

مولوی اسماعیل صاحب اللہ تعالیٰ کی عطا سے بھی کسی کے لئے علم و تصرف ماننے  
والے کو بڑے زور شور سے مشرک اور ابو جہل کی برابر کہہ رہی ہے۔ یہ جملہ تمام امت  
اور اکابر دین پر تو ہوا ہی مگر خود ان کے اپنے گھر والے بھی نہ بچے شاہ ولی اللہ صاحب  
رحمۃ اللہ علیہ اور مولوی محمد قاسم صاحب اور مولوی رشید احمد صاحب سب اس حکم سے



مشرک ٹھہرتے ہیں۔ اب وہابی صاحبان غور کریں کہ آیا ان کے تمام پیشوا مشرک ہیں یا مولوی اسماعیل صاحب اپنے اس حکم شرک سے خود بھی نہیں بچتے۔ ملاحظہ کیجئے صراط مستقیم۔

برائے کشف ارواح و ملائکہ و مقامات آئنا و سیرا مکہ زمین و آسمان و جنت و نار و اطلاع بر لوح محفوظ شغل دورہ کند۔

(صراط مستقیم مطبع ضیائی صفحہ ۱۲۸)

اس عبارت میں مولوی اسماعیل صاحب ارواح و ملائکہ اور ان کے مقامات کے کشف اور زمین و آسمان و جنت دوزخ تمام اکملہ کی سیر اور لوح محفوظ پر مطلع ہونے کے لئے دورہ کا شغل بتا رہے ہیں۔ دورہ کے شغل سے جو ان غیوب کے علوم حاصل ہوں گے وہ صاحب شغل کے لئے یا ذاتی ہوں گے یا عطائے الہی اور تقویت الایمان میں دونوں طرح ماننا شرک بتایا ہے اب یہ جناب اپنے ہی قول سے خود مشرک بلکہ مشرک گر ہوئے یہ حالت ہے مولوی اسماعیل صاحب اور ان کی تقویت الایمان کی اس پر بھی لوگ اس کو مانیں تو ان کی عقلوں پر افسوس مولوی اسماعیل صاحب نے بیٹوں کو بزرگوں کی طرف نسبت کرنے اور ان کے نام عبدالنبی، علی بخش، غلام محی الدین وغیرہ رکھنے کو بھی تقویت الایمان کے صفحہ ۵ میں شرک فرمایا ہے۔ عبارت ان کی اس کتاب کے صفحہ ۲۹ پر نقل ہو چکی ہے۔

یہ مسئلہ بھی غلط اور باطل ہے اور اس کو مولوی اسماعیل صاحب نے اپنے دل سے تراشا ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام سے شرک ہونا ثابت نہیں۔ مولوی صاحب تقویت الایمان کے صفحہ ۹ میں مولویوں اور درویشوں کی بات ماننے کو شرک بتا چکے ہیں جیسا کہ ہم اپنی کتاب کے صفحہ ۲۹ میں نقل کر چکے ہیں لہذا مولوی اسماعیل صاحب کا بیٹوں کو بزرگوں کی طرف نسبت کرنے اور عبدالنبی وغیرہ نام رکھنے کو بے حکم خدا اور رسول اپنی طرف سے شرک بتانا اور معتقدین کا اس کو ماننا بحکم تقویت الایمان صفحہ ۹ شرک ہوا یہ تو مولوی اسماعیل صاحب کا اپنا حکم ہے جو ان پر اور ان

کے معتقدین پر عائد ہو اور تقویت الایمان کی رو سے مولوی اسماعیل صاحب اور ان کے تمام ماننے والے مشرک اور خارج از ایمان ہو گئے تو وہ اپنا انجام سوچیں۔

مسئلہ کی قدرے تفصیل یہ ہے کہ بلا کے ٹلنے کے لئے بیٹوں کی نسبت بزرگوں کی طرف کرنا یا عبدالنبی، علی بخش، حسین بخش، پیر بخش، مدار بخش، سالار بخش، غلام محی الدین، غلام معین الدین نام رکھنا شرک نہیں۔ یہ تو ایک خاص خام ہے کہ غلام محی الدین نام مسلمان اس لئے رکھتے ہیں کہ بلائیں ٹلیں بچہ بیمار نہ ہو۔ اس کو کوئی آسیب نہ پہنچے بلکہ مدعا یہ ہوتا ہے کہ ان بزرگوں کی یاد رہے اور بچہ سن شعور کو پہنچ کر اپنے نام سے ایک عمدہ نصیحت اور ہند پاتا رہے اور سمجھے کہ ان بزرگوں کی پیروی میرے حق میں بہتر ہے۔ میرے والدین نے میرا یہ نام اس لئے رکھا ہے کہ میں ان مقدس بزرگوں کا اتباع کروں اور جو گمراہ ان مقبولان بارگاہ کے خلاف راہ چلتے ہیں ان سے دور رہوں۔ اور اگر وہ بچہ اپنے عالم ہوش میں والدین کو نہ پائے تو اس کو اپنے نام سے ان کے طریقہ و مشرب کا پتہ چل جائے۔

اگر یہ کہا جائے کہ گمراہی تو بڑی بلا ہے اس سے بچنے کا فائدہ ملحوظ رکھ کر نام رکھا گیا تو بھی بلا ٹلنے کے لئے ہوا تو ہم تسلیم کر لیں گے کہ اس بلا کا ٹلنا ملحوظ ہونا ہی چاہئے اور ضرور بزرگوں کا اتباع ایسی بلاؤں سے بچنے میں کارآمد ہوتا ہے اسی لئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ صراط الذین انعمت علیہم اور حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

أَصْحَابِي كَالنَّجْوَمِ بِأَيِّهِمْ إِقْتَدَيْتُمْ اهْتَدَيْتُمْ رَوَاهُ رِزِينَ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

(مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۵۴)

یعنی میرے اصحاب ستاروں کی مثل ہیں جس کا اتباع کرو گے راہ یاب ہو گے بکثرت آیات و احادیث سے یہ مضمون ثابت ہے اور انبیاء اسی لئے مبعوث فرمائے جاتے ہیں کہ ان کی فرمانبرداری و اطاعت کی برکت سے آدمی گمراہی اور غضب الہی سے محفوظ رہے تو اس لئے بزرگوں کی طرف نسبت کس طرح شرک ہوگی اور اگر یہی فرض کیا جائے کہ



کوئی شخص بزرگوں کے ناموں پر اس لئے نام رکھتا ہے۔ ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ بہت سی ارض و سماوی بلاؤں۔ بیماریوں، آسمیوں وغیرہ کو دور فرمائے تو یہ بھی شرک نہیں کیونکہ یہاں دو چیزیں ہیں ایک تو نسبت اور ایک یہ امید کہ اللہ تعالیٰ ان مقبولوں کی برکت سے مصیبت کو دفع فرمائے۔ تو محض نسبت تو شرک نہیں ورنہ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی، چشتی، قادری، نقشبندی، سروردی، رفاعی، شاذلی، صدیقی، فاروقی، عثمانی، انصاری، قریشی، ہاشمی، مکی، مدنی، عربی، عجمی، بخاری، قیسری، ترمذی، بھستانی، نسائی، قزوینی، دارمی، دارقطنی، بیہقی، ہندی، دہلوی وغیرہ سب نسبتیں ہیں اور بے شمار نسبتیں شب و روز علماء، صلحاء، اتقیاء کی زبانوں پر آتی ہیں۔ نسبت محض شرک ہو تو ساری دنیا ہی مشرک ٹھہر جائے معاذ اللہ یہ تو بدانتہ "باطل" ہے اور یہ شاید کوئی وہابی بھی یہ نہ کہہ سکے گا کہ محض نسبت ہی شرک ہے۔

اب رہا یہ خیال کہ بزرگوں کے وسیلہ اور ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ مصیبتیں اور بلائیں دفع فرماتا ہے اس کو شرک بتانا قطعاً گمراہی اور شریعت مطہرہ کی مخالفت ہے ہم اسی کتاب کے صفحہ ۳۴ پر آئے مبارکہ فکأنوا من قبل یستفتیخون علی الذین کفروا نقل کر چکے ہیں جس میں بیان ہے کہ حضور کی بعثت مبارکہ سے قبل یہودی اپنی حوائج و مشکلات اور خوف دشمن و اندیشہ شکست کے وقت حضور کے نام پاک کی برکت و توسل سے اپنی مراد طلب کرتے اور پاتے تھے اور اپنے اعدا پر مظفر و منصور ہوتے تھے اور ہولناک مصیبت سے امن میں رہتے تھے۔ نیز صفحہ پر حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کی حدیث گزر چکی ہے جس میں مذکور ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم و ارشاد سے ایک نابینا نے توسل حضور دعا کی اور نابینائی کی بلا سے نجات پائی۔

قرآن پاک میں اللہ سبحانہ ارشاد فرماتا ہے:

وَمَا نَقْمُوا إِلَّا أَنْ أَغْنَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ

(سورہ توبہ پارہ ۱۰)

اور انہیں کیا برا لگا یہی ناکہ اللہ و رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ غنی کرنے کی نسبت صاف حضور کی طرف فرماتا ہے۔

دوسری آیت مطالعہ کیجئے۔

وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوا مَا آتَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ سَيُؤْتِينَا اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَرَسُولُهُ إِنَّا إِلَى اللَّهِ رَاغِبُونَ ○

(سورہ توبہ پارہ ۱۰)

اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ و رسول نے ان کو دیا اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے اب دیتا ہے ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اللہ کا رسول ہمیں اللہ ہی کی طرف رغبت ہے۔

سورہ احزاب میں فرمایا:

وَإِذْ تَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ

(سورہ احزاب پارہ ۲۲)

اور اے محبوب یاد کرو جب تم فرماتے تھے اس ہے جسے اللہ نے نعمت دی اور تم نے اسے نعمت دی۔ دیکھئے قرآن پاک میں حضور کا غنی کر دینا عطا فرمانا فضل فرمانا۔ نعمت دینا بیان کیا گیا ہے۔ وہابی قرآن پاک کے خلف اس کو کس کے حکم سے شرک قرار دیتے ہیں۔ یہ کیسا شرک ہے جو جا بجا قرآن و حدیث میں موجود ہے۔

حضرت مسیح علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔ قرآن پاک میں ہے:

أُبْرِى الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَأُخِي الْمَوْتَى بِإِذْنِ اللَّهِ

(سورہ آل عمران پارہ ۳)

میں شفا دیتا ہوں مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور مردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے کیا بیمار کو تندرست کرنا مردے کو جلانا دفع بلا نہیں ہے پھر اگر کوئی مسلمان بزرگوں کی نسبت سے یہ امید رکھے کہ اللہ تعالیٰ ان کی برکت سے بلا کو دفع فرمائے گا یہ



کہ مقبولان بارگاہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے کوئی بلا دفع فرمادیں تو یہ شرک کیسے ہو گیا۔ اس مضمون سے تو قرآن و حدیث مالا مال ہیں۔ کیا وہابیہ قرآن و حدیث پر بھی شرک کا الزام لگائیں گے؟ والعیاذ باللہ تعالیٰ

حدیث شریف میں ہے حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

الْأَبْدَالُ يَكُونُونَ بِالشَّامِ وَهُمْ أَرْبَعُونَ رَجُلًا كُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ أَبْدَلَ اللَّهُ مَكَانَهُ رَجُلًا يُسْقَى بِهِمُ الْغَيْثُ وَيُنْتَصَرُ بِهِمُ عَلَى الْأَعْدَاءِ وَيُضْرَبُ عَنْ أَهْلِ الشَّامِ بِهِمُ الْعَذَابُ

(مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۸۳)

یعنی ابدال شام میں ہوتے ہیں وہ چالیس مرد ہیں جب ان سے کسی کا انتقال ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی جگہ ایک قائم مقام کر دیتا ہے انہیں کی وجہ سے ابر لائے جاتے ہیں۔ انہیں کی بدولت دشمنوں پر نصرت دی جاتی ہے۔ انہیں کی برکت سے اہل شام سے عذاب دفع کئے جاتے ہیں۔

علامہ علی قاری رحمہ الباری نے مرقاة المفاتیح میں ایک حدیث ابن عساکر سے بروایت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کی ہے۔ اس میں ہے بہم یدفع البلاء عن هذه الامّة کہ ان کی برکت سے اس امت سے بلا دفع کی جاتی ہے اسی کو مولوی اسماعیل صاحب تفتوت الایمان میں شرک بتاتے ہیں۔ شرم شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار اوپر گزرے جن میں وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مصیبتوں اور بلاؤں سے پناہ دینے والا فرماتے ہیں۔

وَأَنْتَ مُجِيزٌ مِنْ هُجُومِ فَلَمَّةٍ إِذْ نَشَبَ فِي الْقَلْبِ شَرُّ الْمَخَالِبِ  
شاہ صاحب نے تو یہی فرمایا کہ بلاؤں کے ہجوم سے آپ پناہ دینے والے ہیں اور مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی تو تمام کائنات کی ہستی کو آپ کا طفیل بتاتے ہیں۔

طفیل آپ کے ہے کائنات کی ہستی بجا ہے کئے اگر تم کو مبد الامار

عجب نہیں تری خاطر سے تیری امت کے گناہ ہوویں قیامت کو طاعتوں میں شمار دیکھیں گے آپ کی امت کے جرم ایسے گراں کہ لاکھوں مغفرتیں کم سے کم پہ ہوں گی شمار (قصائد قاسمی)

تفتوت الایمان کے حکم سے مولوی قاسم صاحب اور شاہ ولی اللہ صاحب بھی مشرک اور تمام علماء وائمہ دین اور کل مومنین بھی مشرک۔ اس بد لگامی کی کچھ انتہا ہے اس پر بھی نادان اس باطل کتاب کو نہیں چھوڑتے اللہ تعالیٰ ہدایت فرمائے۔

بہر حال قرآن پاک کی آیات سے حدیث شریف سے اور خود پیشوایان وہابیہ کے کلام سے ثابت ہو گیا کہ محبوبان خدا باذن اللہ تعالیٰ اہل حاجت کو غنی کرتے ہیں فضل فرماتے ہیں نعمتیں دیتے ہیں بیماروں کو تندرست کرتے ہیں اندھوں کو بینا کرتے ہیں مردوں کو زندہ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی برکت سے مینہ برساتا ہے مقابلہ اعداء میں نصرت عطا فرماتا ہے۔ عذاب دفع کرتا ہے۔ وہ بلاؤں کے ہجوم سے پناہ دیتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خاطر سے امت کے گناہ معاف کئے جاتے ہیں آپ کے طفیل میں کائنات کو ہستی ملی۔ جب ایسا ہے تو اگر کسی نے غلام محی الدین، غلام معین الدین یا عبد النبی، عبد الرسول نام رکھ لیا اور یہ امید کی کہ ان مقبولان بارگاہ الہی کے ناموں کی برکت سے اللہ تعالیٰ کرم فرمائے گا۔ اور بچوں کو بلاؤں آبیوں سے محفوظ رکھے گا تو یہ بالکل آیات و احادیث کے مطابق ہے۔ اس کو شرک بتانا شرع مطہر سے انحراف اور مسلمانوں پر ظلم عظیم ہے۔

ناموں میں منقول ہونا تو بالاتفاق شرط نہیں کہ جو نام زمانہ اقدس یا زمانہ صحابہ میں مسلمانوں کے رکھے گئے وہ تو رکھے جائیں اور نیا کوئی نام نہ رکھا جائے ایسا ہو تو رشید احمد، خلیل احمد، اشرف علی، محمود حسن، احمد حسن، حسین احمد، مرتضیٰ وغیرہ یہ سب نام ناجائز ہو جائیں کہ زمانہ اقدس و زمانہ صحابہ میں ایسے نام نہیں پائے جاتے۔ اب اگر کوئی نام ناجائز ہو گا تو فساد معنی کی وجہ سے یعنی اس کے معنی ایسے ہوں جو شرعاً جائز نہیں تو یہ اچھی طرح



ثابت ہو چکا کہ عبد النبی، عبد الرسول، نبی بخش، غلام محی الدین وغیرہ ناموں میں کوئی ایسا نام نہیں جس کے معنی شرعاً درست نہ ہوں۔ بزرگوں کا باز نہ تعالیٰ نفع پہنچانا تندرستی دینا، شفا بخشنا، نعمتیں دینا، غنی کرنا وغیرہ خود قرآن و حدیث سے ثابت ہو چکا تو اب کسی نام کے جواز میں کچھ شبہ نہ رہا۔ البتہ عبد النبی وغیرہ ناموں میں ممکن ہے کہ کوئی وہابی لفظ عبد کا دھوکہ دے اس لئے معلوم ہونا چاہیے کہ لفظ عبد کا استعمال غلام خادم اور مطیع کے معنی میں بکثرت ہوتا ہے۔

قرآن پاک میں اللہ سبحانہ فرماتا ہے:

وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے غلاموں کو ہمارا عبد فرمایا۔ اگر عبد کا لفظ شرک ہوتا تو قرآن پاک میں کس طرح وارد ہو سکتا تھا۔ حدیث شریف میں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا۔ لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِي عَبْدِهِ وَلَا فَرَسِهِ صَدَقَةٌ يَعْنِي مُسْلِمَانِ بِرَأْسِهِمَا عِبْدٌ أَوْ فَرَسٌ گھوڑے میں زکوٰۃ نہیں۔ اس حدیث میں مسلمانوں کے غلام کو ان کا عبد فرمایا۔ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے منبر رسول اللہ ﷺ پر خطبہ فرماتے ہوئے اپنے آپ کو حضور اقدس ﷺ کا عبد و خادم فرمایا۔

عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ لَمَّا وَلِيَ عُمَرُ ابْنَ الْخَطَّابِ حَظَبَ النَّاسِ عَلَى مَنَبَرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي قَدْ عَلِمْتُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تُؤَيِّسُونَ مِنِّي شِدَّةً وَغِلْظَةً وَ ذَلِكَ إِنِّي كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكُنْتُ عَبْدَهُ وَخَادِمَهُ وَكَانَ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى بِالْمُؤْمِنِينَ رُؤُفٌ رَحِيمٌ

حضرت ابن مسیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے آپ نے منبر رسول اللہ ﷺ پر خطبہ فرمایا اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد حاضرین سے خطاب کر کے فرمایا میں جانتا ہوں کہ تم مجھ سے شدت و غلظت پاتے تھے۔ اس کا باعث یہ

تھا کہ حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تھا اور آپ کا عبد و خادم تھا اور آپ حسب ارشاد الہی مؤمنین پر رؤف و رحیم۔

اب قرآن و حدیث سے معلوم ہوا کہ لفظ عبد بمعنی خادم و مملوک شرع میں بکثرت مستعمل ہے اور اس لفظ کی اضافت بندگان خدا کی طرف قرآن و حدیث میں آئی ہے پھر اس کو شرک کہنا کس قدر ظلم ہے۔ ہاں اگر کوئی اپنے آپ کو حقیقتاً بندہ کا مملوک اور اس کو مالک حقیقی سمجھے تو بغیر عبد الرسول وغیرہ نام رکھے ہی مشرک ہے کہ یہ اعتقاد ہی سرے سے باطل و شرک۔ مگر مسلمان کے وہم میں بھی کبھی یہ وسوسہ نہیں نہیں گزرتا تاکہ خداوند عالم کے سوا کئی اور مالک مستقل یا متصرف بالذات ہے مسلمانوں پر یہ اہتمام نہایت قبیح ہے تو یہ ثابت ہوا کہ عبد النبی، علی بخش، حسین بخش، پیر بخش، سالار بخش غلام محی الدین، غلام معین الدین وغیرہ نام رکھنا شرک نہیں۔ اسی سلسلہ میں مولوی اسماعیل صاحب نے کسی کے نام کا جانور کرنا بھی شرک میں داخل کیا ہے اگر اس سے یہ مراد ہو کہ وقت ذبح جائے بسم اللہ اللہ اکبر کے غیر خدا کا نام لیا جائے تو یقیناً وہ ذبح ناجائز و حرام مگر مسلمانوں میں کہیں یہ دستور نہیں اور کوئی مسلمان ذبح کے وقت سوائے بسم اللہ اللہ اکبر کے اور کچھ نہیں کہتا اور کسی کا نام نہیں لیتا یہ مسلمانوں پر افتراء و بہتان ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ اور اگر یہ مراد ہے کہ لڑکے کے عقیقہ یا دوست کی ضیافت یا کسی بزرگ کے ایصال ثواب کے لئے کوئی جانور خریدا اور اس کو یہ کہا گیا کہ فلاں کے عقیقہ یا ضیافت یا فلاں بزرگ کے ثواب کے لئے اور اس کو بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ کر ذبح کیا گیا۔ وقت ذبح اللہ کے سوا کسی کا نام نہ لیا جب بھی شرک ہے تو یہ حکم شرک غلط و باطل ہے۔

تفسیر احمدی میں ہے:

وَمَا أَهْلٌ بِهِ لِيُغَيِّرَ اللَّهُ مَعْنَاهُ ذُبِحَ بِهِ لَاسْمَ غَيْرِ اللَّهِ مِثْلَ لَا تِ وَغَوْرَى وَأَسْمَاءَ الْأَنْبِيَاءِ وَغَيْرِ ذَلِكَ فَإِنْ أَفْرَدَ بِاسْمِ غَيْرِ اللَّهِ أَوْ ذَكَرَ مَعَ اسْمِ اللَّهِ عَظَمًا بَانَ يَقُولُ بِاسْمِ اللَّهِ وَمُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ بِالْحَرْزِ حَرَمَ الذَّبِيحَةِ وَإِنْ ذَكَرَ مَعَهُ لَا



مَعْظُوفًا بَأَن يَقُولَ بِاسْمِ اللَّهِ مُحَمَّدٍ رَسُولَ اللَّهِ كَرِهَ وَلَا يُحَرِّمُ وَإِنْ ذَكَرَ مَفْضُولًا بَأَن يَقُولَ قَبْلَ التَّسْمِيَةِ وَقَبْلَ أَنْ يَضْجَعَ الذَّبِيحَةَ وَبَعْدَهُ لَا بَأْسَ بِهِ هَكَذَا فِي الْهَدَايَةِ وَمِنْ هَهُنَا عَلِمَ أَنَّ الْبَقْرَةَ الْمَنْذُورَةَ لِلْأَوْلِيَاءِ كَمَا هُوَ الرَّسْمُ فِي زَمَانِنَا حَلَالٌ طَيِّبٌ لِأَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ اسْمَ غَيْرِ اللَّهِ عَلَيْهَا وَقَدْ الذَّبَحَ وَإِنْ كَانُوا يَنْذِرُونَهَا لَهُ.

یعنی مَا أَهْلٌ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ کے معنی یہ ہیں کہ جانور غیر خدا کے نام پر ذبح کیا جائے مثلاً لات اور عزى بتوں کے نام پر یا انبیاء علیہم السلام کے نام پر تو اگر تنہا غیر خدا کا نام لیا گیا یا غیر خدا کا نام خدا کے نام کے ساتھ عطف کر کے لیا گیا۔ مثلاً یہ کہہ کر بسم اللہ و محمد رسول اللہ جر کے ساتھ تو ذبیحہ حرام ہے اور اگر خدا کے نام کے ساتھ غیر کا نام ملا کر بے عطف لیا مثلاً ذبح کے وقت بسم اللہ اللہ اکبر پڑھا۔ اور اس سے پہلے یا جانور کو لٹانے سے پہلے یا ذبح کے بعد غیر کا نام لیا تو کچھ مضائقہ نہیں ایسا ہی ہدایہ میں ہے اور یہاں سے معلوم ہوا کہ جو گائے اولیاء کے لئے نذر کی جاتی ہے جیسا کہ ہمارے زمانہ میں رسم ہے وہ حلال طیب ہے۔ کیونکہ اس پر وقت ذبح غیر خدا کا نام نہ لیا گیا خواہ وہ اس کی ان کے لئے نذر کرتے ہیں۔

وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ۔

ترجمہ: اور نہیں مسلمان ہیں اکثر لوگ مگر شرک کرتے ہیں یعنی اکثر لوگ دعویٰ ایمان کا رکھتے ہیں سو وہ شرک میں گرفتار ہیں پھر آکر کوئی سمجھانے والا ان لوگوں سے کہے کہ تم دعویٰ ایمان کا رکھتے ہو اور افعال شرک کے کرتے ہو یہ دونوں راہیں ملائے دیتے ہو۔ اس کا جواب دیتے ہیں کہ ہم تو شرک نہیں کرتے بلکہ اپنا عقیدہ انبیاء و اولیاء کی جناب میں ظاہر کرتے ہیں۔ شرک جب ہوتا کہ ہم ان انبیاء و اولیاء کو پیروں شہیدوں کو اللہ کے برابر سمجھتے سو یوں تو ہم نہیں سمجھتے بلکہ ہم ان کو اللہ ہی کا بندہ جانتے ہیں اور اسی کا مخلوق اور یہ قدرت تصرف اسی نے ان کو بخشی ہے اس کی مرضی سے عالم میں تصرف کرتے ہیں

اور ان کا پکارنا عین اللہ ہی کا پکارنا ہے اور ان سے مدد مانگنی عین اسی سے مدد مانگنی ہے اور وہ لوگ اللہ کے پیارے ہیں جو چاہیں سو کریں اور اس کی جناب میں ہمارے سفارشی ہیں اور وکیل، ان کے ملنے سے خدا ملتا ہے اور ان کے پکارنے سے اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے اور جتنا ہم ان کو مانتے ہیں اتنا اللہ سے ہم نزدیک ہوتے ہیں اور اسی طرح کی خرافاتیں بکتے ہیں۔

(تقویت الایمان طبع مرکب کتبائیل پریس دہلی ص ۶۰۵)

مولوی اسماعیل صاحب اس عبارت میں مسلمانوں کو مشرک بتا رہے ہیں وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ کے تحت میں داخل کرتے ہیں۔ اور کوئی عذر نہیں سنتے سب کو خرافات بتاتے ہیں اور ان کی اس بات کو بھی نہیں مانتے کہ شرک جب ہوتا کہ ہم ان انبیاء و اولیاء کو پیروں شہیدوں کو اللہ کے برابر سمجھتے تو یوں تو ہم نہیں سمجھتے بلکہ ہم ان کو اللہ ہی کا بندہ جانتے ہیں۔ اور اسی کی مخلوق یعنی یہ اعتقاد بھی انہیں شرک سے نہیں بچاتا وہ ہر طرح مولوی اسماعیل کے نزدیک مشرک ہیں اور ان کے مذکورہ بالا تمام اعتقاد شرک معاذ اللہ۔

انصاف کیجئے کہ جو مسلمان یہ کہہ رہا ہے کہ ہم انبیاء و اولیاء کو پیروں شہیدوں کو اللہ کی برابر نہیں سمجھتے بلکہ اس کا بندہ اور اسی کی مخلوق جانتے ہیں وہ کیسے مشرک ہو گیا اس کا یہ اعتقاد تو بالکل قرآن و حدیث کے مطابق اور توحید کا اعلیٰ اعلان ہے۔ رد شرک کا یہ بہتر طریقہ ہے چنانچہ اسی لئے حضرت مسیح علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللَّهِ اَتَانِیَ الْکِتَابُ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا (سورۃ مریم)

کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی اور نبی کیا اسی طرح مسلمان کا یہ اعتقاد کہ انبیاء و اولیاء و شہداء کو قدرت تصرف اللہ تعالیٰ نے بخشی ہے اس کی مرضی سے عالم میں تصرف کرتے ہیں بالکل حق ہے۔ قرآن پاک میں حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد موجود ہے:



أَنِّي أَخْلُقُ لَكُمْ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَأَنْفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ وَأُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَأُخِي الْمَوْتَى بِإِذْنِ اللَّهِ وَأَنْتَبِّحُكُمْ بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدْخُلُونَ فِي بُيُوتِكُمْ۔

”یہ تمہارے لئے مٹی سے پرند کی سی صورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرند ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے اور میں شفا دیتا ہوں ماورِ زاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور میں مردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے اور جو اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو۔“ دیکھو یہ قدرت تصرف اللہ نے بخشی قرآن نے بتائی حضرت مسیح نے ظاہر فرمائی اسی کے ماننے والے کو مولوی اسماعیل مشرک کہتے ہیں۔ کیا تمام عالم کے وہابی مل کر اس کو مشرک ثابت کر سکتے ہیں ہاں قرآن پاک کی تعلیم کو شرک کہنے کی جرات کر جائیں جب تو اس اسماعیل مشرک کی حمایت کر سکتے ہیں ورنہ کسی طرح ممکن نہیں۔

ایسے ہی مسلمان کا یہ اعتقاد کہ اہل اللہ کو پکارنا عین اللہ ہی کو پکارنا ہے اور ان سے مدد مانگنی عین اسی سے مدد مانگنی ہے۔ بالکل صحیح اور شرع اسلام کے مطابق ہے اسی لئے نماز میں السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ کے ساتھ حضور کو ندا کرنا تعلیم کیا گیا۔ عثمان بن حنیف کی حدیث ہم اپنی اسی کتاب کے صفحہ ۴۱ میں اور حضرت ابن عمر اور حضرت علقمہ کی حدیثیں صفحہ ۴۳ میں نقل کر چکے ہیں اور بکثرت روایات نقل کی جا چکی ہیں۔ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ تفسیر عری میں فرماتے ہیں:

اگر التفات محض بجانب حق ست وادرا کیے از مظاہر عون دانستہ و نظریکار خانہ اسباب و حکمت او تعالیٰ در اس نمودہ بغیر استعانت ظاہری نماید دور از عرفان نخواہد بود و در شرع نیز جائز و رواست و انبیاء و اولیاء اس نوع استعانت بغیر کردہ اند در حقیقت اس نوع استعانت بغیر نیست بلکہ استعانت محض حق ست نہ از غیر۔

یعنی اگر التفات خاص حق تعالیٰ کی طرف ہو اور بندہ مقرب کو مدد الہی کا مظہر جان کر

اور اللہ تعالیٰ کے کارخانہ اسباب و حکمت پر نظر کر کے ظاہر اغیر سے استعانت کرے تو یہ عرفان سے دور نہ ہوگا اور شرع میں جائز و روا ہے اور انبیاء و اولیاء نے غیر سے اس طرح کی استعانت کی ہے اور درحقیقت اس طرح مدد مانگنا غیر سے نہیں بلکہ خدا ہی سے مدد مانگنا ہے۔ اب کہئے اسماعیل دین میں شاہ صاحب بھی مشرک ہوئے ان کی بات بھی خرافات ہوئی لا حول ولا قوۃ الا باللہ علی ہذا مسلمانوں کا یہ اعتقاد کہ انبیاء و اولیاء اللہ کے پیارے ہیں جو چاہیں سو کریں۔ اس کی جناب میں ہمارے سفارشی ہیں ان کے ملنے سے خدا ملتا ہے ان کے پکارنے سے اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ جتنا ہم ان کو مانتے ہیں اتنا اللہ سے نزدیک ہوتے ہیں۔ یہ سب اسلامی عقائد اور قرآن و حدیث کے مطابق ہیں اللہ کے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی فرمانبرداری و غلامی کرنے والے اللہ کے پیارے اور محبوب ہیں۔

قرآن پاک میں فرمایا: قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ فَرَمَادِجئے کہ اگر اللہ کو محبوب رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو تمہیں اللہ محبوب رکھے گا۔ پھر محبوبان خدا کے اختیارات جو بارگاہ الہی سے انہیں عطا ہوئے ان کی شمار کون کر سکے۔ حضور اقدس سید المحبوبین ﷺ نے فرمایا: قَدْ أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَوَاصِّ الْأَرْضِ مَجْھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا فرمادی گئیں۔ رواہ البخاری و المسلم عن عقبہ ابن عامر (کذا فی مشکوٰۃ صفحہ ۵۴) تفسیر بیضاوی میں فالْمَذَبَرَاتُ أَمْوَالُ کی تفسیر میں فرمایا: أَوْصَافُ الْقُوسِ الْفَاصِلَةِ حَالُ الْمَفَارِقَةِ فَانْهَاشْرُغْ عَنِ الْأَتْدَانِ عَزَقًا ائِی نَزْعًا شَدِيدًا مِّنْ أَعْرَاقِ النَّارِ فِی الْقُوسِ تَنْشِطُ اِلِی عَالَمِ الْمَلَكُوتِ وَتَسْبِخُ فِيْهِ فَتَسْقُ اِلِی حَضَارَةِ الْقُدْسِ فَتَنْصَبِرُ لَشَرَفِهَا وَفَوْقِهَا مِّنَ الْمَذَبَرَاتِ خِلَاصٌ: یہ کہ یہ قُوس فائدہ کی صفات ہیں جب وہ بدن سے جدا ہوتے ہیں اور عالم الملکوت کی طرف نکلتے اور اس میں شناورنی کر کے حضارِ قدس تک فائز ہو کر اپنے شرف و قوت سے مہربات میں سے جاتے ہیں۔ تفسیر روح البیان میں اسی مضمون کو ایک عمدہ پیرایہ میں بیان کر کے فرماتے ہیں:



فَتَذَبُرَ بِالْوُجُوعِ إِلَى الْكَثْرَةِ أَمْرَ الدَّعْوَةِ إِلَى الْحَقِّ وَالْهُدَايَةِ وَأَمْرَ النَّظَامِ فِي مَقَامِ التَّفْصِيلِ بَعْدَ الْجَمْعِ انْتَهَى ثُمَّ إِنَّ النَّفُوسَ الشَّرِيفَةَ لَا يَبْعُدُ أَنْ يَظْهَرَ مِنْهَا إِثَارٌ فِي هَذَا الْعَالَمِ سِوَاءَ كَانَتْ مُفَارِقَةً عَنِ الْأَبْدَانِ أَوْ لَا فَتَكُونُ مُدَبَّرَاتٍ

یعنی نفوس فاضلہ علائق بدنیہ سے مفارقت کے بعد بحار صفات میں شناوری کر کے مقام فنا فی الوحدة میں سابق ہوتے ہیں پھر کثرت کی طرف رجوع کر کے امر دعوت الی الحق و ہدایت اور مقام تفصیل میں امر نظام کی تدبیر کرتے ہیں اب سمجھئے ان کے اختیارات عالم کی تدبیر ان سے متعلق ہے پھر شفاعت میں تو صد ہا حدیثیں وارد ہیں اور اس مسئلہ کا بیان کسی قدر تفصیل سے انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب آتا ہے رہا یہ کہ ان محبوبان خدا کے ملنے سے خدا ملتا ہے یہ آیہ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ سے اور بکثرت آیات و احادیث سے ثابت اور ہر مومن کے نزدیک یقینی انبیاء و اولیاء کے پکارنے سے قرب حاصل ہونا اس کے متعلق مسئلہ نداء میں بکثرت نصوص ذکر کئے جا چکے ہیں ان انبیاء و اولیاء کے ماننے سے اللہ سے نزدیکی حاصل ہوتی ہے یہ مومن کا ایمان ہے مَا اَتَاكُمْ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا قرآن پاک میں ارشاد ہے جو رسول تمہارے پاس لائیں اس کو لو اور جس سے منع فرمائیں اس سے باز رہو۔ دوسری جگہ ارشاد ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ اٰلِیْمَانٍ وَالْوَاۤلِیْمَانِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ پر اس کے رسول پر کہئے یہ ماننا ہوا یا کچھ اور ایک آیت میں ارشاد ہے: اَطِيعُوا اللَّهَ وَاَطِيعُوا الرَّسُولَ وَاُولٰٓئِیْ الْاَمْرِ مِنْكُمْ اللّٰهُ کِی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو۔ اور اولی الامر کی اطاعت کرو۔ رسول پر ایمان لانا۔ فرض ایمان نہ لائے تو کافر، مگر مولوی اسماعیل صاحب کو اس پر بھی اعتراض ہے سمجھ میں نہیں آتا کہ اس شخص کا کیا مطلب ہے کیا لوگ رسول کو ماننا چھوڑ دیں ان سے ملنا ترک کریں یہ باتیں کس طرح شرک ہیں اور مسلمان ان عقیدوں سے کیسے مشرک ہو جاتا ہے قرآن و حدیث چھوڑ کر اپنے دل سے ایک نیا شرک گھڑ کر تمام مسلمانوں کو مشرک بنا ڈالا اور وہابیہ نے آنکھ میچ کر تقلید شروع کر دی۔

اس غضب کو تو دیکھئے کہ ان تمام ایمانی و قرآنی عقیدوں پر مسلمانوں کو مشرک ٹھہرایا اور دھوکہ دینے کے لئے قرآن پاک کی آیت وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمُ الْآیَةِ لکھ دی جو مشرکین اور بت پرستوں یا یہود و نصاریٰ وغیرہ کفار کے حق میں نازل ہوئی آیت کا ترجمہ بھی اسی پر دلالت کرتا ہے۔ اور تفاسیر میں بھی یہی بتایا گیا۔

تفسیر مدارک التنزیل میں ہے:

وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ فِي إِقْرَارِهِ بِاللَّهِ وَبِأَنَّهُ خَلَقَهُ وَخَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ إِلَّا وَهُوَ مُشْرِكٌ بِعِبَادَةِ الْوَتَنِ الْجَمْهُورُ عَلَى أَنَّهَا نَزَلَتْ فِي الْمُشْرِكِينَ لِأَنَّهُمْ مُقَرَّرُونَ بِأَنَّ اللَّهَ خَالِقُهُمْ وَرَازِقُهُمْ وَإِذَا حَزَبَهُمْ أَمْرٌ شَدِيدٌ دَعَا اللَّهَ وَمَعَ ذَلِكَ يُشْرِكُونَ بِهِ غَيْرَهُ۔ (مدارک جلد ثالث ص ۴۹)

خلاصہ یہ کہ وہ (مشرکین) اللہ تعالیٰ اور اس کی خالقیت اور اس کے آسمان و زمین پیدا کرنے کے اقرار سے مومن نہیں ہو گئے وہ بت پرستی کی وجہ سے مشرک ہیں۔ جمہور اس پر ہے کہ یہ آیت مشرکین کے حق میں نازل ہوئی جو اللہ تعالیٰ اور اس کی خالقیت و رازقیت کے مقرر ہیں اور مصیبت کے وقت اس کو پکارتے بھی ہیں مگر باوجود اس کے غیروں کو اس کا شریک کرتے ہیں۔

تفسیر میں صاف بتا دیا گیا کہ آیت مشرکین کے حق میں ہے کس قدر ظلم ہے کہ مولوی اسماعیل نے اس آیت کا مصداق مسلمانوں کو ٹھہرایا اور جو حکم قرآن پاک نے مشرکین کے حق میں فرمایا تھا وہ مسلمانوں پر لگایا یہ خوارج کا طریقہ ہے۔ بخاری شریف میں ہے:

كَانَ ابْنُ عَمْرٍو رَأَى هُمْ شَرَّارَ خَلْقِ اللَّهِ وَقَالَ إِنَّهُمْ انْطَلَقُوا إِلَى آيَاتِ نَزَلَتْ فِي الْكُفَّارِ فَجَعَلُوا هَا عَلَى الْمُؤْمِنِينَ (بخاری شریف مطبوعہ احمدی ص ۱۰۲۴)

یعنی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما خارجیوں کو بدترین خلق جانتے تھے اور فرماتے تھے کہ جو آیتیں کفار کے حق میں نازل ہوئیں یہ ان کو مسلمانوں پر چسپاں کرنے لگے۔



مولوی اسماعیل نے اپنی تمام کتاب میں خوارج کے اس طریقہ پر عمل کیا ہے اور وہابیہ کا یہ شیوہ ہی ہو گیا ہے۔ درحقیقت وہابیہ خوارج کی ایک شاخ ہیں۔ جیسا علامہ ابن مابدین شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ردالمحتار میں فرمایا۔

كَمَا وَقَعَ فِي زَمَانَا فِي اتِّبَاعِ عَبْدِ الْوَهَّابِ الَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ نَجْدٍ وَتَغَلَّبُوا عَلَى الْحَرَمَيْنِ وَكَانُوا يَنْتَحِلُونَ مَذْهَبَ الْحَنَابِلَةِ لَكِنَّهُمْ اعْتَقَدُوا أَنََّّهُمْ هُمُ الْمُسْلِمُونَ وَأَنَّ مَنْ خَالَفَ اعْتِقَادَهُمْ مُشْرِكٌ وَاسْتَبَاحُوا بِذَلِكَ قَتْلَ أَهْلِ الشُّنَّةِ وَقَتْلَ عُلَمَائِهِمْ حَتَّى كَثُرَ اللَّهُ تَعَالَى شَوْكَتُهُمْ وَخَرَّبَ بِلَادَهُمْ وَطَفَّرَ بِهِمْ عَسَاكِرُ الْمُسْلِمِينَ عَامَ ثَلَاثٍ وَثَلَاثِينَ وَمِائَتَيْنِ وَآلْفٍ (رد المحتار ج ۳ ص ۳۱۹)

یعنی جیسا ہمارے زمانہ میں واقع ہوا عبدالوہاب کے متبعین میں جنہوں نے نجد سے خروج کر کے حرمین طہیں تغلب کیا اور وہ حنبلی مذہب بنتے تھے۔ لیکن درحقیقت ان کا اعتقاد یہ تھا کہ فقط وہی مسلمان ہیں اور جو کوئی بھی ان کے اعتقاد کا مخالف ہے وہ مشرک ہے اسی وجہ سے انہوں نے اہل سنت اور ان کے علماء کے قتل کو مباح کیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شوکت توڑی اور ان کے شرور پر ان کے اور مسلمانوں کے لشکروں کو ۱۲۳۳ھ میں ان پر فتح یاب فرمایا۔

مولوی اسماعیل دہلوی ہندوستان میں نجدی دین کے مبلغین کے سرخیل اور میر لشکر ہیں انہوں نے بھی شیخ نجدی کے اتباع میں یہی کوشش کی ہے کہ تمام عالم کے مسلمانوں کو مشرک قرار دے ڈالیں۔ تاکہ مسلمانوں کو قتل کر کے ان کے اموال کو لوٹنے کا حیلہ مل جائے۔

مولوی اسماعیل تو یہ تک بھی کر چکے ہیں اور جہاد کے نام سے مسلمانوں کے قتل و غارت کے لئے انہوں نے ہنگامہ آرائی کی مگر وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں ہلاک کیا۔

اس عالم سے کوئی پوچھے کہ انبیاء کے شفیع جاننے والے کو تو مشرک و بت پرست کہتا ہے تو بے دین بت کس کو بتاتا ہے سَوَّدَ اللَّهُ وَجْهَكَ خدا کا غضب کہ یہ بے دین اپنے جوش تعصب میں مسلمانوں کو انبیاء و اولیاء کے ماننے سے مشرک ٹھہراتا ہے تو کیا خود انبیاء کو نہیں مانتا۔ اگر ایسا ہے تو کافر ہوا کہ انبیاء کا ماننا مومن ہونے کے لئے ضرور حدیث شریف میں حضور اقدس ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جواب میں فرمایا جبکہ انہوں نے دریافت کیا تھا کہ ایمان کیا ہے۔

أَنْ تُؤْمِنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۱)

یعنی ایمان یہ ہے کہ تو اللہ کو مانے اس کے ملائکہ کو مانے اس کی کتابوں کو مانے اس کے رسولوں کو مانے روز آخر یعنی قیامت کو مانے اور برے بھلے کو تقدیر سے مانے۔ اس سے معلوم ہوا کہ رسولوں کو ماننا تو مومن ہونے کے لئے ضروری ہے جو نہ مانے وہ مومن نہیں لہذا اگر اسماعیل انبیاء کو نہ مانے تو کافر اور مانے تو اپنی تحریر سے مشرک یہ وہ مشرک ہے جس سے اسماعیل بھی نہ بچا اور اس کے تمام معتقدین کا بھی یہی حال ہوا قرآن پاک کی آیات کو خلاف محل لکھنے کا یہی انجام ہونا چاہیے اسی مدعائے باطل کے لئے مولوی اسماعیل صاحب نے دوسری آیت لکھی اور اس کا غلط مطلب بیان کر کے دنیا کو دھوکہ دیا ہے۔

(ملاحظہ ہو:)

وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هَؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ۔ اور پوجتے ہیں ورے اللہ کے ایسی چیز کو کہ نہ کچھ فائدہ دیوے ان کو نہ کچھ نقصان اور کہتے ہیں یہ لوگ ہمارے سفارشی ہیں اللہ کے پاس الٰح (اس ترجمہ کے بعد (ف) لکھ کر مطلب یہ بتایا ہے) یعنی جن اس کو لوگ پکارتے ہیں ان کو اللہ نے کچھ قدرت نہیں دی نہ

لفظ جن کو تقویت الایمان مطبوعہ فاروقی دہلی سے نقل کیا گیا مرکشائل پریس کی چھپی ہوئی تقویت الایمان میں اس کی جگہ لفظ جو غلطی کاتب سے چھپ گیا ہے لہذا وہ نہ لیا گیا۔ (حاشیہ صفحہ نمبر)



فائدہ پہنچانے کی نہ نقصان کر دینے کی اور یہ جو کہتے ہیں کہ یہ ہمارے سفارشی ہیں اللہ کے پاس سو یہ بات اللہ نے تو نہیں بتائی پھر کیا تم اللہ سے زیادہ خبردار ہو سو اس کو بتاتے ہو جو وہ نہیں جانتا اس آیت سے معلوم ہوا کہ تمام آسمان و زمین میں کوئی کسی کا ایسا سفارشی نہیں ہے کہ اس کو مانے اور اس کو پکارے تو کچھ فائدہ یا نقصان پہنچے۔

قرآن پاک کی آیت لکھ کر صاحب تقویت الایمان نے مطلب غلط بیان کیا کہ یعنی جن کو لوگ پکارتے ہیں۔ آیت کے کس لفظ کا ترجمہ ہے آیت میں۔

وَيَعْبُدُونَ هُوَ وَيُنَادُونَ هُوَ خود ترجمہ میں لکھا (اور پوجتے ہیں) اور مطلب میں پوجنے کا پکارنا بنا دیا۔ کیا چالاکی ہے، کیسی تحریف ہے بات یہ ہے کہ اگر پوجنے کو پکارنے سے بدلتا۔ تو مسلمانوں کو مشرک کہنے کا موقع نہ ملتا صاف آیت کا ترجمہ بتا رہا تھا کہ یہ آیت مشرکین کے حق میں ہے جو خدا کے سوا مخلوق کو پوجتے ہیں وہ انہیں نہ نفع دے سکتے ہیں۔ نہ ضرر اور وہ ان کے خدا کے یہاں شفع بھی نہیں تو پوجنا ہر طرح باطل ہے۔ اس آیت میں بت پرستی کا حماقت ہونا اور بتوں کا محض بے نفع و ضرر ہونا بیان کیا گیا ہے یہ مسلمانوں پر اور انبیاء و اولیاء پر کسی طرح چسپاں ہو ہی نہیں سکتی تھی اس لئے صاحب تقویت الایمان نے آیت کے معنی کو بگاڑا اور پوجنے کو پکارنا بنایا تاکہ مسلمانوں پر شرک کا حکم لگائے اور مقربان بارگاہ الہی کی شفاعت اور خدا داد اختیارات کا انکار کرے باوجودیکہ اہل اللہ کو پکارنا ندا کرنا اور ان کا باذن الہی امداد فرمانا نفع پہنچانا اور بارگاہ الہی میں شفع ہونا آیات و احادیث سے ثابت ہے۔ مسئلہ نہ اہم بہ تفصیل ذکر کر چکے ہیں۔ اور اہل اللہ کے خدا داد اختیارات بھی قرآن و حدیث سے ثابت کئے گئے ہیں۔ حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا باذن تعالیٰ مردے جلانا بیماروں کو تندرست کرنا۔ اندھوں کو بینا کر دینا۔ یہود کا حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکت سے اپنے اعدا پر فتح و ظفر طلب کرنا اور کامیاب ہونا یہ سب قرآن پاک سے ثابت ہو چکا ہے چہل ابدال کے صدقہ میں بارشیں ہونا روزی دیا جانا۔ اعدا پر مظفر کیا جانا۔ کوئی چیز گم جائے یا کوئی مدد درکار ہو تو اَعِثُوْنِیْ یَا عِبَادَ اللّٰہِ کہہ کر بندگان خدا کو ندا کرنا اور ان سے مدد چاہنا اور ان کا حاجت روائی کرنا اور

نفع پہنچانا سب احادیث سے ذکر کیا جا چکا۔ اس سب کا انکار کرنے کے لئے مولوی اسماعیل نے آیت کے معنی کو بدلا آیت شریفہ میں یہ بتایا گیا کہ بت محض بے اختیار ہیں وہ کوئی نفع ضرر نہیں پہنچا سکتے اور بارگاہ الہی میں شافع بھی نہیں ہو سکتے کیونکہ شافع تو محبوب ہو سکتے ہیں نہ مغضوب اور بت تو مغضوب ہیں قرآن پاک میں فرمایا گیا: اَنْتُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ حَصْبُ جَهَنَّمَ<sup>۱</sup> یعنی اے بت پرستو تم اور وہ چیزیں جنہیں تم خدا کو چھوڑ کر پوجتے ہو جہنم کا ایندھن ہیں۔ تو جو جہنم کا ایندھن ہے وہ شفاعت کیا کرے گا اس کو شفع جاننا یقیناً باطل۔ مگر مولوی اسماعیل صاحب نے یہ غضب کیا کہ قرآن پاک نے بتوں اور مغضوبوں اور جہنمیوں پر جو حکم دیا تھا وہ اللہ تعالیٰ کے محبوبوں مقربوں اولیاء و انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر لگایا اور یہ کہہ دیا کہ۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ تمام آسمان اور زمین میں کوئی کسی کا ایسا سفارشی نہیں کہ اس کو مانے اور اس کو پکارے تو کچھ فائدہ یا نقصان پہنچے۔

اب انصاف کیجئے کہ یہ تعمیم قرآن پاک کے کون سے لفظ سے مستفاد ہوئی ہے کہ کوئی کسی کا ایسا سفارشی نہیں ہے اس آیت کے معنی میں یہ دوسری تحریف ہے آیت میں تو بتوں کی شفاعت کا انکار ہے۔ خود تقویت الایمان میں جو ترجمہ کیا گیا ہے اس سے بھی یہی ظاہر ہے چنانچہ لکھا ہے کہ (یہ لوگ ہمارے سفارشی ہیں) اس میں یہ کہاں ہے کہ تمام آسمان و زمین میں کوئی کسی کا ایسا سفارشی نہیں یہ قرآن پاک پر افترا ہے خدا پر بہتان ہے۔ کتاب الہی کی مخالفت ہے اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے: مَنْ ذَٰلَ الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہُ اِلَّا بِاِذْنِہِ وہ کون ہے جو اس کو یہاں سفارش کرے بے اس کے حکم کے اس آیت میں بتوں کی شفاعت کا انکار اور محبوبان خدا کی شفاعت کا اثبات ہے۔

۱۔ جس طرح مذکورہ بالا آیات میں جہاں بتوں کا ذکر ہے اس سے وہابیہ نے انبیاء و اولیاء علیہم السلام مراد لئے خیر گزری کہ اس آیت میں وما تعبدون سے انبیاء علیہم السلام مواد نہ لئے ورنہ اس بے قیدی کے زمانہ میں کوئی ان کا کیا کر لیتا۔



تفسیر خازن میں ہے:

وَالْمَعْنَى لَا يَشْفَعُ عِنْدَهُ أَحَدٌ إِلَّا بِأَمْرِهِ وَارَادَتْهُ وَ ذَلِكَ لِأَنَّ الْمُشْرِكِينَ زَعَمُوا أَنَّ الْأَصْنَامَ تَشْفَعُ لَهُمْ فَأَخْبَرَانَهُ لَا شَفَاعَةَ لِأَحَدٍ عِنْدَهُ إِلَّا مَا اسْتَشْنَاهُ بِقَوْلِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ يُرِيدُ بِذَلِكَ شَفَاعَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ شَفَاعَةَ بَعْضِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمَلَائِكَةِ وَ شَفَاعَةَ الْمُؤْمِنِينَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ - (تفسیر خازن جلد اول صفحہ ۱۳۱)

یعنی آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے یہاں بغیر اس کے امر و ارادہ کے کوئی شفاعت نہ کرے گا یہ اس لئے کہ مشرکین کا گمان تھا کہ بت ان کی شفاعت کریں گے تو اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں کسی کی شفاعت نہیں سوائے ان کے جن کو اللہ تعالیٰ نے الا یاذنبہ کے ساتھ مستثنیٰ فرمایا اور اس سے حضور اقدس نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت اور مومنین کی شفاعت مراد ہے۔

تفسیر روح البیان میں ہے:

فِي التَّأْوِيلَاتِ التَّجَمُّعُ هَذَا الْإِسْتِثْنَاءُ رَاجِعٌ إِلَى النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ لِأَنَّ اللَّهَ قَدْ وَعَدَهُ الْمَقَامَ الْمُحْمُودَ وَهُوَ الشَّفَاعَةُ فَالْمَعْنَى مَنْ ذَ الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ إِلَّا عَبْدُهُ مُحَمَّدٌ فَإِنَّهُ مَا ذُوٌّ مَوْعُودٌ يَعِينُهُ الْأَنْبِيَاءُ بِالشَّفَاعَةِ -

(تفسیر روح البیان جلد اول صفحہ ۲۷۲)

تاویلات نجمیہ میں ہے کہ یہ استثناء حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف راجع ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے مقام محمود کا وعدہ فرمایا اور وہ شفاعت ہے تو معنی یہ ہیں کہ کون ہے کہ روز قیامت اللہ کے حضور شفاعت کرے سوائے اس کے پیارے بندے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کہ آپ باذن ہیں آپ کو اذن دیا گیا ہے آپ سے وعدہ کیا گیا ہے اور انبیاء شفاعت میں آپ کے معین ہوں گے قرآن پاک میں بتوں کی شفاعت کا ابطال اور محبوبان خدا کی شفاعت کا اثبات ہے اور صد ہا احادیث اس مضمون میں وارد ہیں مگر صاحب تفویت الایمان سب کو چھوڑ کر انبیاء کی شفاعت کے انکار پر اڑا

ہوا ہے اور شفاعت انبیاء کو بے فائدہ بتاتا ہے۔ قرآن و حدیث سے اس کو کس قدر مخالفت اور کتنی ضد ہے پھر جو آیت مشرکین اور بتوں کے حق میں تھی اس کو مومنین اور محبوبان خدا پر ڈھالنا بھی خارجیوں کا طریقہ ہے۔

مولوی اسماعیل صاحب کا یہ قول ”کہ تمام زمین و آسمان میں کوئی کسی کا ایسا سفارشی نہیں ہے کہ اس کو مانے اور اس کو پکارے تو کچھ فائدہ یا نقصان پہنچے۔ یہ قرآن پاک پر بہتان ہے اللہ تعالیٰ پر افترا ہے۔ قرآن و حدیث میں یہ کہیں نہیں فرمایا گیا۔ اس جرات و دلیری کو دیکھئے کہ قرآن شریف پر بہتان اٹھا دیا۔ شرح فقہ اکبر ملا علی قاری صفحہ ۱۹۳ میں ہے لَيْسَ شَيْءٌ مِنَ الْعَصِيَانِ اعْظَمَ مِنَ الْبُهْتَانِ کہ کوئی گناہ بہتان سے بڑھ کر نہیں ہے اور بہتان بھی خدا پر العیاذ باللہ تعالیٰ انکار شفاعت کا عقیدہ فاسدہ وہابیہ نے فرقہ ضالہ معتزلہ سے لیا ہے چنانچہ ملا علی قاری علیہ الرحمتہ شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۹۰ میں فرماتے ہیں۔

وَتَقْيِيدُ الْمُعْتَزِلَةِ تِلْكَ الشَّفَاعَةُ بِرَفْعِ الدَّرَجَاتِ يَأْتِي تَخْصِيصَهُ لِأَهْلِ الْكُفَّارِ وَعِنْدَهُمْ لَمَّا امْتَنَعَ الْعَفْوُ فَلَا فَايِدَةَ فِي الشَّفَاعَةِ وَاسْتَدْلُوا بِقَوْلِهِ تَعَالَى فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ مَعَ أَنَّ الْآيَةَ فِي الْكُفَّارِ بِاجْمَاعِ الْمُفْسِّرِينَ عَلَى أَنَّ أَصْحَابَنَا اسْتَدْلُوا بِهَذِهِ الْآيَةِ عَلَى ثُبُوتِ الشَّفَاعَةِ لِلْمُؤْمِنِينَ لِأَنَّهُ ذَكَرَ ذَلِكَ فِي مَعْرُضِ التَّهْدِيدِ لِلْكَفَّارِ وَلَوْ كَانَ لَا شَفَاعَةَ لِغَيْرِ الْكَفَّارِ انْصَالِمٌ يَكُنْ لِتَخْصِيصِ الْكُفَّارِ بِالذِّكْرِ فِي خَالَ تَقْيِيحِ أَمْرِهِمْ مَعْنَى يَعْنِي مُعْتَزِلَةَ كَأَنَّ شَفَاعَتَهُمْ فِي رَفْعِ دَرَجَاتٍ كِي قِيدِ لَغَا أَهْلُ الْكِبَارِ كِي تَخْصِيصِ كِي خِلَافِ هِيَ أَوْ مُعْتَزِلَةَ كِي خِلَالِ فِي چُونَكِ اللّٰهُ تَعَالٰی گناہ معاف نہیں کر سکتا اس لئے شفاعت بے فائدہ ہے وہ آیت فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ کو اپنی دلیل بناتے ہیں اور باوجودیکہ تمام مفسرین کا اجماع ہے کہ یہ آیت کفار کے حق میں ہے علاوہ بریں ہمارے حضرات نے اسی آیت سے مومنین کے لئے شفاعت کے ثابت ہونے پر استدلال فرمایا ہے کیونکہ یہ تہدید کفار کا مقام ہے اگر غیر کفار کی بھی شفاعت نہ ہو تو کفار کی تخصیص کوئی معنی نہ رکھے گی۔

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ صاحب تفویت الایمان نے گمراہی کا یہ سبق فرقہ



معتزلہ سے سیکھا اور جس طرح انہوں نے وہ آیت جو کفار کے حق میں نازل ہے مومنین پر چپکائی اسی طرح انہوں نے وہ آیتیں جن میں کفار کی بد نصیبی کا ذکر ہے مسلمانوں پر چسپاں کیں۔ البتہ معتزلہ سے اتنے اور آگے بڑھ گئے کہ انہوں نے صرف اہل کبار کے عفو جرم کی نفی کے لئے شفاعت کا انکار کیا تھا اور رفع درجات کے حق میں شفاعت کے قائل تھے انہوں نے اتنا بھی گوارا نہ کیا اور مطلقاً شفاعت کے لئے کوئی گنجائش نہ رکھی۔ صاف کہہ دیا کہ تمام آسمان و زمین میں کوئی کسی کا ایسا سفارشی نہیں ہے کہ اس کو مانے اور اس کو پکارے تو کچھ فائدہ یا نقصان پہنچے۔ ان کا نمبر گواہی میں معتزلہ سے بڑھا دیا۔

یہاں تو صرف یہ دکھانا ہے کہ صاحب تقویت الایمان مسلمانوں کو مشرک بنانے کے لئے قرآن پاک کے معانی میں کیسی کیسی تحریفیں کر رہا ہے اور خدائے تعالیٰ پر کیسے کیسے افتراء اٹھا رہا ہے شفاعت کا مسئلہ تو انشاء اللہ العزیز آئندہ شرح و وسط سے ذکر کیا جائے گا۔ مولوی اسماعیل صاحب نے اس آیت کے مطلب میں یہ بھی لکھا ہے کہ اللہ نے ان کو کچھ قدرت نہیں دی باوجودیکہ آیت میں لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ ہے جس کے معنی ہیں کہ وہ نہ نقصان پہنچائیں نہ نفع یعنی بذات نفع نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ اور جو بالذات نفع نقصان نہ پہنچا سکے۔ وہ ہرگز معبود و مستحق عبادت نہیں ہو سکتا اس کے یہ معنی نہیں کہ کسی طرح ان سے نفع و نقصان متصور ہی نہیں۔ کیونکہ اگر کسی سے نفع یا نقصان پہنچے مگر وہ بالذات نہ پہنچا سکے بلکہ اس میں وہ حضرت قادر مطلق کا محتاج ہو تو وہ معبود نہیں ہو سکتا اس لئے نفی نفع و ضرر بالذات کی ہے ورنہ نفع و ضرر باعتبار سبب تو خود قرآن کریم نے بتوں کے لئے ثابت فرمایا ہے۔ يَدْعُوا لِمَنْ ضَرُّهُ أَقْرَبُ مِنْ نَفْعِهِ چنانچہ جمل حاشیہ جلائین میں ہے

وَنَفَى الضَّرَّ وَالنَّفْعَ هُنَا عَنِ الْأَصْنَامِ بِاعْتِبَارِ الذَّاتِ وَاثْبَاتِهَا لَهَا فِي الْحَجِّ فِي قَوْلِهِ يَدْعُوا لِمَنْ ضَرُّهُ أَقْرَبُ مِنْ نَفْعِهِ بِاعْتِبَارِ السَّبَبِ۔ (جمل جلد ۲ صفحہ ۴۰۲)

غرض کہ صاحب تقویت الایمان نے آیت کے معنی میں طرح طرح کی غلطیاں کی

ہیں۔

اس آیت کے ترجمہ اور مطلب میں مولوی اسماعیل صاحب نے اور بھی کئی غلطیاں کی ہیں کہاں تک شمار کرائی جائیں اس کے بعد آیہ کریمہ نقل کرتے ہیں۔

وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَى إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِي مَا هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ كَاذِبٌ كَفَّارٌ۔

(تقویت الایمان صفحہ ۷)

ترجمہ: اور جو لوگ ٹھہراتے ہیں ورے اللہ کے اور حمایتی کہتے ہیں پوجتے ہیں ہم ان کو سو اسی لئے کہ نزدیک کر دیں ہم کو اللہ کی طرف مرتبہ میں بیشک اللہ حکم کرے گا ان میں اس چیز میں کہ اختلاف ڈالتے ہیں۔ بیشک اللہ راہ نہیں دیتا جھوٹے ناشکر کو۔

یہ آیت کریمہ بھی کفار کے حق میں نازل ہوئی اور بتوں کی پرستش میں جو ان کے باطل عذر تھے اس میں ان کا ابطال کیا گیا اس کو مسلمانوں پر ڈھالنا اور بتوں کی بجائے بزرگان اسلام کے ساتھ توسل و شفاعت کو شرک قرار دینا قرآن پاک کی تحریف اور اللہ تعالیٰ پر افتراء اور خارجیوں کی تقلید ہے صاحب تقویت الایمان اس کا عادی ہو گیا وہ ہر جگہ یہی فریب کاری کر کے مسلمانوں کو مشرک بناتا ہے تمام تفاسیر میں اس آیت کو کفار کے حق میں نازل بتایا ہے۔ جلالین میں ہے۔

وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ (الْأَصْنَامَ) أَوْلِيَاءَ وَهُمْ كُفَّارٌ مَكَّةَ۔

وہابیہ کے سردار مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے اپنے ترجمہ میں اس آیت کے شان نزول میں لکھا ہے۔

جبیر ابن عباس سے اس آیت کے بارے میں نقل کرتے ہیں کہ یہ آیت تین قبیلوں عامر اور کنانہ اور بنی سلمہ کے حق میں نازل ہوئی ہے جو بتوں کو پوجتے اور فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے۔

(ترجمہ اشرف علی ص ۵۰۳)



اس غضب کا کیا ٹھکانا کہ جو آیت بت پوجنے والوں کے حق میں نازل ہو وہ مومنین پر چپکانی جائے اس کے بعد تقویت الایمان میں ایک اور آیت لکھی ہے۔  
جو مع ترجمہ نقل کی جاتی ہے۔

قُلْ مَنْ بِيَدِهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ يُجِيزُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ  
سَيَقُولُونَ لِلَّهِ قُلْ فَأَنَّى تُسْحَرُونَ۔ (تقویت الایمان صفحہ ۸)

ترجمہ: کہہ کون ہے وہ شخص کہ اس کے ہاتھ میں ہے تصرف ہر چیز کا اور وہ حمایت کرتا ہے اور اس کے مقابل کوئی حمایت نہیں کر سکتا جو تم جانتے ہو سو وہی کہہ دیں گے کہ اللہ ہے کہ پھر کہاں سے خبطی ہو جاتے ہیں۔ (تقویت الایمان ص ۸)

صاحب تقویت الایمان کا خود اپنا ترجمہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ ہر چیز کا تصرف اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے ہاتھ میں نہیں اس قادر حکیم کے سوا کوئی بالذات متصرف نہیں وہ حمایت کرتا ہے اور اس کے مقابل کوئی حمایت نہیں کر سکتا یعنی جسے وہ ذلیل و خوار کرے اس کو کوئی عزت و آسائش نہیں دے سکتا اب یہ دیکھنا ہے کہ مولوی اسماعیل صاحب نے خود اپنے ترجمہ کا کہاں تک لحاظ کیا اور اس آیت سے جو نتیجے انہوں نے نکالے۔ ترجمہ ان کی کہاں تک تائید کرتا ہے اب وہ نتیجے ملاحظہ کیجئے۔

(۱) اوروں کو ماننا محض خطبہ ہے۔

(۲) اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ صاحب نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی اور کوئی کسی کی حمایت نہیں کر سکتا۔

(۳) یہ بھی معلوم ہوا کہ پیغمبر خدا کے وقت کافر بھی اپنے بتوں کو اللہ کی برابر نہیں جانتے تھے بلکہ اسی کا مخلوق اور اسی کا بندہ سمجھتے تھے۔

(۴) یہی پکارنا اور فتیس مانی اور نذر و نیاز کرنی اور ان کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا یہی ان کا کفر و شرک تھا۔

(۵) جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے سو ابو جہل

اور وہ شرک میں برابر ہے۔

اب اس کے متعلق آپ غور کیجئے۔ (۱) اوروں کا ماننا محض خطبہ ہے۔ اس جملہ کا صاف مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا انبیاء و مرسلین و اولیاء و صحابہ تابعین و غیر ہم سب سے قطع تعلق کر دے چنانچہ تقویت الایمان صفحہ ۱۶ میں لکھا ہے کہ جتنے پیغمبر آئے سو وہ اللہ کی طرف سے یہی حکم لائے ہیں کہ اللہ کو مانے۔ اور اس کے سوا کسی کو نہ مانے۔ صفحہ ۲۰ میں لکھا ہے۔ اللہ کے سوا کسی کو نہ مان۔

اسماعیل صاحب کے کلاموں کا حاصل یہ ہے کہ نہ انبیاء کو مانو نہ مرسلین کو نہ فرشتوں کو نہ جنت و دوزخ کو تمام ایمانیات ہی سے منکر ہو بیٹھو۔ پھر غضب یہ کہ پیغمبروں پر افتراء کر دیا کہ جتنے پیغمبر آئے۔ وہ اللہ کی طرف سے یہی حکم لائے کہ اللہ کو مانے اور اس کے سوا کسی کو نہ مانے۔ یا جو دیکھ قرآن کریم میں صاف ارشاد ہو رہا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي نَزَّلَ عَلَى رَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي أَنزَلَ مِنْ قَبْلُ وَمَنْ يَكْفُرْ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا (المحمت رابع آخر)

ترجمہ: اے ایمان والو ایمان رکھو اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس کی کتاب پر جو اس نے اپنے رسول پر نازل فرمائی اور اس کتاب پر جو پہلے نازل فرمائی اور جو نہ مانے اللہ اور اس کے فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں اور قیامت کو تو وہ ضرور دوری گمراہی میں پڑا۔

اس آیت کریمہ میں اللہ کو اور رسولوں کو اور کتابوں کو اور قیامت کو ماننے کا حکم دیا اور جو نہ مانے اس کو انتہا کا گمراہ (کافر) فرمایا۔ مگر مولوی اسماعیل صاحب قرآن پاک کے خلاف کہتے ہیں کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ مانو۔ اور پھر یہ طوفان بکنا کہ ہر رسول یہی حکم لایا۔

وہابیوں میں کوئی ہے جو بتائے کہ کون رسول یہ حکم لائے۔ جو شخص خدا و رسول پر بہتان اٹھائے اس سے بڑھ کر کون گمراہ ہو گا۔ پھر خود اس نے یہ کتاب تقویت الایمان کیوں تحریر کی اس کو کون مانے کا جب خدا کے سوا اور کا ماننا شرک ہے تو اسماعیل اور تقویت الایمان



کا ماننا کب جائز یہ بھی تو شرک ہو گا۔ جو لوگ مولوی اسماعیل اور تفویت الایمان کو مانتے ہیں اور ایمان کی درستی کے لئے اکسیر اعظم جانتے ہیں وہ سب تفویت الایمان کے اس حکم سے مشرک ہوئے۔

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ خدا کے سوا اور کسی کو نہ ماننے کا مطلب یہ ہے کہ اور کسی کو قادر متصرف بالذات نہ مانے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو عبارت میں اس پر دلالت نہیں علاوہ بریں یہ خود تفویت الایمان کی تصریح کے خلاف ہے چنانچہ اس میں ہے:

پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی قوت بخشی ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ (تفویت الایمان ص ۱۱)

اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے بھی اگر انبیاء اولیاء کے لئے قدرت تصرف مانے جب بھی شرک تو یہ توجیہ بھی درست نہیں بیٹھتی اور اگر کوئی یہ کہے کہ یہ مطلب ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو معبود نہ مانے تو یہ بات بھی تفویت الایمان کی عبارت سے نہیں سمجھی جاتی بلکہ اس سے اس کے خلاف ثابت ہے ملاحظہ ہو تفویت الایمان۔

سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کا اللہ کا بندہ مخلوق ہی سمجھے سو ابو جہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔ (تفویت ایمان ص ۸)

اس عبارت نے واضح کر دیا کہ صاحب تفویت الایمان کے نزدیک مشرک ہونے کے لئے کسی کو خدا یا معبود ماننا بھی ضرور نہیں بلکہ اللہ کا عابد بندہ اور مخلوق جانے جب بھی ابو جہل کی برابر مشرک ہو جاتا ہے۔

یہ توجیہ بھی بیکار گئی اور نتیجہ وہی رہا کہ خدا کے سوا کسی کو ماننا صاحب تفویت الایمان کے نزدیک درست نہیں خواہ اس کو معبود نہ جانے بہر حال تفویت الایمان کا یہ قول کہ اوروں کو ماننا محض خبط ہے بالکل باطل اور خلاف شرع ہے۔

(۲) علی ہذا القیاس مولوی اسماعیل صاحب کا یہ دعویٰ کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ صاحب نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی اور کوئی کسی کی حمایت نہیں

کر سکتا۔ بالکل غلط اور قرآن کریم پر افتراء ہے آیت کریمہ میں یہ کہیں بھی نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی اسی آیات میں کیا تمام قرآن پاک کی کسی آیت میں نہیں کسی حدیث میں نہیں بلکہ یہ باطل مضمون بکثرت آیات و احادیث کے خلاف ہے۔ جیسا کہ ہم اپنی اس کتاب کے اول میں شرح ذکر کر چکے ہیں۔ اسی طرح مولوی اسماعیل صاحب کا یہ دعویٰ کہ اور کوئی کسی کی حمایت نہیں کر سکتا۔ ان کی پیش کی ہوئی آیت سورہ مومنوں سے ثابت نہیں قرآن پاک پر افتراء کرنے کی اس شخص کو بڑی جرات ہے اور لوگ اسی دھوکہ میں گمراہ ہوتے ہیں کہ آیت لکھ کر اپنے تراشیدہ غلط و باطل مدعا کو اس کی طرف نسبت کر دیتا ہے۔ عوام بے چارے سمجھتے ہیں کہ یہ قرآن کا حکم ہے انہیں کیا خبر کہ مفتوی نے دل سے گھڑا اور فریب کاری سے قرآن شریف کی طرف نسبت کر دیا۔ لطف یہ ہے کہ اس کا یہ مضمون خود اس کے اپنے ترجمہ سے بھی تو مستفاد نہیں ہوتا۔ ترجمہ میں تو لکھا اس کے مقابل کوئی حمایت نہیں کر سکتا۔ جس سے ظاہر کہ اس کی مرضی کے خلاف اس کے مقابل ہو کر کوئی حمایت نہیں کر سکتا اور یہ نتیجہ نکالتا ہے کہ کوئی کسی کی حمایت نہیں کر سکتا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی حال میں بھی نہیں کر سکتا نہ خدا کی مرضی نہ اس کے قدرت دینے سے دیکھئے یہ کیسا دھوکہ ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان فریب کاریوں سے بچائے آمین۔ وہابیہ ان تحریفات سے بھی نہیں شرماتے افسوس۔

(۳) مولوی اسماعیل صاحب نے سورہ مومنوں کی اس آیت سے ایک یہ بھی نتیجہ نکالا ہے۔ یہ بھی معلوم ہو کہ پیغمبر خدا کے وقت میں کافر بھی اپنے بتوں کو اللہ کی برابر نہیں جانتے تھے۔ بلکہ اسی کا مخلوق اور اسی کا بندہ سمجھتے تھے۔ (تفویت الایمان صفحہ ۸)

سورہ مومنوں کی آیت اور خود مولوی اسماعیل کا لکھا ہوا ترجمہ خوب غور سے پڑھ لیجئے اس میں کہیں بھی یہ مضمون نہیں ہے جو مولوی اسماعیل صاحب نے اپنے دل سے تراش کر بے دریغ قرآن پاک کی طرف نسبت کر دیا اب رہی یہ بات کہ یہ مضمون صحیح ہے یا غلط اس کی نسبت اتنا عرض کرنا کافی ہے کہ تمام اہل علم جانتے ہیں کہ کفار میں وہ بھی



تھے جو اپنے معبودان باطل کو معبود تو جانتے تھے مگر اللہ تعالیٰ سے رتبہ میں کم سمجھتے تھے اور وہ بھی تھے جو اپنے مزعوم شرکاء کو خدا کی برابر مانتے تھے قرآن پاک میں ہر قسم کے مشرکین کا ابطال فرمایا گیا۔

(۴) تقویت الایمان میں اسی آیت سورہ مومنون کے فوائد میں یہ بھی درج کیا ہے کہ یہی پکارنا اور منتیں ماننی اور نذر و نیاز کرنی اور ان کو اپنا وکیل و سفارشی سمجھنا یہی ان کا کفر و شرک تھا۔ (تقویت الایمان صفحہ ۸)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مولوی اسماعیل صاحب کے نزدیک کفار بت پرستی تو کرتے نہ تھے بلکہ فقط بتوں کو پکارنا ان کی منتیں ماننی نذر و نیاز کی کرنی ان کو وکیل و سفارشی سمجھنا فقط اتنی ہی باتوں پر قرآن پاک نے کفر و شرک کا حکم دیا اب کوئی اسماعیل پرست بتائے کہ آیہ سورہ مومنون میں یہ مضمون کہاں ہے اور اگر اس آیت میں نہیں ہے تو قرآن پاک کی اور کسی آیت میں دکھائے۔ قرآن پاک پر افتراء کر کے تو اس شخص نے مذہب ہی بنایا ہے ورنہ یہ بے دینی کس طرح چلتی باوجودیکہ اس آیت سے اوپر خود ہی سورہ زمر کی آیت مانعہم الا لیقرنونا الی اللہ زلفے لکھ کر اس کا ترجمہ لکھا۔ کہتے ہیں پوجتے ہیں ہم ان کو سو اس لئے کہ نزدیک کر دیں ہم کو اللہ کی طرف مروت میں۔ اس آیت میں ان کا اصل شرک بتوں کا پوجنا کر فرمایا گیا اور اس کے ساتھ بت پرستی کا یہ عذر باطل کہ حصول قرب کی نیت سے بت پرستی کرتے ہیں اس میں اسماعیل نے ویغبنذون سے آنکھیں میچ کر یہ حکم کر دیا کہ وکیل و سفارشی جانتا بھی ان کا کفر و شرک تھا تو کیا بتوں کی عبادت کرنا اسماعیل کے نزدیک کفر و شرک نہیں۔ اس میں جہاں سورہ مومنون کی آیت پر افتراء ہے اور اپنے تراشیدہ مضمون کو خداوند عالم عز و علا کی طرف غلط نسبت کیا ہے وہاں قرآن پاک کی صد ہا آیتوں کا انکار بھی ہے جن میں مشرکین و کفار کے کفر و شرک بت پرستی متعدد الہ ماننے وغیرہ قبائح کا بیان ہے۔

(۵) مولوی اسماعیل کا یہ قول کہ جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے سو وہ اور ابو جہل شرک میں برابر ہیں۔ یہ ایک دعویٰ ہے اور قرآن

پاک کی طرف اس کو نسبت کرنا خداے پاک پر افتراء ہے نہ سورہ مومنون کی آیت میں یہ مضمون نہ قرآن پاک کی کسی اور آیت میں نہ کسی حدیث میں نہ ائمہ دین کے کسی قول میں۔ مولوی اسماعیل کے اس قول سے اہل اللہ کو پکارنے والا منتیں ماننے والا نذر و نیاز کرنے والا اولیاء انبیاء کو شفیع سمجھنے والا اور اس کے ساتھ ہی یہ اعتقاد کرنے والا کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کی مخلوق ہیں معاذ اللہ ابو جہل کی برابر مشرک ہے تو ایک اس کے اعتقاد میں ابو جہل انبیاء کو شفیع مانتا تھا۔ یا اہل اللہ کو پکارتا تھا یا خاصان خدا کی نذر و نیاز کرتا تھا۔ کس طریقہ پر نذر و نیاز کرنے والے مسلمان ابو جہل کی برابر مشرک ہو گئے۔ دنیا بھر میں کوئی اسماعیلی وہابی بتائے تو کہ اس کے امام کا یہ کلام کس طرح صحیح ہو سکتا ہے۔ ندا کی بحث اور تفصیل گزر چکی اور دلائل شرعیہ سے ثابت ہو گیا کہ اہل باللہ کو ندا کرنا شریعت نے جائز رکھا بلکہ بہت سے مقامات پر اس کا حکم کیا ہے خود نماز میں حضور پر عرض سلام ندا کے ساتھ ہے السلام علیک ایہا النبی تو اسماعیل کے عقیدے میں ہر نمازی مشرک ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب اور مولوی محمد قاسم نانوتوی کے اشعار ندائیہ نقل ہو چکے تقویت الایمان کے اس اندھا دھند حکم سے وہ سب لوگ ابو جہل کی برابر مشرک ٹھہرتے ہیں۔ ان جناب کا یہ خود ساختہ حکم نہ قرآن سے ثابت نہ حدیث سے نہ کتب دینیہ سے بالکل سب کے مخالف شریعت ظاہرہ کی تصریحات اور تمام علمائے دین کے کلام اور خود مولوی اسماعیل صاحب کے خاندانی بزرگوں کے کلام ان کے بطلان پر ناظر ہیں۔ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ عزیزیہ میں فرماتے ہیں۔

طعامیکہ ثواب آل نیاز حضرت امامین نمایند برآں فاتحہ و قل و درود خواندن تبرک سے شود خوردن بسیار خوب ست۔ (فتاویٰ عزیزیہ صفحہ ۷۵ مطبع مجتہبی دہلی)

امامین کی نیاز کا کھانا اور اس پر فاتحہ قل و درود پڑھنا شاہ صاحب متبرک اور بہت خوب بتاتے ہیں یہ وہی نیاز ہے جس کو مولوی اسماعیل کہتے ہیں کہ یہی حضرت کے زمانہ کے کفار کا کفر و شرک تھا اور جو کوئی یہ معاملہ کرے وہ ابو جہل کی برابر مشرک ہے اسماعیل کے اعتقاد میں شاہ صاحب بھی ابو جہل کی برابر مشرک ہیں۔ پوچھو اسماعیل کے ماننے والوں سے



کہ شاہ صاحب کو کیسا سمجھتے ہیں ابھی تک اسمعیل ہی کی طرف داری کئے جائیں گے یا شاہ صاحب کے کلام کو حق مان کر اس باطل کا رد اور اس کی کتابوں سے بیزاری ظاہر کریں گے۔ اسی فتوے میں شاہ صاحب فرماتے ہیں:

اگر گفتہ شود یا الہی نذر کردم برائے تو اگر شفا دہی مریض رایا مانند آن طعام بخوانم داد فقراء را کہ بردروازہ سید نفیس اندیا مانند آن یا خرید خوانم کردبوریائے مسجد یا روغن زیت برائے روشنی آن مسجد یا درانم خوانم داد برائے کسی کہ شعائر مسجد می کند از قسمیکہ در آن نفع فقراء باشد و نذر برائے خدا و ذکر نمودن شیخ جزا میں نیست کہ محل صرف نذر ست برائے مستحقان نذر جائز ست۔ (فتاویٰ عزیز یہ ص ۹۵ مطبع مجبائی)

یعنی اگر یہ کہا جائے کہ یا الہی میں نے تیرے لئے نذر کی اگر تو مریض کو تندرست کرے یا اس کی مثل تو میں ان فقراء کو کھانا کھلاؤں گا جو سید نفیس کے آستانہ پر رہتے ہیں یا مسجد کے لئے بوریہ خریدوں گا یا اس مسجد کی روشنی کے لئے تیل یا اس کو روپے دوں گا جو مسجد کی خدمت کرے نذر خدا کے لئے اور شیخ کا ذکر صرف اس لئے ہے کہ وہ مستحقوں پر نذر کے خرچ کرنے کا محل ہے نذر جائز ہے۔ اولیاء کے آستانوں کے خدام کو نذریں دینا اور ان کو مصرف نذر ٹھہرانا اور ایسی نذر جائز ہونا شاہ صاحب نے بیان فرمایا یہی وہ چیز ہے جس کو مولوی اسمعیل کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کے زمانہ اقدس کے کفار کا یہی کفر شرک تھا اور ایسا معاملہ کسی کے ساتھ بھی کرے تو آدمی ابو جہل کی برابر کافر و مشرک ہو جاتا ہے۔ یہی ہے وہ نذر و منت جس کو تقویٰ الایمان میں شرک بتایا ہے اور شاہ صاحب جائز بتا رہے ہیں۔ شاہ صاحب نے یہ اپنی طرف سے نہیں فرمایا بلکہ فقہاء کا ارشاد ہے جو شاہ صاحب نے زبان فارسی میں ادا فرمایا۔ بحر رائق اور لمطای و شامی وغیرہ کتب معتبرہ ہے۔

إِنْ قَالَ يَا اللَّهُ إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ أَنْ شَفَيْتَ مَرِيضِي أَوْ رَدَدْتَ غَائِبِي أَوْ قَضَيْتَ حَاجَتِي أَنْ أَطْعِمَ الْفُقَرَاءَ الَّذِينَ بِنَابِ السَّيِّدَةِ نَفِيسَةَ أَوْ الْفُقَرَاءَ الَّذِينَ بِنَابِ الشَّافِعِيِّ أَوْ الْإِمَامِ اللَّيْثِ أَوْ أَشْتَرِيَ حَصِيرًا لِمَسَاجِدِهِمْ أَوْ زَيْتًا لِقُودِهَا أَوْ ذَرَاهِمَ لِمَنْ يَقُومُ بِشَعَائِرِهَا إِلَى غَيْرِ ذَلِكَ فَمَا يَكُونُ فِيهِ نَفْعٌ لِلْفُقَرَاءِ وَالتَّذَرُّ لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَذِكْرُ الشَّيْخِ إِنَّمَا هُوَ

محلٌ لصرف التذَرُّ لِمُسْتَحَقِّهِ الْقَانِتِينَ بِرِبَاطِهِ أَوْ مُسَجِّدِهِ أَوْ جَامِعِهِ فَيَجُوزُ بِهَذَا الْاِغْتِبَارِ۔

تیسری جگہ شاہ صاحب فرماتے ہیں:

اگر مالیدہ و شیر برائے فاتحہ بزرگے۔ مقصد ایصال ثواب بروح ایشاں پختہ بخورند جائز ست مضائقہ نیست۔ (فتاویٰ عزیزہ صفحہ ۴۱)

یعنی اگر مالیدہ اور دودھ چاول کسی بزرگ کی فاتحہ کے لئے ان کی روح کے ایصال ثواب کے ارادے سے پکا کر کھلائیں کچھ مضائقہ نہیں ہے جائز ہے اسی کو چڑھاوا کہتے ہیں۔ یہی اسمعیلی عقیدہ میں شرک ہے۔

پھر سنو شاہ صاحب فرماتے ہیں:

اگر فاتحہ بنام بزرگے دادہ شد پس اغنیار انہم خوردن ازاں جائز ست واللہ اعلم

(فتاویٰ عزیز یہ ص ۴۱)

یعنی اگر کسی بزرگ کے نام پر فاتحہ دی تو مال داروں کو بھی اس میں بے کھانا جائز ہے پوچھو اسمعیل سے بزرگوں کے نام کی فاتحہ آپ کے شرکی عقائد میں کیا حکم رکھتی ہے پھر شاہ صاحب کے لئے کیا تمغہ تیار کیا ہے یہ تو شاہ صاحب ہیں ان کا کلام تو میں آپ کو اور بھی سناؤں گا اب ایک عبارت مولوی اسمعیل کی بھی تو ملاحظہ فرمائیے جو صراط مستقیم میں لکھی ہے۔

پسندارند کہ نفع رسانیدن باموات باطعام و فاتحہ خوانی خوب نیست چه ایں معنی بہتر و افضل۔ (صراط مستقیم صفحہ ۷۳)

یعنی یہ نہ سمجھے کہ مردوں کو کھانا کھلانا اور فاتحہ خوانی کے ذریعہ سے نفع پہنچانا اچھا نہیں ہے کیونکہ یہ معنی بہتر اور افضل ہیں اب تو اسمعیلی فاتحہ کے لئے بیکار جنگ نہ کریں گے ان کے امام نے بھی اس کو بہتر و افضل مان لیا۔ مگر دریافت کرنا تو یہ ہے کہ اموات کے ساتھ یہ معاملہ کرنا جائز سمجھ کر مولوی اسمعیل اپنی تقویٰ الایمان کے حکم سے شرک



کے کس طبقہ میں پہنچے کوئی صاحب یہ عذر نہ کریں کہ یہاں صرف فاتحہ کا ذکر کیا نذر و نیاز کا نہیں اور شرک تو انہوں نے نذر و نیاز کو بتایا ہے کیونکہ یہ معاملہ خود مولوی اسماعیل نے اسی صراط مستقیم میں طے کر دیا ہے لکھتے ہیں:

پس در خوبی اس قدر امرازا امور مرسومہ فاتحہ با و اعراس و نذر و نیاز اموات شک و شبہ نیست۔ صراط مستقیم صفحہ ۶۳

یہاں تو صاف نذر و نیاز اموات کا ذکر ہے جس کو تقویت الایمان میں شرک بتایا ہے اور اس کے کرنے والے کو ابو جہل کی برابر مشرک ٹھہرایا ہے یہاں مولوی اسماعیل اس کی خوبی میں شک و شبہ نہیں بتاتے تو فرمائیے اپنے حکم سے مومن رہے یا مشرک اور مشرک ہوئے تو فقط ابو جہل کی برابر یا فرعون و ہامان بلکہ ابلیس کی برابر کیونکہ فقط نذر و نیاز کرنے سے ابو جہل کی برابر مشرک بنا چکے ہیں اور یہاں تو نذر و نیاز کی ترغیب دے رہے ہیں اور اس کو خوب بتا رہے ہیں اور خوبی میں شک و شبہ لانے سے منع کر رہے ہیں تو تقویت الایمان کے لحاظ سے ابو جہل سے کئی درجے اور بڑھ گئے ابھی کیا ہے صراط مستقیم کی فصل دوم میں طریقہ چشتیہ کا بیان ملاحظہ کیجئے جہاں لکھتے ہیں:

اول طالب را باید کہ با وضو دو زانو بطور نماز بنشیند و فاتحہ بنام اکابر اس طریق یعنی حضرت خواجہ معین الدین سنجری و حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی و غیرہما خواندہ التجا بجاتب ایزد پاک بتوسط اس بزرگان نماید و بنیاز تمام وزاری بسیار از بسیار دعائے کشود کار خود کردہ ذکر دو ضربی شروع نماید۔ صراط مستقیم صفحہ ۱۲۲ مطبع ضیائی

یعنی پہلے طالب کو چاہئے کہ با وضو دو زانو نماز کے طریقہ پر بیٹھے اور اس طریقہ کے اکابر یعنی حضرت خواجہ معین الدین سنجری اور حضرت خواجہ بختیار کاکی و غیرہما کے نام کی فاتحہ پڑھ کر درگاہ الہی میں ان بزرگوں کے وسیلہ سے التجا کرے اور انتہائی عجز و نیاز اور کمال تضرع و زاری کے ساتھ اپنے حل مشکل کی دعا کر کے دو ضربی ذکر شروع کرے۔

اب اس تعلیم میں دیکھئے کہ کتنی خوبیاں ہیں:

نمبر ۱ قرآن حدیث صحابہ تابعین تبع تابعین سے یہ طریقہ ان ہیئت و تخصیصات کے

ساتھ کہیں ثابت نہیں ہوتا۔ وہابیہ کے مذہب کی بنا پر بدعت ہوا اور مولوی اسماعیل بدعتی ضال۔

نمبر ۲ مولوی اسماعیل نے خود لکھا ہے۔

کتنے پہلوں کی رسموں کو پکڑتے ہیں کتنے بزرگوں کے قصوں کو دیکھتے ہیں اور کتنے مولویوں کی باتوں کو جو انہوں نے اپنے ذہن کی تیزی سے نکالی ہیں۔ سند پکڑتے ہیں۔

(تقویت الایمان ص ۲)

رسول سمجھنا اسی طرح ہوتا ہے کہ اس کے سوا کسی کی راہ نہ پکڑے۔ (تقویت الایمان

ص ۳)

لہذا اوروں کو ماننا محض خبط ہے۔ (تقویت الایمان ص ۸)

اللہ کو مانے اور اس کے سوا کسی کو نہ مانے۔ (تقویت الایمان ص ۲۰)

کسی کی رسم و راہ کو ماننا اور اس کے حکم کو اپنی سند سمجھنا یہ انہیں باتوں میں سے ہے جو خاص اللہ نے اپنی تعظیم کے واسطے ٹھہرائی ہیں۔ پھر جو کوئی یہ معاملہ کسی مخلوق سے کرے اس پر بھی شرک ثابت ہوتا ہے۔ (تقویت الایمان ص ۳۷)

تقویت الایمان کی ان عبارات میں اس پر زور دیا گیا ہے کہ علماء مشائخ بزرگان دین کسی کو نہ ماننا چاہیے اور کسی کے حکم کو سند سمجھنا شرک ہے۔ اب اس میں خواہ امام ہوں یا مجتہد یا غوث یا قطب یا باپ دادا تقویت الایمان کے حکم سے سب کی نافرمانی فرض ہے اور فرض بھی ایسی کہ نہ کرے تو مشرک ایمان سے خارج۔ اس پر یہاں تک زور دیا ہے کہ خود رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے احکام کو بھی احکام نبی سمجھ کر ماننا شرک بتایا ہے چنانچہ لکھا ہے۔ یا خود پیغمبر ہی کو یوں سمجھے کہ شرع انہیں کا حکم ہے ان کا جو جی چاہتا تھا اپنی طرف سے کہہ دیتے تھے اور وہی بات ان کی امت پر لازم ہو جاتی تھی سوائے باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے۔ (تقویت الایمان ص ۳۷) جب رسول کی بات بھی اسماعیل کے نزدیک ماننے کی قابل نہیں اور اس کو ماننے والا بھی مشرک ہو جاتا ہے تو اسماعیل کا یہ طریقہ چشتیہ نکالا ہوا کیوں شرک نہ ہو گا اور اس کو منوانے کے لئے کتاب لکھنے والا مشرک



گریہ وہ احکام شرک ہیں جو خود اسمعیل نے بڑے زوروں سے تقویت الایمان میں لکھے ہیں اور صراط مستقیم کی عبارت سے خود اس کے اوپر جاری ہو گئے اور وہ اپنے ہی مقرر کردہ حکموں سے مشرک ہوا۔ ہے کوئی جو اس کی حمایت کرے اور اس شرک سے اس کو بری ثابت کر سکے نہیں ہرگز نہیں۔

دید کی خون ناحق پروانہ شمع را چنداں اماں نداد کہ شب را سحر کند  
صراط مستقیم کی عبارت میں چشتی بزرگوں کے نام کی فاتحہ اور اس میں باوضو دوزانو بیٹھنے کا حکم اتنے ہی پر اکتفا نہیں بلکہ یہ بھی تصریح کہ نماز کے طریقہ پر بیٹھے۔ پوچھو تقویت الایمان سے کتنا ذیل شرک ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:

آداب سے کھڑا ہونا اور اس کو پکارنا اور اس کا نام جپنا انہیں کاموں میں سے ہے کہ اللہ صاحب نے خاص اپنی تعظیم کے لئے ٹھہرائے ہیں اور کسی سے یہ معاملہ کرنا شرک ہے۔ (تقویت الایمان ص ۴۴) جہاں ادب سے کھڑا ہونا شرک ہو وہاں باادب دوزانو اور وہ بھی نماز کی طرح بیٹھنا کس طرح شرک نہ ہوگا۔

نمبر ۴ مولوی اسمعیل نے فاتحہ کا حکم دے کر تو وہابیہ کی شیخی کر کری کی ہی تھی اس سے بڑھ کر یہ ستم ڈھایا کہ کشود کار کی دعا میں نہایت گریہ وزاری اور عجز و نیاز کے ساتھ بزرگان چشت کا وسیلہ بنانے کا حکم دیا یہ اس کے عقیدہ کا وہی شرک ہے جس کو (صفحہ ۸) والی عبارت میں لکھا ہے کہ کسی اپنا وکیل و سفارشی سمجھنا ہی ان کا کفر و شرک تھا سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ اور مخلوق ہی سمجھے سو ابو جہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔ اب تو خواجگان چشت کو صراط مستقیم میں اپنا وکیل و سفارشی مان کر اسمعیل اپنے ہی حکم سے ابو جہل کی برابر مشرک ہوا مسلمانوں پر شرک کے جھوٹے حکم لگانے کا یہ وبال ہے۔ کَذَلِكَ الْعَذَابُ وَالْعَذَابُ الْآخِرَةُ أَكْبَرُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ان الفاظ پر تو غور فرمائیے کہ جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے یعنی خواہ وہ مسلمان انبیاء و اولیاء کو شفیع و سفارشی سمجھے تو بھی اسمعیل کے نزدیک ابو جہل کی برابر مشرک۔

اس دشمن ایمان کو یہ تو نظر نہ آیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں انبیاء اولیاء کو شفیع سمجھنا کس نے بتایا اور اس کا یہ حکم شرک کہاں تک پہنچا لیکن یہ یاد نہ رہا کہ صراط مستقیم میں خود بھی اولیاء کو وکیل و سفارشی بنا چکا ہے۔ اور تقویت الایمان میں یہ حکم اپنے ہی اوپر دے چکا ہے اب یہ بات خوب اچھی طرح ثابت ہو گئی کہ اولیاء کی نذر و نیاز کرنا اور ان کو اپنا وکیل و سفارشی سمجھنا جس کو اسمعیل نے تقویت الایمان میں کفر و شرک کہا ہے۔ خود اسمعیل اور اس کے بزرگوں کے قول سے بھی ثابت ہے اور اس کا یہ حکم شرک بے دلیل و باطل اب مسائل نذر و نیاز وغیرہ کے متعلق حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث رحمۃ اللہ علیہ کی چند عبارتیں نقل کر دی جاتی ہیں تاکہ اسمعیل کی فریب کاری خوب واضح ہو جائے۔

شاہ صاحب فتاویٰ میں فرماتے ہیں:

حقیقت اس نذر آنت کہ اہدائے ثواب طعام و انفاق و بذل مال بروح میت کہ امریست مسنون و از روئے احادیث صحیحہ ثابت است مثل ماورد فی الصحیحین من حال ام سعد وغیرہ اس نذر مستلزم می شود پس حاصل اس نذر آنت کہ آن نسبت مثلاً اہداء ثواب ہذا القدر الی روح فلاں و ذکر ولی برائے تعین عمل منذور ست نہ برائے مصرف و مصرف ایشاں متوسلان آن ولی می باشند از اقارب و خدمہ و ہم طریقاں و امثال ذلک و ہمیں است مقصود نذر کنندگان بلاشبہ و حکمہ انہ صحیح یجب الوفاء بہ لانہ قربتہ معتبرہ فی الشرع اس عبارت کا حاصل مطلب یہ ہے کہ نذر کی حقیقت کھانے اور مال خرچ کرنے کا ثواب میت کی روح کو پہنچانا ہے اور یہ امر سنت ہے اور احادیث صحیحہ سے ثابت جیسا کہ صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ام سعد وغیرہ کی حدیث سے ثابت تو اس نذر کا حاصل طعام وغیرہ کی ایک مقدار معین کا ثواب کسی بزرگ کی روح کو پہنچانا ہے اور ولی کا ذکر عمل منذور کی تعین کے لئے ہے نہ مصرف کے لئے، مصرف اس نذر کرنے والوں کے نزدیک اس ولی کے اقارب اور خدام اور ان کے طریقے والے اور متوسلین ہیں اور بلاشبہ نذر کرنے والوں کا یہی مقصود ہے اور اس نذر کا حکم یہ ہے کہ یہ



نذر صحیح ہے اس کی ادا واجب ہے، اس لئے کہ وہ شریعت میں قربت معتبرہ ہے۔

شاہ صاحب نے مسئلہ کو خوب حل فرمایا اور احادیث صحیحہ سے ثابت اور مسنون بتایا میاں اسماعیل یہ کہہ رہے ہیں کہ کفار کا یہی شرک تھا اور جو کوئی ایسا کرے وہ ابو جہل کی برابر مشرک ہے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم

یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کی یہ تحقیق بالکل درست اور احادیث و فقہ کے بالکل مطابق ہے مسلمان نذر اللہ تعالیٰ کی مانتے ہیں ثواب اس کا کسی بزرگ کو پہنچاتے ہیں اور جس چیز کی نذر کی ہے اس کو اس بزرگ کے خدام یا اعزہ یا متوسلین یا متبعین یا ان کے طریقہ کے لوگوں پر خرچ کرتے ہیں۔ یہ سب شرع میں جائز اور اس کو شرک بتانا دین پر افتراء اور مسلمانوں کی تکفیر ہے، اب اس کے ثبوت ملاحظہ فرمائیے ابوداؤد شریف کی حدیث ہے:

عَنْ ثَابِتِ بْنِ صَحَّاحٍ قَالَ نَذَرَ رَجُلٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ كَانَ فِيهِ وَثَنٌ مِنْ أَوْثَانِ الْجَاهِلِيَّةِ يُعْبَدُ قَالُوا لَا قَالَ فَهَلْ كَانَ فِيهِ عَيْنٌ مِنْ أَعْيَادِهِمْ قَالُوا لَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْفِ بِنَذْرِكَ۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۲۹۸)

خلاصہ مضمون اس حدیث کا یہ ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ایک شخص نے مقام بوانہ میں ایک اونٹ ذبح کرنے کی نذرمانی تھی بارگاہ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کیا وہاں مشرکین کا کوئی بت ہے جس کی پرستش کی جاتی ہو یا کفار کا کوئی میلہ لگتا ہے عرض کیا نہیں فرمایا اپنی نذر پوری کرو۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نذر جائز ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ کسی مکان مخصوص یا خانقاہ یا درگاہ یا کسی آستانہ میں اس کو ادا کرے کیونکہ نہ وہاں بت ہوتا ہے جس کی پوجا کی جاتی ہو نہ کفار کا میلہ۔

اب رہی یہ بات کہ اس عمل کا ثواب کسی بزرگ کو پہنچانا بھی شرع میں درست ہے یا نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ بیشک درست ہے حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے حضرت ام سعد کی جس حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے اس سے ثابت ہے اور اس حدیث کو خود مولوی اسماعیل نے صراط مستقیم میں نقل کیا ہے۔ اور تمام عبادات کے ثواب پہنچنے کو تسلیم کیا ہے ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت رسالت پناہ سعد بن معاذ راہد التماس ایشاں کہ مادر م ناگاہ فوت شدہ ویا رائے گفتن نیافت واگرمی یافت وصیتی میگرد پس برائے دی اگر چیزے بکنم نفع بوی خواہد رسید فرمود چاہ بکن و بگو کہ ای برائے مادر سعد است۔

(صراط مستقیم ص ۶۳)

یعنی حضرت سعد بن معاذ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ نے وفات پائی تو انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میری والدہ کو کچھ کہنے کا موقع نہ ملا اگر ملتا تو وہ وصیت کرتیں اگر میں ان کی طرف سے کچھ کروں تو کیا انہیں نفع پہنچے گا۔ حضور نے فرمایا کنواں بناؤ اور کہو کہ یہ سعد کی والدہ کے لئے ہے۔ اس کے بعد پھر مولوی اسماعیل صاحب لکھتے ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا از طرف بردار خود عبدالرحمن رضی اللہ عنہ بعد وفاتش بروہا آزاد کرد ندو بر ہمیں قیاس باید کرد سائر عبادات راہر عبادتیکہ از مسلمان ادا شود ثواب آں بروح کے از گزشتگان برساند و طریق رسانیدن آں دعائے خیر بجانب الہی ست پس ایں خود البتہ بہتر و مستحسن است۔

یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی عبدالرحمن کی وفات کے بعد ان کی طرف سے غلام آزاد کئے اور اس پر تمام عبادات کو قیاس کرنا چاہیے۔ پس جو عبادت مسلمان سے ادا ہو اس کا ثواب گزرے ہوئے لوگوں میں سے کسی کی روح کو پہنچائے تو یہ ضرور بہتر اور مستحسن ہے اور ثواب پہنچانے کا طریقہ بارگاہ الہی میں دعا کرنا ہے۔ مولوی اسماعیل صاحب کی اس عبارت نے فاتحہ گیارہویں۔ تجہ چالیسواں عرس نذر نیاز سب



کو جائز کر دیا۔ جب ہر عبادت کا ایصال ثواب حدیث شریف سے ثابت ہے تو ذکر تلاوت صدقہ سب کا ایصال ثواب حدیث کے مطابق ہو اس کو بدعت کہنا ایک امر ثابت بالستہ کو بدعت بتانا اور اسمعیل کو بدعتی ٹھہرانا ہے اور اسمعیل ان امور کو بدعت و شرک کہے تو وہ اپنے قول سے خود ملزم ہے۔

الحاصل نذر و نیاز منت کا جواز بدلائل واضح ثابت ہوا اور مخالف کو اس میں کوئی جائے گفتگو باقی نہ رہی۔

اگر کوئی وہابی یہ کہے کہ نذر اللہ کے لئے ہو اور ایصال ثواب بزرگوں کی روح کو کیا جائے یہ تو درست ہے۔ دلائل سے ثابت ہے اس میں کوئی جائے اعتراض نہیں ہے مگر نذر عبادت ہے اولیاء کی طرف اس کو نسبت کرنا شرک ہے۔ کیونکہ اس عبادت کی نسبت غیر خدا کی طرف ہوتی ہے جیسے لوگ کہتے ہیں کہ حضور غوث اعظم کی گیارہویں شیخ عبدالحق کا توشہ بی بی صاحبہ کی صحنک خواجہ صاحب کی دیگ شاہ بوعلی قلندر کی سہ منی اماموں کی نیاز کچھڑا، شریعت اس قسم کی نسبتوں کو مولوی اسمعیل نے شرک کہا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ایسا کہنے پر شرک کا حکم دینا غلط خلاف شرع اور مسلمانوں کو بے وجہ شرک بنانا ہے۔ یہ تو کسی مسلمان کے وہم و خیال میں بھی نہیں آتا کہ ہم ان بزرگوں کی عبادت کرتے ہیں یا اس نذر سے ان کا تقرب چاہتے ہیں نہ کوئی مسلمان اس خیال کو گوارا کر سکتا ہے عوام اور جہال کے ذہن میں تو یہ معنی آتے بھی نہیں وہابی کوشش کر کے سکھائیں تب شاید کوئی اس شرکی معنی کو سمجھے۔ ہر مسلمان کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ یہ ایصال ثواب ان بزرگوں کے لئے ہے اور اسی مناسبت سے وہ نسبت کر دیتے ہیں چنانچہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے اس کی تفصیل فرمادی جو اوپر مذکور ہو چکی اب رہی یہ بات کہ ایصال ثواب کے لحاظ سے کسی چیز کو غیر خدا کی طرف نسبت کرنا شرک ہو یہ بالکل غلط اور قرآن و حدیث کے خلاف ہے ام سعد کی حدیث جو خود اسمعیل نے صراط مستقیم میں نقل کی اور یہاں بھی ذکر کی گئی ہے خود اس میں حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کنویں کی نسبت ام سعد کی طرف فرمائی جس کو مولوی

اسمعیل صاحب نے ان لفظوں میں ذکر کیا ہے۔ چاہ بکن و بگولہ کہ اس برائے مادر سعد ست۔ یہ نسبت شرک ہوتی تو حدیث میں کیسے آتی۔ مولوی اسمعیل صراط مستقیم میں تو لکھ گئے اس وقت انہیں نظر نہ آیا کہ میں یہ کیا لکھتا ہوں یہ تو شرک ہے اور تقویت الایمان میں اسی کو ابو جہل کا سا شرک بتایا ہے۔ دروغ گو را حافظ نباشند۔ ایک ہی چیز کو ایک جگہ شرک بتانا دوسری جگہ حدیث سے ثابت کہنا کیسی حیاداری ہے پھر کہاں تک کوئی شرک کہے گا ایسی نسبت خود قرآن کریم میں موجود ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسْكِينِ الْاٰیہ کہ صدقات فقراء و مساکین وغیرہ کے لئے ہیں یہاں صدقات کی فقراء و مساکین کی طرف نسبت ہو رہی ہے۔ کہو اسمعیل سے لائے تو اپنی تقویت الایمان ہے کچھ غیرت اس سے اور بڑھ کر سنئے۔ حج خاص عبادت ہے۔ قرآن پاک میں حج کی نسبت بیت خانہ کعبہ کی طرف کی گئی ہے۔ مَنْ حَجَّ الْبَيْتِ الْاٰیہ اور نماز جمعہ، نماز عیدین، نماز جنازہ، نماز خسوف، نماز ظہر، نماز عصر، نماز مغرب، نماز عشاء، نماز فجر وغیرہ میں نماز کی نسبتیں غیر خدا کی طرف ہیں تو کیا یہ سب نمازیں شرک ہو گئیں۔ روزے رمضان کے، زکوٰۃ سونے کی، زکوٰۃ چاندی کی، زکوٰۃ مال کی، زکوٰۃ گایوں کی، زکوٰۃ بکریوں کی، ان تمام عبادتوں کی نسبتیں بھی غیر خدا کی طرف ہیں اور صرف ہماری ہی بول چال میں نہیں بلکہ بکثرت احادیث میں تو کیا یہ سب شرک، اسمعیل تقویت الایمان کی عینک سے تو سارا اسلام شرک ہی نظر آئے گا۔ الحمد للہ کہ اب خوب واضح ہو گیا کہ مسلمان جو نذریں نیازیں کر کے بزرگوں کے لئے ایصال ثواب کرتے ہیں وہ بے شبہ جائز و درست اور احادیث و آیات سے اس کا جواز ثابت اس کو شرک بتانے والا گمراہ۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے زمانے میں میاں اسمعیل خفیہ خفیہ لوگوں میں اپنے خیالات پھیلاتے رہتے تھے۔ چنانچہ مسئلہ زیر بحث کے متعلق شاہ صاحب کی خدمت میں سوال پیش کیا گیا اور بت پرست اور عالم کے ایک مکالمہ کی شکل میں میاں اسمعیل صاحب کے یہ خیالات شاہ صاحب کی خدمت میں عرض کئے گئے۔ حضرت شاہ صاحب نے اس کا نہایت نفیس جواب دیا جو ان کے فتاویٰ میں درج ہے



چونکہ شاہ صاحب کے جواب سے مولوی اسماعیل کی دھوکہ دہی کی پوری قلعی کھل جاتی ہے اس لئے وہ سوال جواب یہاں درج کئے جاتے ہیں۔

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث

دہلوی علیہ الرحمہ کا ایک فتویٰ

سوال: بت پرست مدد از بت میخوانست عالمے منع کرد کہ شرک مکن بت پرست گفت کہ اگر شریک خدا دانست پرستش کنم البتہ شرک است و اگر مخلوق فمیدہ پرستش نمایم چگو نہ شرک باشد۔ عالم گفت کہ در کلام مجید متواتر آمدہ کہ از غیر خدا مدد مجوسید بت پرست گفت کہ بنی نوع انسان از یکدیگر چرا سوال منع نیست و بتان تو مثل کنہیا و کالکا وغیرہ مردہ اند قدرت بر بیچ چیز ندارند بت پرست گفت شما کہ از اہل قبور مدد و شفاعت مے طلبید باید کہ بر شما ہم شرک علید شود۔ القصہ ہرچہ مقصد و مراد شما از اہل قبور است ہماں قسم مقصود من ہم از صورت کنہیا و کالکا است بحسب ظاہر نہ قوت اہل قبور دارد نہ بت و اگر میگوئی کہ بقوت باطن اہل قبور کشائش حالات می نمایند بسا جا از بتان ہم روائے حاجات مے شود۔ و اگر می گوئید کہ بایشان مے گویم کہ از خدا برائے ما شفاعت بخواید من ہم از بتان ہمیں استدعا دارم پس ہر گاہ کہ جواز استدعا از اہل قبور ثابت شد بعض مسلمین ضعیف الاعتقاد از پرستش ستیلا و مسانی وغیرہ چگونہ باز خواهد آمد۔

جواب: دریں سوال چند جا اشتباہ واقع شدہ۔ آل چند جا را خبردار باید شد آنگاہ بفضل الہی سوال جواب بخوبی واضح خواهد شد اول آنکہ مدد خواستن چیز دیگر است و پرستش چیز دیگر است عوام مسلمین برخلاف حکم شرع از اہل قبور مدد میخوانند و پرستش مے کنند و بت پرستان مدد ہم می خواهند و پرستش ہم میکنند پرستش آنست کہ سجدہ کند یا طواف نماید یا نام اور بطریق تقرب و روضہ دیا ذبح جانور بنام او کند یا خود را بندہ فلائے بگوید و ہر کہ از مسلمانان جاہل یا اہل قبور این چیز را بعمل آورد فی الفور کافر میگردد و از مسلمانی مے برآید و دوم

آنکہ مدد خواستن دو طور مے باشد مدد خواستن مخلوقے از مخلوقے مثل آنکہ از امیر و بادشاہ نوکر و گدا در مہمات خود مدد می جویند و عوام الناس از اولیاء میخوانند کہ از جناب الہی فلاں مطلب مارا درخواست نمایند این نوع مدد خواستن در شرع از زندہ مجزہ جائز است و دوم آنکہ دعا و سوال از جناب الہی در نیت منظور باشد از مخلوقے درخواست نمایند این نوع حرام مطلق بلکہ کفر است و اگر از مسلمانان کسے از اولیائے مذہب خود خواہ زندہ باشند یا مردہ این نوع مدد خواہد از دائرہ مسلمانان خارج مے شود بخلاف بت پرستان کہ ہمیں نوع مدد را از معبودان باطل خود می خواهند و آنرا جائز مے شمارند و آنچه بت پرست گفت کہ من ہم از بتان خود شفاعت می خواهم چنانچہ شما ہم از پیغمبران و اولیاء شفاعت می خواهید پس دریں کلام ہم دغل و تلیس است زیرا کہ بت پرستان ہرگز شفاعت نمی خواهند بلکہ معنی شفاعت را نمے دانند و نہ در دل خود تصور مے کنند معنی شفاعت سفارش است و سفارش آنست کہ کسے مطلب کسے را از غیر خود عرض و معروض ادا سازد و بت پرستان در وقت درخواست مطالب خود از بتان نمے فہمند و نمے گویند کہ سفارش ما بحضور پروردگار جل و علا نماید و مطلب مارا از جناب او تعالیٰ بر آید بلکہ از بتان خود درخواست مطلب خود مے کنند و آنچه گفتہ است کہ ہرچہ مقصد شما از اہل قبور است ہماں قسم مقصود من ہم از صورت کنہیا و کالکا است نیز خطا در خطا است زیرا کہ ارواح را تعلق بہ بدن خود کو در قبر مدفون است البتہ مے باشد زیرا کہ مدت دراز دریں بدن بودہ اند و انہما قبور معبودان خود را تعظیم نمی کنند بلکہ از طرف خود صورتہا و سنگہا و درختان و دریا ہا را قرار مے دہند کہ صورت فلائے است بے آنکہ آل چیز را تعلق باں ارواح باشد بدن آنها در انجا سوختہ گردد و این قرار داد افتراقی را بیچ اثر نیست آرے حاجت روائے بندگان خالق اکبر از راہ رحمانیت خود مے فرماید آنہای فہمند کہ از طرف بتان این فائدہ حاصل شد حق تعالیٰ کہ عالم الغیب و الخفیات است حالات بندگان خود را می داند و در زندگانی آنها حاجت روائی منظور است از ہر طرف کہ مطلب خود خواهند مطلب ایشان را بایشان مے دہد چنانچہ پدر مشفق حاجت پسر خود را کہ صغیر السن است می داند و در وقتیکہ از خد متکارد و دایہ خود چیزے مے طلبد باو میدہد



حالانکہ خدمتگار و دایہ مقدور ندارد ہمچیں است حال بتاں بلکہ حال اہل قبور نیز موافق قاعدہ اہل اسلام و انچہ مرقوم شدہ کہ پس ہر گاہ کہ جواز استدعا از اہل قبور ثابت شد بعض مسلمین ضعیف الاعتقاد از پرستش سیتلا و مسانی وغیرہ چگونہ باز خواهند آمد پس فرق در میان استدعا از اہل قبور و پرستش سیتلا و مسانی پچند وجہ ست اول آنکہ اہل قبور معلوم الذکر صلحا و بزرگان بودہ اند و سیتلا مسانی موہوم محض اند و جود آنها معلوم نیست بلکہ ظاہرا خیال بندی این مردم است و دوم آنکہ سیتلا مسانی بر تقدیر و جود آنها از قبیل ارواح خبیثہ شیاطین اند کہ کمر بر ایذائے خلق بستہ اند و انہا را با ارواح طیبہ انبیاء و اولیاء چہ مناسبت سوم آنکہ استدعا از اہل قبور بطریق دعا است کہ از جناب الہی عرض کردہ مطلب مابر آرند و پرستش این چیز با بنا بر اعتقاد و استقلال قدرت است کہ کفر محض است۔

### ترجمہ سوال

ایک بت پرست بت سے مدد مانگ رہا تھا ایک عالم نے منع کیا کہ شرک مت کر بت پرست نے کہا کہ اگر خدا کا شریک جان کر پوجوں تو ضرور شرک ہے اور مخلوق سمجھ کر پرستش کروں تو کیسے شرک ہوگا۔<sup>۱</sup> عالم نے کہا قرآن شریف میں متواتر آیا ہے کہ غیر خدا سے مدد مت مانگو<sup>۲</sup> بت پرست نے کہا انسان ایک دوسرے سے کیوں سوال کرتے ہیں۔ عالم نے کہا انسان زندہ ہیں اور تیرے بت مثل کنہیا کالکا وغیرہ کے مردہ ہیں۔ کسی چیز

<sup>۱</sup> یہ گفتگو پرستش میں ہے اور پرستش ہر طرح شرک ہے پرستش کے لئے مخلوق جاننے کا عذر محض باطل و بیکار۔

<sup>۲</sup> عالم وہابی کا یہ قول بھی غلط ہے۔ غیر خدا سے مطلق مدد چاہنے کی ممانعت متواتر تو کیا قرآن شریف میں کہیں ایک جگہ بھی نہیں آئی۔

پر قدرت نہیں<sup>۱</sup> رکھتے۔ بت پرست نے کہا تم قبر والوں سے مدد اور شفاعت طلب کرتے ہو چاہیے کہ تم پر بھی شرک عائد ہو۔

خلاصہ یہ کہ اہل قبور سے جو تمہارا مقصود و مراد ہے ویسا ہی کالکا اور کنہیا کی تصویروں سے ہمارا ہے ظاہری طور پر نہ قبر والے طاقت رکھتے ہیں نہ بت اگر کہو کہ قبر والے قوت باطن سے کشائش حالات کرتے ہیں تو بہت جگہ بتوں سے بھی حاجت روائی ہوتی ہے اور اگر تم یہ کہو کہ ہم اہل قبور سے کہتے ہیں کہ خدا سے ہمارے لئے شفاعت کیجئے تو ہم بھی بتوں سے ایسی استدعا کرتے ہیں تو سوال یہ ہے کہ اگر اہل قبور سے استدعا کا جواز ثابت ہو تو بعضے ضعیف الاعتقاد مسلمان سیتلا اور مسانی کے پوجنے سے کیسے باز آئیں گے۔

جواب: اس سوال میں چند جگہ اشتباہ واقع ہوا اس سے خبردار رہنا چاہیے۔ تاکہ اللہ کے فضل سے سوال کا جواب اچھی طرح سمجھ میں آئے۔ (۱) مدد چاہنا اور چیز ہے اور پرستش دوسری چیز۔ عام مسلمان خلاف شرع اہل قبور سے مدد<sup>۲</sup> چاہتے ہیں اور پرستش نہیں کرتے۔ بت پرست<sup>۱</sup> مدد بھی چاہتے ہیں اور پرستش بھی کرتے ہیں۔ پرستش یہ

<sup>۱</sup> وہابی عالم کا یہ قول بھی غلط نہ زندہ خدا کا شریک ہو سکتا ہے نہ مردہ مستقل بالذات سمجھ کر مدد مانگنا دونوں سے ناجائز اور اللہ کی دی ہوئی قدرت سے متصرف سمجھنا کسی کو بھی شرک نہیں۔ اگرچہ جس کو اللہ تعالیٰ نے یہ قدرت نہیں دی ہے اس کی نسبت ایسا گمان کرے تو غلط ہوگا۔

<sup>۲</sup> اہل قبور سے مدد چاہنے کے دو طریقے ہیں ایک جائز ایک ناجائز، شاہ صاحب نے تفسیر عزیزی میں ان کی تفصیل کی ہے اور ہم اول کتاب میں اس کی نقل کر چکے ہیں۔ خلاصہ اس کا یہ ہے کہ اگر کوئی شخص زندہ یا مردے کسی کو بھی اللہ کے سوا قادر بالذات یا متصرف مستقل سمجھ کر مدد مانگے تو یہ ناجائز ممنوع اور اگر مدد الہی کا منظر اور اس کا پیارا سمجھ کر مدد چاہے تو جائز۔ تفصیل کے لئے دیکھو ہماری اسی کتاب کا صفحہ ۱۵۵۔

<sup>۱</sup> بت پرست بتوں کو معبود اور متصرف بالذات جان کر مدد طلب کرتے ہیں اس لئے یہ شرک ہے اور مسلمان اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو معبود اور متصرف بالذات نہیں جانتے۔ بلکہ وہ تمام مخلوق کو اللہ کا بندہ اور اس کا محتاج سمجھتے ہیں اور یہ اعتقاد کرتے ہیں کہ اولیاء اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہماری حاجت عرض کر کے کار بر آری کراتے ہیں۔ یا اللہ تعالیٰ نے انہیں کسی کام کی طاقت دی ہے وہ کر دیتے ہیں



ہے کہ سجدہ<sup>۲</sup> کرے یا طواف کرے یا اس کے نام کو بطریق تقرب ورد کرے یا اس کے نام پر جانور ذبح کرے یا اپنے آپ کو اس کا پجاری کہے۔ اگر کوئی جاہل مسلمان اہل قبور کے ساتھ بھی ایسا کرے تو وہ فوراً کافر ہو جائے گا۔ دوسرے مدد چاہنا دو طور پر ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ ایک مخلوق دوسری مخلوق سے مدد چاہے۔ جیسے امراء و بادشاہ سے نوکر اور فقراء بھی مدد چاہتے ہیں اور عوام الناس اولیاء سے چاہتے ہیں کہ جناب الہی میں ہماری حاجت عرض کیجئے۔ اس طرح کی مدد شرع میں زندہ اور مردہ دونوں سے جائز ہے۔ دوسرا طریقہ مدد چاہنے کا یہ ہے کہ جو چیزیں بالاستقلال جناب الہی کے ساتھ خاص ہیں جیسے بیٹا دنیا یا سینہ برسانا۔ یا بیماری دور کرنا یا عمر دراز کرنا وغیرہ کسی مخلوق سے چاہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا و سوال کرنا نیت میں نہ ہو (یعنی یہ سمجھے کہ یہ چیزیں یہ بزرگ خود دے دیں گے) اس

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱) یہ اعتماد ہرگز شرک نہیں چنانچہ شاہ صاحب غفریب مدد جائز و ناجائز کی تفصیل فرما رہے ہیں۔

۲۔ سجدہ اور طواف وغیرہ مطلقاً پرستش نہیں ہے بلکہ بنظر عبادت ہو تب تو شرک ہے چنانچہ شاہ صاحب علیہ الرحمہ تفسیر عزیزی صفحہ ۲۲۴ سورۃ بقرہ میں فرماتے ہیں۔ پیشانی بر زمین رسانیدن بدو طریق واقع می شود یکے آنکہ برائے ادائے حق عبودیت باشد و اس قسم در جمیع ادیان و ملل برائے غیر خدا حرام و ممنوع است و بیچ گاہ جائز شدہ (الی قولہ) دوم آنکہ برائے تکریم و تہیت باشد مانند سلام و سرخم کردن و اس معنی باختلاف رسوم عادات و مبدل از منہ مختلف است گاہے جائز است و گاہے حرام در قصہ حضرت یوسف و اخوان ایشان واقع شدہ خووالہ سجدا و در شریعت ما اس طریق ہم نعمائین مخلوقات حرام و ممنوع است۔ اس سے معلوم ہوا کہ سجدہ عبادت شرک ہے کبھی کسی شریعت میں غیر خدا کے لئے جائز نہیں ہوا اور سجدہ تہیت و تکریم شرک نہیں اس لئے پہلی شریعتوں میں جائز ہوا۔ ہماری شریعت میں وہ بھی حرام ہے طواف کی نسبت شاہ صاحب کے والد ماجد حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں فرمایا بعدہ ہفت کرت طواف کند دراں تکبیر بخواند و آغاز از راست بکند بعدہ طرف پایاں رخسارہ نمود و بیاید نزدیک روئے میت بشیند بگوید یا رب بست یکبار (انتباہ صفحہ ۱) یہاں شاہ صاحب کشف قبور قبر کا طواف کرنے اور میت کے پانوں کی طرف رخسارہ رکھنے کے لئے تعلیم دے رہے ہیں اب وہابی بتائیں کہ تقویت الایمان کے حکم سے شاہ صاحب کو مشرک مانیں گے یا تقویت الایمان کو باطل۔

طرح کہ مدد چاہنا حرام مطلق بلکہ کفر ہے اور اگر کوئی مسلمان کسی زندہ یا مردہ سے اس قسم کی مدد چاہے تو اسلام سے خارج ہو جائے بخلاف بت پرستوں کے کہ وہ اسی قسم کی مدد اپنے معبودان باطل سے چاہتے ہیں اور اس کو جائز سمجھتے ہیں<sup>۱</sup> اور یہ بات جو بت پرست نے کسی کہ میں بھی اپنے بتوں سے شفاعت<sup>۲</sup> چاہتا ہوں یہ بڑے دھوکے اور فریب کی بات ہے اس لئے کہ بت پرست ہرگز شفاعت<sup>۳</sup> نہیں چاہتے بلکہ شفاعت کے معنی تک نہیں جانتے ان کے دلوں میں شفاعت کا تصور تک نہیں ہوتا۔ شفاعت کے معنی سفارش ہیں اور سفارش یہ ہے کہ کوئی شخص دوسرے کے مطلب کو کسی اور کی خدمت میں عرض کرے۔ اور بت پرست اپنے مطالب کی درخواست کے وقت نہ یہ سمجھتے ہیں کہ تم پروردگار کے حضور میں ہماری سفارش کر دو اور ہماری مراد اس سے پوری کر دو بلکہ خاص اپنے بتوں سے مطلب کی درخواست کرتے ہیں۔ اور بت پرست کا یہ کہنا اہل قبور سے جو تمہارا مقصد ہے وہی ہمارا کالا اور کنہیا کی تصویروں سے ہے۔ یہ بات بھی غلط در غلط ہے اسلئے کہ جو جسم قبروں میں دفن ہیں ان کی ارواح کو ان کیساتھ ضرور تعلق رہتا ہے اسلئے کہ وہ رو حیں مدت دراز تک ان جسموں میں رہی ہیں اور بت پرست اپنے معبودوں کی قبروں کی تعظیم نہیں کرتے بلکہ اپنی طرف سے تصویریں اور پتھر اور درخت اور دریا قرار دیتے ہیں کہ فلاں کے صورت ہے بغیر اس کے کہ ان چیزوں کو ان روحوں کیساتھ کچھ بھی تعلق ہو یا ان کے بدن وہاں جلے ہو اس افترائی قرار داد میں کچھ اثر نہیں۔ ہاں بندوں کا حاجت روا خالق اکبر ہے جو اپنی رحمانیت سے ان کی مرادیں پوری کرتا ہے۔ اور بت پرست نادان سمجھتے ہیں کہ یہ تمام فائدے بتوں نے پہنچائے۔

۱۔ اور مسلمان پہلی قسم کی مدد چاہتے ہیں جو جائز ہے اور شرک نہیں تو بت پرستوں اور مسلمانوں میں بڑا فرق ہے۔

۲۔ یہی بت پرست والی بات مولوی اسماعیل بھی تقویت الایمان میں لکھتے ہیں۔

۳۔ تو مولوی اسماعیل کا یہ قول بالکل غلط اور فریب کاری ہو جو انہوں نے لکھا ہے کہ کفار کا یہی کفر و شرک تھا کہ وہ بتوں کو اپنا وکیل و سفارشی جانتے تھے۔



اللہ تعالیٰ عالم الغیب اپنے بندوں کے حالات جانتا ہے، اس کو ان کی اس زندگی میں ان کی حاجت روائی منظور ہے۔ چاہے یہ اپنا مطلب کسی سے مانگیں مگر وہ دیتا ہے جیسے مشفق باپ اپنے چھوٹے بچے کی حاجت کو جانتا ہے۔ اور جب وہ بچہ خدمت گار یا دایہ سے کچھ مانگتا ہے تو وہ چیز باپ دے دیتا ہے۔ ایسا ہی بتوں کا حال ہے بلکہ اہل اسلام کے قاعدہ کے مطابق اہل قبور سے مانگنے والے کو بھی اللہ ہی دیتا ہے اور سائل نے یہ جو لکھا ہے کہ جب اہل قبور سے مدد چاہنی جائز ثابت ہوئی تو ضعیف الاعتقاد مسلمان سیتلا اور مسانی کے پوجنے سے کیسے باز آئیں گے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اہل قبور سے مدد چاہنے اور سیتلا و مسانی کے پوجنے میں کئی وجہ سے فرق ہے۔ اول یہ کہ اہل قبور صالحین اور بزرگ لوگ ہیں۔ جن کے حالات خوب معلوم ہیں۔ اور سیتلا اور مسانی محض وہمی جن کی نسبت یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ کبھی تھے بلکہ ظاہر معلوم ہے کہ یہ سب ان لوگوں کی خیال بندی ہے۔ دوسری بات یہ کہ سیتلا اور مسانی کو اگر فرض بھی کیا جائے کہ وہ کبھی تھے تو وہ خبیث ارواح اور شیطانی وجود ہوں گے جنہوں نے خلق خدا کی ایذاء پر کمر باندھ رکھی ہے (جیسا کہ ہندوؤں کے اعتقاد سے ظاہر ہے) ان کو انبیاء اولیاء کی پاک روحوں سے کیا مناسبت<sup>۱</sup> تیسری بات یہ ہے کہ اہل قبور سے مدد چاہنا بطریق دعا کے ہے کہ جناب الہی میں عرض کر کے ہماری حاجت روائی کرا دیجئے اور بتوں وغیرہ کی پرستش اس اعتقاد کی بنا پر ہے کہ وہ قادر مستقل ہیں اور یہ اعتقاد کفر خالص ہے اب بحمد اللہ تعالیٰ مولوی اسماعیل کے قول کا بطلان بخوبی واضح ہو گیا اور ثابت ہو گیا کہ نذروں نیازوں منتوں کا ثواب بزرگان دین کو پہنچانا اور انہیں بارگاہ حق میں اپنا شفیع جاننا بالکل حق اور موافق شرع ہے مولوی اسماعیل کا اس کو شرک بتانا باطل اور گمراہی ہے۔

شرک کے معنی: مولوی اسماعیل صاحب شرک کے معنی لکھتے ہیں

۱۔ یہ تو حضرت شاہ صاحب کا ادب ہے اور تقویت الایمان والے نے تو ہر جگہ پاک بزرگوں کے ساتھ ان ناپاکوں ہی کا ذکر کیا ہے۔

”شرک کے معنی یہ ہیں کہ جو چیزیں اللہ نے اپنے واسطے خاص کی ہیں اور اپنے بندوں کے ذمہ نشان بندگی ٹھہرائی ہیں وہ چیزیں اور کسی کے واسطے کرنی جیسے سجدہ<sup>۱</sup> سکرنا اور اس کے نام کا جانور<sup>۲</sup> سکرنا اور اس کی منت<sup>۳</sup> ماننی اور مشکل<sup>۴</sup> کے وقت پکارنا۔ اور ہر جگہ حاضر و ناظر<sup>۵</sup> سمجھنا اور قدرت<sup>۶</sup> تصرف کی ثابت کرنی۔ ان باتوں سے شرک ثابت ہو جاتا ہے۔“

مولوی اسماعیل صاحب نے شرک کے معنی یہ قرار دیئے ہیں کہ ایسی چیزوں کا غیر خدا کے لئے کرنا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے خاص کی ہوں اور اپنے بندوں پر نشان بندگی ٹھہرائی ہوں تو جس میں یہ دونوں باتیں یا ان میں سے ایک بات نہ ہو وہ شرک نہ ہو گا اور ہر چیز کے شرک ہونے کے لئے ضروری ہو گا کہ اس کو خدا تعالیٰ نے اپنے لئے خاص کیا ہو اور اپنے بندوں کے حق میں نشان بندگی ٹھہرایا ہو اب یہ دیکھنا ہے کہ مولوی مذکور نے جو مثالیں شرک کی لکھی ہیں ان میں خود اس کے اپنے بیان کئے ہوئے معنی بھی پائے جاتے ہیں یا نہیں۔ یہاں مثال میں چھ چیزیں ذکر کی ہیں ایک سجدہ جس کو مطلقاً شرک قرار دیا ہے۔ باوجودیکہ سجدہ دو طرح کا ہوتا ہے۔ ایک سجدہ عبادت جو خدا کے سوا کسی کے لئے کبھی کسی شریعت میں حلال نہیں ہوا یہ سجدہ تو غیر خدا کے لئے شرک و کفر ہے۔ تفسیر کبیر میں ہے:

لَا سَجْدَةَ الْعِبَادَةِ لِغَيْرِ اللَّهِ كُفْرًا وَلَا يَرُدُّ بِالْكَفْرِ - (تفسیر کبیر جلد ۱ ص ۴۲۶)

یعنی سجدہ عبادت تو غیر خدا کے لئے کفر ہے اور کفر ہر گز مامور بہ نہیں ہوتا۔ خداوند عالم اس کا حکم نہیں فرماتا اللہ کے سوا جو شخص کسی کو مقصد عبادت سجدہ کرے۔ وہ مشرک ہے۔ دوسرا سجدہ تحیت و تعظیم، یہ سجدہ بھی ہماری شریعت میں اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کے لئے جائز نہیں حرام ہے لیکن شرک و کفر نہیں اسی لئے پہلی شریعتوں میں جائز تھا اگر کفر ہوتا تو کبھی جائز نہ ہو سکتا۔ حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو ملائکہ کا سجدہ جو قرآن پاک میں مذکور ہے: وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ ط



أَبَى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ ۝

یعنی یاد کرو۔ جب ہم نے فرشتوں سے فرمایا کہ آدم (علیہ السلام) کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے انکار کیا اور تکبر کیا اور وہ کافروں میں سے تھا۔

اسی طرح حضرت یوسف علیہ السلام کے لئے ان کے بھائیوں کے سجدہ کا قرآن پاک میں ذکر ہے۔ وَخَرُّوْا لَهُ سُجَّدًا کہ وہ حضرت یوسف علیہ السلام کے لئے سجدہ میں گر گئے۔ یہ سجدے تعظیمی ہیں۔  
تفسیر لباب التاویل میں ہے:

وَكَانَ سُجُودَ تَحِيَّةٍ وَتَعْظِيمٍ لَا سُجُودَ عِبَادَةٍ كَسُجُودِ اخْوَةِ يُوسُفَ۔ (تفسیر خازن جلد اول صفحہ ۸۷)

یعنی حضرت آدم علیہ السلام کے لئے فرشتوں کا سجدہ سجدہ تعظیم و تحیت تھا۔ سجدہ عبادت نہ تھا جیسا کہ برادران یوسف علیہ السلام کا سجدہ سجدہ تعظیم تھا۔ عبادت نہ تھا۔ تفسیر کبیر میں ہے:

قَالَ قَتَادَةُ فِي قَوْلِهِ وَخَرُّوْا لَهُ سُجَّدًا كَانَتْ تَحِيَّةُ النَّاسِ يَوْمَئِذٍ سُجُودَ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ وَعَنْ ضَهَبٍ أَنَّ مَعَادًا لَمَّا قَدِمَ مِنَ الْيَمَنِ سَجَدَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مَعَادُ مَا هَذَا قَالَ إِنَّ الْيَهُودَ تَسْجُدُ لِعُظَمَائِهَا وَعُلَمَائِهَا وَرَأَيْتُ النَّصَارَى تَسْجُدُ لِقَسِيْسِيْهَا وَبَطَارِقَتِهَا قُلْتُ مَا هَذَا قَالُوا تَحِيَّةُ الْأَنْبِيَاءِ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَذَبُوا عَلَى أَنْبِيَائِهِمْ۔

یعنی قتادہ نے وَخَرُّوْا لَهُ سُجَّدًا کی تفسیر میں کہا ہے کہ اس زمانہ میں سجدہ کرنا لوگوں کے درمیان ایک تحیت و تعظیم تھی۔ اور صیب سے مروی ہے کہ جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے آئے انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو سجدہ کیا حضور نے فرمایا اے معاذ یہ کیا عرض کیا کہ یہود اپنے عالموں اور بزرگوں کو سجدہ کرتے ہیں۔ میں نے کہا یہ کیا ہے تو انہوں نے کہا کہ انبیاء علیہم السلام کی تحیت ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

فرمایا کہ انہوں نے اپنے انبیاء پر جھوٹ بولا۔ یعنی سجدہ انبیاء علیہم السلام کی تحیت معبودہ مستمرہ نہیں ہے یہود و نصاری جھوٹے ہیں لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ نہ فرمایا کہ یہ شرک ہے نہ یہ فرمایا کہ تم نے سجدہ کیا یہ شرک ہوا اور سر تو اسلام لاؤ۔

مولوی اسماعیل کے نزدیک مطلقاً سجدہ شرک ہے ان کے طور پر تمام ملائکہ مشرک برادران یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام مشرک اور خداوند عالم نے ملائکہ کو سجدہ کا حکم دیا معاذ اللہ اس نے بھی شرک کا حکم دیا موصد ہے تو اسماعیل کے نزدیک شیطان ہے جس نے خدا کے حکم سے بھی ملائکہ کو سجدہ نہ کیا اللہ تعالیٰ اس شیطانی توحید سے پناہ میں رکھے۔ آمین

اب اسماعیل اور اسماعیلیوں سے دریافت کیجئے کہ وہ کونسی دلیل ہے جس سے یہ معلوم ہو کہ سجدہ تعظیمی کو اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے خاص کیا اور اپنے بندوں سے حق میں نشان بندگی ٹھہرایا اور جب کوئی دلیل نہیں تو شرک کس طرح ہوا۔ محض تمہارے کہہ دینے سے کوئی چیز شرک نہیں ہو سکتی بلکہ بے دلیل تمہاری بات کا ماننا تفویت الایمان کے حکم سے خود شرک ہے۔ تفویت الایمان صفحہ ۹ میں لکھا ہے۔ اور مالک ٹھہراتے ہیں مولویوں اور درویشوں کو سو اس بات کا ان کو حکم نہیں ہوا۔ اور اس سے ان پر شرک ثابت ہوتا ہے۔

(۲) مولوی اسماعیل نے شرک کی دوسری مثال یہ لکھی ہے اور اس کے نام کا جانور کرنا۔ اس پر بھی دلیل قائم کرنا تھی۔ کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے خاص کیا۔ اور اپنے بندوں پر نشان بندگی ٹھہرایا۔ مگر کوئی دلیل نہیں ہے۔ محض اپنی رائے اور اپنا حکم اور وہ تفویت الایمان صفحہ ۹ کے حکم سے شرک۔ مسئلہ بعونہ تعالیٰ ہم اپنی اسی کتاب کے صفحہ اور میں بیان کر آئے ہیں۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ غیر کے نام کا جانور کرنے سے اگر یہ مراد ہے کہ جانور کو وقت ذبح کے علاوہ کسی اور کی طرف نسبت کرنا اور یہ کہہ دینا کہ یہ گائے زید کی ہے یا عتیقہ کی ہے۔ یا فلا نے کی دعوت کی ہے۔ یہ سب شرک ہے تو یہ حکم غلط اور باطل خلاف شرع اور گائے یا جانور جائز حلال طیب۔ اور اس طرح مولوی اسماعیل کے نزدیک تمام دنیا مشرک ہی مشرک ہوگی۔



(۳) اس کی منت مانتی یہ مولوی اسماعیل صاحب نے شرک کی تیسری مثال لکھی ہے۔ اس سے اگر یہ مراد ہو کہ نذر سے غیر اللہ کی طرف تقرب منظور ہو تو ایسا دنیا میں کوئی مسلمان نہیں سمجھتا بلکہ کسی مومن کے دل میں اس کا خطرہ بھی نہیں ہوتا یہ مسلمانوں پر افترا ہے اور اگر یہ مراد ہے کہ شے منذور کا ثواب کسی بزرگ کی روح کو پہنچانا شرک ہے تو یہ غلط۔ بتاؤ اس کو کب اللہ تعالیٰ نے اپنے ساتھ خاص کیا۔ اور اپنے بندوں کے حق میں کہاں نشان بندگی ٹھہرایا۔

اس مسئلہ کی تفصیل قریب ہی گزر چکی ہے۔

(۴) مشکل کے وقت پکارنا۔ تقویت الایمان میں شرک کی چوتھی مثال یہ لکھی ہے ہم اس مسئلہ کو بوضاحت تمام اپنی اسی کتاب کے صفحہ ۱۰۰ سے صفحہ ۱۰۱ تک لکھ آئے ہیں وہاں ملاحظہ کیجئے۔ مگر وہابی یہ یاد رکھیں کہ نذر و نیاز وغیرہ کو شرک بتا دینا تو سہل تھا اس میں دین کے سوا اور کسی چیز کا نقصان نہ تھا۔ مگر مشکل کے وقت پکارنے کو شرک بتانے سے سخت مشکل پیش آئے گی۔ کسی نے پکڑ کر پیٹنا شروع کیا آپ پولیس کو یا اور کسی اپنے رفیق یا معاون کو پکاریں تو شرک ہو جائے۔ چپ چاپ پیٹتے رہئے؟ کیسے جاہلانہ خیال ہیں۔ رات دن اپنے حاجات و ضروریات کے لئے آدمی اپنے متعلقین و خدام کو پکارتا ہے۔ تو اسماعیلی دین میں ساری دنیا ہی مشرک ہوئی۔ اگر یہ کہے کہ زندوں کو پکارتے ہیں یہ شرک نہیں تو یہ سراسر باطل ہے۔ جو بات اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے خاص کی ہو اور اپنے بندوں پر نشان بندگی ٹھہرائی ہو وہ سب کے لئے شرک ہے زندہ کے لئے نہ ہو۔ یہ کہاں کا دین ہے۔ اور مقبولان بارگاہ کو مردہ کون کہتا ہے۔ اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰهِ لَا یَمُوتُوْنَ راہ خدا میں جان دینے والوں کو قرآن پاک زندہ کہتا ہے۔ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَاءٌ اور راہ خدا میں جان دینے والوں کو مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں تو کیا اب مولوی اسماعیل اور ان کے متبعین شہداء کو مشکل کے وقت پکارنے کی اجازت دیں گے جن کی حیات قرآن پاک سے ثابت ہے اگر نہ دیں گے تو پھر اور کسی زندہ کا پکارنا کسی دلیل سے جائز سمجھتے ہیں۔

(۵) ہر جگہ حاضر و ناظر سمجھنا۔ (۶) اور قدرت تصرف ثابت کرنی۔

مولوی اسماعیل صاحب نے شرک کی پانچویں اور چھٹی مثالیں یہ دی ہیں اور اپنے حسب عادت محض اپنی رائے سے اس کو شرک بتا دیا ہے نہ اس پر قرآن و حدیث سے کوئی دلیل ہے نہ خود ان کی اپنی بیان کی ہوئی تعریف شرک اس پر صادق آتی ہے کیونکہ کسی نبی یا ولی یا فرشتہ کو کوئی مسلمان ہر جگہ ناظر اور متصرف بالذات نہیں جانتا لیکن مولوی اسماعیل صاحب باوجود اس کے بھی مسلمانوں کو مشرک ٹھہرا رہے ہیں۔ کیونکہ اولیاء انبیاء علیہم السلام کے علم و تصرف عطاۃ الہی کے تمام مسلمان معتقد ہیں اور مولوی اسماعیل صاحب حکم شرک کو علم و تصرف ذاتی کے ساتھ خاص نہیں کرتے بلکہ صاف تصریح کرتے ہیں۔

”پھر خواہ یوں سمجھئے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔“ (تقویت الایمان ص ۱۰۰)

اس عبارت میں علم و قدرت عطائی کے اثبات کو بے دریغ شرک بتایا ہے تو ضرور مولوی اسماعیل کے نزدیک شرک کی تعریف اس پر صادق آتی ہوگی۔ اور شرک کی تعریف میں وہ کہتے ہیں کہ اس چیز کو اللہ نے اپنے لئے خاص کیا ہو اور اپنے بندوں پر نشان بندگی ٹھہرایا ہو تو ان کے نزدیک غیر کی تعلیم سے عالم ہونا اور غیر کے قدرت دینے سے متصرف ہونا ایسی چیزیں ہیں جو اللہ نے اپنے لئے خاص کی ہیں اور معاذ اللہ ان کا مفروض خدا علم ذاتی نہیں رکھتا دوسرے سے سیکھا ہوا ہے اور قدرت ذاتی نہیں رکھتا بندوں کی طرح دوسروں کے قدرت دینے سے تصرف کر سکتا ہے تو پوچھو وہابیوں سے کہ تمہارے اعتقاد میں وہ دوسرا کون ہے جو خدا کو سکھاتا اور اس کو قدرت دیتا ہے۔ کیا خدا کے لئے اور کوئی خدا تجویز کر لیا۔ تَعَالٰی اللّٰہُ عَمَّا یَقُوْلُ الظَّالِمُوْنَ یہ ہے ان بے دینوں کی سڑی ہوئی توحید یہ لوگ خدا کے بھی قائل نہیں اس کو بھی عالم بالذات اور متصرف بالذات نہیں جانتے اور اپنے اس ناپاک اعتقاد پر مسلمانوں کو مشرک کہتے ہیں۔ تف اس بے دینی پر پھر کسی کے لئے قدرت تصرف ثابت کرنا اگر شرک ہو تو کوئی وہابی شرک سے نہ بچے کہ حکومت



و سلطنت کے تصرفات مانتا ہے۔ کفار و فساق کے تصرفات کا قائل ہے۔ شیطان تک کے تصرفات کا معتقد ہے۔ قرآن کریم اور احادیث شریفہ میں بے شمار مخلوق کے تصرفات کا بیان ہے شریعت طاہرہ نے جزا کا مدار ہی تصرف پر رکھا ہے بندہ اپنے خدا داد قدرت و اختیار سے جو تصرف کرتا ہے اسی پر اس کو جزا دی جاتی ہے اور جو کام اس کی قدرت میں نہ ہو اور اختیار سے صادر نہ ہو اس پر کوئی گرفت نہیں ان تمام تصرفات کو مان کر ایک ایک وہابی کے ذمہ کروڑوں بلکہ بے شمار شرک نکلیں گے۔

اب رہی یہ بات کہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہوتا یعنی ہر جگہ اور ہر مقام کا علم رکھنا یہ شرع میں کسی کے لئے ثابت ہے یا نہیں اس کو ملاحظہ فرمائیے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَكَذَلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ لِيَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ط ایسے ہی دکھائے ہم نے (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کو تمام آسمانوں اور زمینوں کے ملک۔ تاکہ وہ عین الیقین والوں میں سے ہو جائیں۔ قرآن حکیم کے بیان سے تمام آسمانوں اور زمینوں کے ملک حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیش نظر اور ان کے رو برو حاضر ہیں اور وہ ہر جگہ کا معائنہ فرما رہے ہیں۔ اسی کو تقویت الایمان والے نے شرک بتایا تھا۔

اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شریف میں ہے۔ حدیث فَعَلِمَتْ مَا فِي السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ کی شرح میں حضرت علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”پس دانستم ہرچہ در آسمانہا و ہرچہ در زمین بود عبارت بہت از حصول تمامہ علوم جزوی و کلی و احاطہ آں“

یعنی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہو گیا جو کچھ آسمانوں میں ہے۔ اور جو کچھ زمینوں میں ہے۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں۔ اس سے یہ مراد ہے کہ تمام جزوی و کلی عام حضور کو حاصل ہو گئے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سب کا احاطہ فرمالیا۔ حضرت شیخ نے اسی حدیث کی شرح کے آخر میں فرمایا پس ازاں دانست عالم را و حقائق آنرا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم اور عالم کے تمام حقائق کو جانا۔ اب پوچھو

اسمعیل سے سارا جہاں محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش نظر ہے۔ ذرہ ذرہ علم مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں حاضر ہے۔ تقویت الایمان شرک کا منہ کالا ہو جو آیات و احادیث کی ایسی بے دریغ مخالفت کرتا ہے اسی اشعۃ اللمعات میں ہے:

”و نیز آنحضرت ﷺ ہمیشہ نصب العین مومنان و قرۃ العین عابدان ست در جمع احوال و اوقات خصوصاً در حالت عبادت و آخر آن کہ جو نورانیت و انکشاف دریں محل پیشتر و قوی ترست و بعضی از عرفا گفتہ اند کہ ایں خطاب بجمت سران حقیقت محمدیہ ست در ذرائع موجودات و افراد ممکنات پس آنحضرت در ذوات معلیان موجود و حاضر است پس مصلی را باید کہ ازیں معنی آگاہ باشد و ازیں شہود غافل نبود تا بانوار قرب و اسرار معرفت متور و قافز گردد۔“

خلاصہ اس عبارت کا یہ ہے کہ حضور انور ﷺ ہمیشہ مومنین کے پیش نظر اور عابدوں کے نور دیدہ ہیں۔ تمام حالات اور جملہ اوقات میں خاص کر حالت عبادت میں اور اس کے آخر میں انکشاف و نورانیت کا وجود اس حالت میں پیشتر اور قوی تر ہوتا ہے اور بعض عرفا نے فرمایا ہے کہ یہ خطاب یعنی التیمات میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو السَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ کہہ کر سلام عرض کرنا اس وجہ سے ہے کہ حقیقت محمدیہ موجودات کے ذرہ ذرہ اور ممکنات کے ہر ہر فرد میں سرایت کئے ہوئے ہے۔ اس لئے آنحضرت ﷺ نمازیوں کی ذاتوں میں موجود اور حاضر ہیں۔ پس چاہیے کہ نمازی اس سے باخبر اور آگاہ رہے تاکہ قرب کے انوار اور معرفت کے اسرار سے فیض یاب ہو۔

حضرت شیخ محقق قدس سرہ کی اس تحقیق و تصریح سے ثابت ہوا کہ عرفا کے نزدیک حقیقت محمدیہ موجودات کے ذرہ ذرہ اور ممکنات کے ہر ہر فرد میں موجود ہے تو اب کہتے ہر جگہ موجود ہونا اور کس کو کہتے ہیں مگر ہر ذرہ میں یہ جلوہ گری اللہ تعالیٰ کی عطا اور اسی کی مرضی سے ہے اور در حقیقت قدرت الہی کا ایک ظہور شان ہے جس طرح آفتاب کی روشنی مشرق سے مغرب تک شہروں قصبوں قریوں آبادیوں ویرانوں جنگلوں پہاڑوں



دریاؤں، سمندروں میں ہر مقام پر موجود ہوتی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت و حکمت ہے ناظر عاقل اس سے سبق معرفت حاصل کرتا ہے۔

برگ درختاں سبز در نظر ہوشیار ہر ورقے دفتریت معرفت کردگار  
مگر حضرت شیخ نے اپنی اس عبارت کے اول میں فرمایا کہ آنحضرت ہمیشہ نصب العین مومنان است اس عبارت سے جیسے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سرکار دولت مدار سید عالم ﷺ ہمیشہ مومنین کی نظر کے سامنے ہیں اور اہل ایمان کو یہ دولت ہمیشہ میسر ہے ایسے ہی یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ دیدار اور حضور سے استفادہ اور حصول برکت مومنین کا حصہ ہے بے دین کو رباطن خفاش کی طرح آفتاب نبوت کے انوار سے محروم ہیں۔ اس لئے اگر کوئی تاریک باطن انکار کرے تو وہ اپنی نابینائی کی شہادت دیتا ہے۔ اس مسئلہ پر اور مزید دلائل و عبادات پیش کرنے کی حاجت نہیں اہل ایمان کے اطمینان کے لئے انشاء اللہ العزیز اس قدر کافی ہے۔ اب ایک عبارت زمانہ موجودہ کے وہابیہ کی یہ مایہ ناز کتاب المہند کی بھی پیش کر دی جائے تاکہ دیوبندی صاحبوں کو معلوم ہو جائے کہ تقویت الایمان کے حکم سے وہ کیسے بکے مشرک ہیں۔ ملاحظہ ہو شیخ احمد مالکی جن کا نام مہند میں القاب و اداب اور تعریف و توصیف کے ساتھ چھ سطروں میں لکھا ہے وہ اپنی تقریظ میں فرماتے ہیں۔ جو اسی المہند میں چھپی ہے۔

أَمَّا قَدْ دُومَ زُوجِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فِي بَعْضِ الْأَحْيَانِ لِبَعْضِ الْخَوَاصِّ أَمْرٌ  
غَيْرُ مُسْتَبْعَدٍ وَ مُعْتَقَدٌ هَذَا الْقَدَرُ لَا يُعَدُّ مُخْطِئًا لِكُونِهِ أَمْرًا مُمَكِّنًا فَهُوَ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى فِي قَبْرِهِ الشَّرِيفِ يَتَصَرَّفُ فِي الْكَوْنِ بِإِذْنِ اللَّهِ كَيْفَ يَشَاءُ۔  
(المہند مطبوعہ عزیز المطابع میرٹھ ص ۶۲)

”اور اس کا ترجمہ بھی اسی میں اس طرح لکھا ہے) پس کبھی خواص میں سے کسی بزرگ کے لئے کسی خاص وقت میں جناب رسول اللہ ﷺ کی روح پر فتوح کے تشریف لانے میں کچھ استبعاد نہیں کیونکہ ایسا ہو سکتا ہے اور اتنی بات کا عقیدہ رکھنے والا برسر غلطی نہ

سمجھا جائے گا کیونکہ حضرت ﷺ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں باذن خداوندی کون (جہان) میں جو چاہتے ہیں تصرف فرماتے ہیں۔“

اس عبارت میں حضور کی روح پاک کا تشریف لانا قبر مبارک میں زندہ ہونا تمام جہان میں باذنہ تعالیٰ اپنے حسب مرضی و خواہش تصرف کرنا ثابت کیا گیا ہے۔ دیوبندی صاحبوں نے اس کو سند کے طور پر اپنی کتاب میں نقل کیا ہے۔ یہ تمام باتیں تقویت الایمان کے خلاف ہیں اور تصرف پر تو اس میں شذوذ کے ساتھ شرک کا حکم دیا ہے۔ اب دیوبندی بتائیں کہ وہ تقویت الایمان کو مان کر مشرک ہونا قبول کریں گے یا تقویت الایمان کو باطل و ضلالت بتائیں گے اگرچہ تصرف کا مسئلہ خود مخالفین کی نقل کی ہوئی عبارت سے بخوبی ثابت ہو گیا مگر مسلمانوں کے اطمینان کے لئے اس موقع پر حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ایک عبارت پیش کرتا ہوں جو اشعہ اللمعات شرح مشکوٰۃ شریف میں فرماتے ہیں:

”و ملک و ملکوت جن و انس و تمامہ عوالم بتقدیر و تصرف الہی عز و علا در حیطہ قدرت و تصرف وے بود صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔“ (اشعہ اللمعات جلد اول ص ۳۳)

اس عبارت سے جن و انسان کے تمام ملک اور کل جہان کا بفضل الہی حضور کے قدرت و تصرف میں ہونا معلوم ہوا۔ اسی کو تقویت الایمان میں شرک بتایا تھا۔

مولوی اسماعیل نے شرک کے معنی کی توضیح میں جو چھ مثالیں پیش کی تھیں ان کا تو حال معلوم ہو چکا ہے۔ اس کے بعد مولوی مذکور نے انبیاء و اولیاء (علیہم السلام) کی شان عالی میں یہ گستاخانہ کلمہ لکھا ہے۔

”اور اس بات میں اولیاء انبیاء اور جن و شیطان میں اور بھوت و پری میں کچھ فرق نہیں۔“ (تقویت الایمان ص ۸)

اولیاء و انبیاء کا ذکر اور ذیلین ترین مخلوق مقہور بارگاہ الہی شیطان اور بھوت کے ساتھ اس بے ادبی سے مسلمانوں کے تو دل لرزتے ہیں۔ مگر وہابیہ ایسی بے ادبیوں اور گستاخیوں کے عادی ہو گئے ہیں۔ اگر ان کی نسبت کہہ دیا جائے کہ مولوی اسماعیل اور شیطان و



بھوت میں اس بات میں کچھ فرق نہیں تو آپ سے باہر ہو جائیں۔ لیکن انبیاء و اولیاء علیہم السلام کی شان میں کچھ پرواہ نہیں۔ یہ کیا دین ہے۔ وہابیہ تو حضرات انبیاء و اولیاء علیہم السلام کے فضائل و کمالات کا انکار اور مسلمانوں کو حضرت انبیاء علیہم السلام کی تعظیم و توقیر کی بناء پر مشرک بتائیں اور اس مقصد کے لئے قرآن و حدیث اور ان کے معانی میں تحریف و تبدیل کریں اور اپنی فرضی و اختراعی توحید کے حیلہ سے مقبولان بارگاہ کی شان میں بے ادبی کے کلمے لکھیں۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ جو سب کا خالق و رازق مالک و مولیٰ ہے وہ جب مسیح پرست کا رد فرمائے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو معاذ اللہ خدا کا بیٹا کہیں الہ جانیں ان کی پرستش کریں تو وہ مالک الملک ان کے کفار کے رد میں بھی کہیں کوئی ایسا کلمہ نہ فرمائے جو ذرا بھی شان انبیاء علیہم السلام کے لئے ہلکا ہو اپنی توحید کا بیان فرمائے نصاریٰ کے بطلان کا اظہار کرے مگر حضرت مسیح علیہ السلام کی عظمت کے خلاف کوئی لفظ نہ ارشاد کرے وہ فرماتا تو حق تھا وہ ان کا مالک و مولیٰ ہے مگر اسی نے تو انہیں عزت دی جس سے بے دین جلتے ہیں۔ تقویت الایمان کی طرح کہیں یہ نہ فرمایا کہ اے نصاریٰ پوجنا سب کا شرک ہے۔ اس بات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور بت برابر ہیں۔ (معاذ اللہ) یہ طرز اور یہ انداز گفتگو اپنے مقبولوں کے حق میں اللہ سبحانہ نے گوارا نہ فرمایا جو ان کا خالق و مالک ہے تو اسمعیل کا کیا منہ ہے کہ اس طرح بے ادبانہ زبان کھولتا ہے اور ان کے قلوب کیسے سیاہ ہو گئے ہیں جو یہ سب باتیں دیکھ کر اس کی حمایت کئے جاتے ہیں۔

اس کے بعد مولوی اسمعیل صاحب نے ان چیزوں کی شمار کی ہے جو ان کے خیال میں اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے خاص کر لی ہیں اور ان میں سے کسی چیز کو دوسرے کے لئے ثابت کرنا ان کے نزدیک شرک ہے اب میں اختصار کی غرض سے انہیں ایک جدول میں لکھ کر اس کے مقابل مختصر جواب درج کرتا ہوں۔

## فہرست شریکات وہابیہ مع جواب

مختصر جواب	وہ امور جو مولوی اسمعیل کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے خاص کر لئے ہیں اور غیر کیلئے ان کا ثابت کرنا شرک ہے۔
اس کا جواب بالتفصیل گزر چکا ہے ملاحظہ فرمائیے۔ صفحہ ۱۰	۱۔ ہر جگہ حاضر ناظر رہنا۔ (تقویت الایمان ص ۱۰)
علم بالذات تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اور اس کو کوئی کسی دوسرے کے لئے ثابت نہیں کرتا۔ رہا علم عطائی وہ عطاۃ الہی اس کے خاص بندوں کے لئے ثابت ہے اس کو اللہ تعالیٰ کے لئے خاص بتانا علم الہی کی توہین و تنقیص اور اس کو غیر سے مُکْتَسَب کہنا ہے اور یہ کفر ہے۔ تَعَالٰی اللّٰہُ عَنْ ذٰلِکَ عَلُوًّا کَبِیْرًا حدیث ترمذی میں ہے حضور نے فرمایا: فَتَجَلِّیْ لِیْ کُلُّ شَیْءٍ وَ عَرَفْتُ مِیْرَے لئے ہر چیز ظاہر ہو گئی اور میں نے پہچان لی۔ اس کو شرک بتانا کھلی بے دینی و گمراہی ہے۔	۲۔ ہر چیز کی خبر ہر وقت برابر رکھنی۔ (تقویت الایمان ص ۱۰)
یہ کون سی آیات یا حدیث میں اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے خاص کیا ہے اور بندوں پر نشان بندگی ٹھہرایا ہے جس چیز کو دل میں آیا منہ اٹھا کر شرک کہہ دیا۔ دلیل کی ضرورت نہ ثبوت کی حاجت۔ ماں باپ رات دن اولاد کا نام اٹھتے بیٹھتے یعنی بکثرت لیا کرتے ہیں۔ آقاؤں کو ہر وقت پکارتے ہیں۔ دوست اپنے دوستوں کو ہر لحظہ یاد کرتے ہیں۔ اسمعیل کے نزدیک یہ سب شرک ہے۔ اولاد اپنے باپ دادا کا ذکر کرتی اور نام لیتی ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَادْكُرُوا اللّٰهَ کَذِکْرِکُمْ اَیْمًا ثُمَّ اَوْاسِدْ ذِکْرًا۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو حکم فرماتا ہے کہ تم اللہ	۳۔ کسی کا نام اٹھتے بیٹھتے لینا۔ (تقویت الایمان صفحہ ۱۰)



نمبر شمار

وہ امور جو مولوی اسماعیل کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے خاص کر لئے ہیں اور غیر کیلئے ان کا عابت کرنا شرک ہے۔

مختصر جواب

تعالیٰ کا ایسا ذکر کرو جیسا اپنے باپ دادا کا کیا کرتے ہو یعنی بکثرت اٹختے بیٹھتے تو کیا تقویت الایمان والا قرآن کے اس حکم کو بھی شرک کے گایہ ہے اس کا شرک جس سے کوئی نہیں بچ سکتا۔ مخلوق نہ خالق جل وعلا۔

۴۔

دور نزدیک سے پکارنا۔ (تقویت الایمان ص ۱۰)

یہ بھی شرک نہیں نہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ساتھ خاص کیا نہ اپنے بندوں پر نشان بندگی ٹھہرایا بلکہ شرع مطہر نے ہر نماز میں السّلام علیک ایتھا التّبیٰ کہہ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پکارنے کی تعلیم دی چاہے نمازی چین میں ہو یا جاپان میں روم میں ہو یا ایران میں اور اس مسئلہ کی تحقیق اول کتاب میں گزر چکی۔

۵۔

بلا کے سقابے میں اس کی وہابی دینی دشمن پر اس کا نام لے کر حملہ کرنا۔ (تقویت الایمان ص ۱۰)

یہ بھی شرک نہیں نہ اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ساتھ خاص کیا نہ بندوں پر نشان بندگی ٹھہرایا۔ بے دین خدا پر افترا کرتے ہیں۔ یہ مسئلہ بھی اول کتاب میں بوضاحت تمام آچکا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَكَانُوا مِنْ قَبْلِ يَسْتَفْتَحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا۔ یہود حضرت سید عالم ﷺ کے رونق افروز عالم ہونے سے پہلے آپ کے نام مبارک کے وسیلہ سے کافروں پر فتح و نصرت طلب کرتے تھے۔ قرآن پاک کا یہ مضمون تقویت الایمان والا شرک بتا رہا ہے اور وہابی سب اس کی غلامی کرتے ہیں۔ لاحول ولا قوہ الا باللہ

۶۔

اس کے نام کا ختم پڑھے۔ (تقویت الایمان ص ۱۰)

اس آیت یا حدیث میں آیا ہے کہ نام کا ختم پڑھنا اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے خاص کیا اور بندوں پر نشان بندگی ٹھہرایا۔ ختم اسی کو تو

مختصر جواب

نمبر شمار وہ امور جو مولوی اسماعیل کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے خاص کر لئے ہیں اور غیر کیلئے ان کا عابت کرنا شرک ہے۔

کہتے ہیں کہ مشکل کے وقت کسی کے نام کا ورد کرے اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے وہ مشکل رفع فرمائے یہ خود حدیث میں وارد ہے۔ قال صلی اللہ علیہ وسلم من عسرت علیہ حاجۃ فلیکثر بالصّلوۃ علی فانہا تکتشف الہموم والغموم والکروب وتکثر الأرزاق وتفضی الحوائج (ولائل الخیرات مطبوعہ مطبع رزاقی کانپور صفحہ ۱۲) حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص پر کوئی حاجت دشوار ہو اس کو چاہئے کہ مجھ پر درود و شریف کی کثرت کرے۔ یونکہ درود و شریف غموں فکروں اور کربوں کو دور کرتا ہے۔ اور رزق زیادہ کرتا ہے اور حاجت روا کرتا ہے۔ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام پر پاک کا ختم ہے جو حدیث شریف میں تعلیم کیا گیا پھر ختم میں تو ایک محدود تعداد میں ذکر ہوتا ہے حضور کے ذکر کی کثرت تو اس سے بھی بدرجہا زیادہ مقتضائے ایمان ہے۔ کیونکہ حدیث شریف میں وارد ہے۔ لَا یُؤْمِنُ أَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ أَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ متفق علیہ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۲) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تمام دنیا سے زیادہ حضور کی محبت مقتضائے ایمان ہے اور کثرت ذکر مقتضائے محبت کی حدیث شریف میں وارد ہے۔ لَا یُؤْمِنُ أَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ أَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۲) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تمام دنیا سے زیادہ حضور کی محبت مقتضائے ایمان ہے اور کثرت ذکر مقتضائے محبت کی حدیث شریف میں وارد ہے۔ من احب شیئاً اکثر ذکرہ



## مختصر جواب

نمبر شمار وہ امور جو مولوی اسماعیل کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے خاص کر لئے ہیں اور غیر کیلئے ان کا ثابت کرنا شرک ہے۔

جو کسی چیز سے محبت رکھتا ہے اسی کا ذکر زیادہ کرتا ہے تو جو ایمان کامل رکھتا ہے وہ حضور کی محبت سب سے زیادہ رکھتا ہے وہ حضور کا ذکر بہت کثرت سے کرتا ہے جلتے والے جلا کریں۔ ایماندار حضور ہی کے ذکر میں رہتے ہیں اور رہیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ شرک بتانے والوں کا منہ تو اللہ تعالیٰ نے کالا کر دیا یہ کثرت ذکر ہی سے جلتے ہیں۔ ختم ہی کو روتے ہیں وہاں اس نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر عبادتوں میں داخل کر دیا اذان ہے تو اس میں حضور کا ذکر تکبیر ہے تو اس میں حضور کا ذکر نماز ہے تو اس میں حضور کا ذکر حضور پر عرض سلام حضور پر درود و شریف اب دشمنان ایمان نماز تکبیر اذان سب کو چھوڑیں ان کا فرضی شرک سب جگہ موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت دے۔ اب وہابیوں سے ایک اور بات دریافت طلب ہے۔ وہ یہ کہ کبھی حضور اقدس نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ نے اللہ تعالیٰ کے نام کا ختم پڑھا ہے ایسا ہو تو کوئی حدیث پیش کرو اور اگر یہ ثابت نہ ہو تو کیا تمام صحابہ میں سے کسی میں بھی یہ نشان بندگی پایا نہیں گیا اور اگر یہ نشان بندگی نہیں تو غیر کے لئے ایسا کرنا شرک کیسے ہو گیا۔ پڑھو تقویت الایمان کی تعریف شرک۔

کیا یہ بھی خدا نے اپنے ساتھ خاص کیا اور اپنے بندوں پر نشان بندگی ٹھہرایا۔ پوچھو وہابیوں سے کہ تم میں نشان بندگی پایا جاتا ہے یا نہیں اگر نہیں تو تم کیسے بندے ہو کہ نشان بندگی سے بھی محروم ہو اور اگر پایا جاتا ہے تو خدا کی صورت کا تصور کیا کرتے ہو اس کے لئے صورت بھی گھڑ رکھی ہے۔ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا

۷۔ اس کی صورت کا تصور باندھنا۔ (تقویت الایمان ص ۱۰)

## مختصر جواب

نمبر شمار وہ امور جو مولوی اسماعیل کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے خاص کر لئے ہیں اور غیر کیلئے ان کا ثابت کرنا شرک ہے۔

يَصِفُونَ ۵ اللہ تعالیٰ صورت سے پاک ہے اس کے لئے صورت ماننا کفر و بے دینی ہے۔ شرح عقائد میں ہے: وَلَا لَهْصُورَ أَيْ ذِي صُورَةٍ وَ شَكْلٍ مِثْلَ صُورَةِ الْإِنْسَانِ وَالْفَرَسِ لِأَنَّ تِلْكَ مِنْ خَوَاصِّ الْأَجْسَامِ يَخْصُلُ لَهَا بِوَاسِطَةِ الْكَمِّيَّاتِ وَالْكَيفِيَّاتِ وَاحْاطَةُ الْخُذُودِ وَالتَّهْيَاتِ (شرح عقائد نسفی مطبع محمدی ص ۲۷) یعنی اللہ تعالیٰ شکل و صورت نہیں رکھتا جیسے کہ انسان یا فرس رکھتے ہیں کیونکہ ذی صورت ہونا اجسام کے خواص میں سے ہے جو ان کو بواسطہ کمیات و کیفیات و احاطہ حدود و نمایات کے حاصل ہوتا ہے۔ شفا قاضی عیاض میں ہے۔ وَكَذَلِكَ مَنْ اعْتَرَفَ بِالْهَيْئَةِ اللَّهِ تَعَالَى وَوَحْدَانِيَّةَ وَلِكُنْةَ اعْتَقَدَ أَنَّهُ غَيْرُ حَيٍّ أَوْ غَيْرُ قَدِيمٍ أَوْ أَنَّهُ مُخَدَّثٌ أَوْ مُصَوَّرٌ یعنی ایسے ہی وہ شخص کافر ہے جو اللہ تعالیٰ کے الہ ہونے اور اس کے واحد ہونے کا تو مقرر ہو لیکن یہ اعتقاد رکھے کہ وہ حی و قدیم نہیں ہے یا محدث یا صورت والا ہے (شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۳۱۴) کتب معتبرہ کی ان عبارات سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے لئے صورت ماننا کفر ہے تو صورت کا تصور کرنا اس کے ساتھ کیسے خاص ہو سکتا ہے اور جو اس کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص کہے وہ کفر سے کیسے بچ سکتا ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ کسی کی صورت کے تصور باندھنے کو شرک بتانے سے اس شرک بتانے والے کا کفر لازم آتا ہے کہ اس نے خدا کے لئے کبھی صورت تجویز کر دی معاذ اللہ یہ تو ہندوؤں کا طریقہ ہے کہ وہ خدا کے لئے صورتیں تجویز کرتے ہیں اسلام اس کو روا نہیں رکھتا مگر جاہل



نمبر شمار

وہ امور جو مولوی اسماعیل کے نزدیک  
اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے خاص کر لئے  
ہیں اور غیر کیلئے ان کا ثابت کرنا شرک  
ہے۔

مختصر جواب

وہابی تعصب سے مسلمانوں کو مشرک بنانے کے شوق میں ایسے  
آپ سے باہر ہیں کہ انہیں یہ بھی خبر نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے لئے  
صورت کا ثابت کرنا کفر ہے۔ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُصِفُونَ اب  
ثابت ہوا کہ اسماعیل کا یہ قول کہ کسی کی صورت کا تصور باندھنا  
شرک ہے مستلزم کفر ہے۔ اب دوسرے پہلو سے نظر ڈالئے  
وہابیہ کے طور پر اسماعیل صاحب کے اس حکم سے کون کون  
مشرک ہوا۔ دنیا میں ایسا کوئی شخص ہے جس نے عمر بھر کسی کا  
تصور نہ کیا ہو نہ باپ کا نہ بیٹے کا نہ عزیز و اقارب کا نہ دوست  
احباب کا نہ دشمن کا نہ کسی شریا مکان یا باغ کا تو دنیا کا کوئی شخص  
کوئی فرد بشر اسماعیلی شرک سے نہیں بچ سکتا سارا عالم مشرک بنا  
ڈالا۔ مثل مشہور ہے ساون کے اندھے کو سب ہر اہی ہر ا نظر  
آتا ہے اسماعیل کو سارا جہان مشرک ہی مشرک معلوم ہوتا ہے  
اب یہ بھی دیکھئے کہ اسماعیل صاحب کے خاندان کے قبلہ و کعبہ  
خاص طور پر اسی جنگی حکم شرک کی زد میں آ گئے۔ اور تقویت  
الایمان نے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ  
کو مشرک بنا ڈالا۔ شاہ صاحب قول جمیل میں فرماتے ہیں: وَادَّ  
غَابَ الشَّيْخُ عَنْهُ يُحْبِلُ صُورَتَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ بِوَصْفِ  
الْمَحَبَةِ وَالتَّعْظِيمِ فَتُفِيدُ صُورَتَهُ مَا تُفِيدُ صُحْبَتَهُ۔ قول  
جمیل مطبع محمدی ص ۵۵ فصل اشغال نقشبندیہ۔

ترجمہ: اور جب مرشد اس کے پاس نہ ہو تو اس کی صورت کو  
اپنی دونوں آنکھوں کے درمیان خیال کرتا رہے طریق محبت اور  
تعظیم کے تو اس کی خیالی صورت وہ فائدہ دے گی جو اس کی

نمبر شمار

وہ امور جو مولوی اسماعیل کے نزدیک  
اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے خاص کر لئے  
ہیں اور غیر کیلئے ان کا ثابت کرنا شرک  
ہے۔

مختصر جواب

صحبت فائدہ دیتی تھی۔ شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے تصور شیخ کا  
طریقہ بتایا اور اس کو مفید ارشاد کیا تقویت الایمان کے حکم سے  
یہ شرک ہے اور صراط مستقیم مطبوعہ مطبع ضیائی ص ۴ میں  
مولوی اسماعیل نے شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علی کو  
قطب المحققین فخر العلماء المسلمین اعلمہم باللہ لکھا ہے مشرک کو  
ایسا کہہ کر وہ آپ کیا ہوا ذرا وہابی سوچیں اگر کوئی وہابی یہ کہے کہ  
محض کسی صورت کا تصور تو شرک نہیں بلکہ شرک جب ہے  
جبکہ اس کے ساتھ یہ اعتقاد ہو کہ تصور کرتے ہی اس کو خبر ہو  
جاتی ہے تو اس سے کہا جائے گا کہ پھر تصور کا ذکر بیکار تھا۔ ایسی  
حالت میں اس اعتقاد پر حکم کرنا تھا اور اس اعتقاد پر بھی شرک کا  
حکم صحیح نہیں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر کشف کر دے تو کیا محال  
ہے بلکہ بکثرت آیات و احادیث سے ثابت ہے جیسا کہ گزر چکا۔  
اور آئندہ بھی ذکر کیا جائے گا۔ ہاں یہ اعتقاد بیشک شرک ہے۔  
کہ فلاں شخص بالذات عالم ہے۔ اور بے عطائے الہی خود بخود  
جانتا ہے اس طرح کسی کے لئے ایک ذرہ کا علم ثابت کرنا بھی  
شرک ہے مگر کسی مسلمان کا یہ خیال نہیں مسلمانوں کی نسبت یہ  
کہنا ان پر افتراء اور بہتان ہے۔

تقویت الایمان میں شرکیات کی یہ فہرست تین حصوں میں بیان کی ہے۔ یہ پہلا حصہ  
تھا اس میں جس قدر شرکیات بیان کئے ہیں ہم نے سب نقل کئے۔ اور ان کا حال ظاہر کر  
دیا۔ البتہ جس بات کو انہوں نے مختلف عبارتوں میں بار بار مکرر کہا ہے اس کو ہم نے ایک



ہی مرتبہ لکھا اور بے فائدہ تکرار سے پرہیز کیا جیسے ایک مرتبہ انہوں نے لکھا ہے کہ ہر چیز کی ہر وقت خبر برابر رکھنی اور اس کو شرک قرار دیا۔ پھر اسی کو دوسری مرتبہ اس طرح لکھا کہ اس سے میری کوئی بات چھپی نہیں رہ سکتی۔ اس کو شرک بتایا یہ دو عبارتیں ہیں اور مضمون ایک ہے۔ اس کو ہم نے ایک ہی مرتبہ لکھا ہے اور اس کے ساتھ ہی جواب لکھ دیا ہے اتنے شرک لکھ کر مولوی اسماعیل صاحب لکھتے ہیں۔

”سو ان باتوں سے مشرک ہو جاتا ہے اور اس قسم کی باتیں شرک ہیں اس کو اشراک فی العلم کہتے ہیں یعنی اللہ کا سا علم اور کو ثابت کرنا سو اس عقیدے سے آدمی البتہ مشرک ہو جاتا ہے خواہ یہ عقیدہ انبیاء و اولیاء سے رکھے خواہ پیرو شہید سے خواہ امام و امام زادے سے خواہ بھوت و پری سے پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدے سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔“

(تقویت الایمان ص ۱۰)

اس عبارت میں مولوی اسماعیل صاحب نے بتایا کہ اوپر لکھی ہوئی باتیں (جو فہرست شریکات میں نمبر وار لکھی گئی) سب شرک ہیں اور اشراک فی العلم میں داخل ہیں۔ اور اشراک فی العلم کے معنی یہ بیان کئے کہ اللہ کا سا علم اور کو ثابت کرنا اور آخر میں یہ تصریح کر دی کہ یہ علم کسی کے لئے بالذات مانے یا اللہ تعالیٰ کی عطا سے مانے ہر طرح شرک ہے اب غور فرمائیے کہ علم ذاتی کا اثبات غیر خدا کے لئے بیشک شرک ہے اور اس میں یہ شرط نہیں کہ تمام چیزوں کا علم اس کے لئے ثابت کرے یا غائب کا جی بھی شرک ہو بلکہ اگر کوئی شخص کسی کے لئے ایک ذرہ کا بھی علم ذاتی ثابت کرے تو بھی مشرک پھر خواہ وہ ذرہ سامنے ہی رکھا ہوا۔ الحمد للہ دنیا میں کوئی مسلمان کسی مخلوق کے لئے ایک ذرہ کا علم بھی ذاتی نہیں مانتا۔ لیکن مولوی اسماعیل صاحب حکم شرک کو علم ذاتی کے اعتقاد تک محدود نہیں رکھتے بلکہ علم عطائی کے اعتقاد پر بھی شرک کا حکم دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدے سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ (تقویت الایمان ص ۱۰) جب کسی کے لئے علم

عطائی یعنی غیر کا عطا کیا ہوا علم ثابت کرنا شرک ہوا اور اشراک فی العلم کے معنی خود مولوی اسماعیل صاحب نے اسی صفحہ میں یہ لکھے ہیں کہ اللہ کا سا علم اور کو ثابت کرنا تو ان کے نزدیک ضرور خدا کا علم بھی عطائی اور غیر سے حاصل کیا ہوا ہوگا اور یہ بیشک کفر ہے۔ مسلمانوں کو مشرک بنانے کے شوق میں اللہ تعالیٰ کا علم بھی مُکْتَسَب اور غیر سے حاصل کیا ہوا قرار دے دیا اور خداوند عالم کو اس کے کمالات میں غیر کا محتاج ٹھہرا دیا۔ تَعَالٰی اللہ عَمَّا يَقُولُ الظَّالِمُونَ عَلَوًا کَبِيرًا یَقِینًا اللہ تعالیٰ کا علم اور اس کے تمام کمالات ذاتی ہیں وہ غنی بالذات ہے سب اس کے محتاج ہیں وہ کسی کا محتاج نہیں وَاللّٰهُ غَنِیٌّ عَنِ الْعَالَمِیْنَ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبوں کو کتنے وسیع علم عطا فرمائے اس کا بیان انشاء اللہ العزیز عنقریب آتا ہے۔

مولوی اسماعیل صاحب نے اپنے اس سلسلہ شریکات میں دوسرا حصہ اشراک فی التصرف کے نام سے موسوم کیا ہے اس کے متعلق کہتے ہیں۔

”دوسری بات یہ ہے کہ عالم میں ارادہ سے تصرف کرنا اور اپنا حکم جاری کرنا اور اپنی خواہش سے مارنا اور جلانا اور روزی کی کشائش اور تنگی کرنی اور تندرست اور بیمار کرنا۔ فتح و شکست دینی اقبال اور ادبار دینا، مرادیں پوری کرنی، حاجتیں برلانی بلائیں ٹالنی، مشکل میں دستگیری کرنی، برے وقت میں پہنچنا، یہ سب اللہ ہی کی شان ہے اور کسی انبیاء و اولیاء کی اور پیرو شہید کی، بھوت و پری کی یہ شان نہیں جو کوئی کسی کو ایسا تصرف ثابت کرے اور اس سے مرادیں مانگے اور اس توقع پر نذر و نیاز کرے اور اس کی مفتیں مانے اور اس کو مصیبت کے وقت پکارے سو وہ مشرک ہو جاتا ہے ماور اس کو اشراک فی التصرف کہتے ہیں۔ یعنی اللہ کا سا تصرف ثابت کرنا محض شرک ہے پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی قدرت بخشی ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔“

(تقویت الایمان ص ۱۰)



نذر و نیاز کا مسئلہ تو ہم بیان کر چکے ہیں صاحب تقویت الایمان نیاز و نذر کا ایسا دشمن ہے کہ بے موقع اس کا ذکر لے آتا ہے یہاں کوئی موقع اس کا نہ تھا تصرف سے بحث تھی مگر خوئے اور را بہانہ درکار اس کے علاوہ مسئلہ صرف اتنا تھا کہ غیر خدا کے لئے تصرف ثابت کرنا کیسا ہے اس کو اتنا طول دیا اور مارنا، جلانا، روزی دینا، کشائش اور تنگی کرنا، تندرست اور بیمار کرنا، فتح و شکست دینا، اقبال و ادبار دینا، مرادیں پوری کرنا، حاجتیں برلانا، بلائیں ٹالنا، مشکل میں دستگیری کرنا، برے وقت میں پہنچنا، اتنی باتیں علیحدہ علیحدہ ذکر کیں یہ سب تصرف میں آگئی تھیں ان کا جداگانہ ذکر بیکار ہے۔ اب رہا ان کا شرک ہونا نہ ہونا اس کی حقیقت یہ ہے کہ تصرف (جس میں یہ سب باتیں آگئیں) وہ دو طرح پر ہے ایک تصرف بالذات اور بالاستقلال وہ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے ایک ذرہ کو بے اس کے حکم کے کوئی جنبش نہیں دے سکتا لہذا غیر کو متصرف بالذات سمجھنا یقیناً شرک ہے۔ دوسری قسم تصرف، عطائے الہی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے قدرت دینے سے تصرف کرنا اس قسم کا تصرف خود ہمیں حاصل ہے رات دن ہم دنیا میں تصرف کرتے رہتے ہیں کسی کو تکلیف دیتے ہیں۔ کسی کو آرام پہنچاتے ہیں۔ کسی کو مارتے ہیں، کسی کو باندھتے ہیں، کسی پر سواری کرتے ہیں، کسی کو شکار کرتے ہیں، کسی کو کھا جاتے ہیں، یہ تمام تصرفات ہی تو ہیں ان کا انکار دیوانہ بھی تو نہ کرے گا۔ تو تمام عالم ہی اسمعیل کے نزدیک مشرک ہوا کیونکہ اس نے تقویت الایمان میں لکھ دیا کہ خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی قدرت بخشی ہے۔ ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ یعنی متصرف بالذات نہ جانے خدا تعالیٰ کی عطا کی ہوئی قدرت سے متصرف سمجھے جب بھی وہابیہ کے نزدیک مشرک۔ وہابی کو کوئی مار دے تو وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ مجھے فلا نے مارا۔ یہ کہا اور تقویت الایمان کے حکم سے مشرک ہوا کہ غیر خدا کو مارنے والا سمجھتا ہے وہابی بھوکا ہو اور کوئی دو روٹی دے کر اس کی حاجت براری کرے تو وہابی انکار ہی کئے جائے گا۔ کبھی احسان نہ مانے گا کیونکہ اگر وہ ایک مرتبہ بھی یہ کہے کہ اس نے مجھے روٹی دی میری حاجت براری کی تو فوراً مشرک ہو جائے مگر وہابی ان میں سے کسی بات کو شرک نہیں کہتے۔ رات دن اپنی تعلیمات کیا کرتے ہیں کہ ہم

نے یہ کیا اور وہ کیا۔ اور نہیں سمجھتے کہ تقویت الایمان کے حکم سے مشرک ہو گئے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ تقویت الایمان کے حکم سے مشرک ہو گئے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ تقویت الایمان والے کا روئے خن ہماری طرف نہیں ہے وہ بد نصیب انبیاء و اولیاء محبوبان خدا کا دشمن ہے۔ ان کے تصرف کا انکار کرتا ہے۔ مگر اس بد باطن کے انکار سے کیا ہو سکتا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی کتاب حکیم قرآن عظیم میں اپنے محبوبوں کے تصرفات کا بکثرت ذکر فرمایا ہے۔ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی جو اسمعیل کے دادا پیر ہیں آیہ کریمہ **إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً** کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

تحقیق من گردانندہ ام در زمین خلیفہ را کہ خلافت من نماید در اشیائے زمین تصرف کند و چون تصرف در اشیائے زمین بدون تصرف در اسباب آن اشیا کہ مربوط باسمان ست متصرف نیست پس ہر چند آن خلیفہ از عناصر زمین پیدا شود و در محل کون و فساد ساکن و مستقر گرد داماد روئے روئے آسمانی نیز خواہم دمید کہ بسبب آن روح برساکن آسمان و موکلان کو اکب نیز حکمرانی نماید و آنہارا بکار خود مصروف سازد چنانچہ گویندہ گفتہ ۔

گدائے معبد ام لیک وقت مستی بین کہ ناز بر فلک و حکم برستارہ کنم

یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں جو میری خلافت کرے اور زمین کی چیزوں میں تصرف کرے اور تصرف بغیر اس کے متصور نہیں کہ ان کے اسباب میں جو آسمان کے ساتھ مربوط ہیں تصرف کرے اس لئے اگرچہ وہ خلیفہ زمین کے عناصر سے پیدا ہو اور محل کون و فساد میں سکونت کرے لیکن اس میں آسمانی روح پھونکوں گا جس کے سبب سے وہ ساکنان آسمان و موکلان کو اب پر بھی حکمرانی کرے اور انہیں اپنے کام میں مصروف کرے۔

شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے اس تفسیر میں خلیفہ کے لئے اشیاء زمین و آسمان میں تصرف اور ساکنان افلاک اور کو اکب کے موکلوں پر حکمرانی ثابت کی تقویت الایمان والے سے پوچھو کہ یہ دادا پیر کا کتنا بڑا ذیل شرک ہے۔ ابھی کیا ہے۔ دل جگر پھونک دینے



والے جملے تو یہ ہیں جو شاہ صاحب اس عبارت کے چند سطر بعد فرماتے ہیں۔

”باز اور اقدار تے دادند کہ نمونہ قدرت خود ست ہاں معنی کہ چنانکہ قدرت کاملہ الہی سبب وجود حقائق متاصلہ ثابتہ الاثار ست پھنناں قدرت ایں خلیفہ جمع و تفریق و تحلیل و ترکیب و حکایت و تصویر سبب مصنوعات بیشمار گردید۔“

یعنی پھر اللہ تعالیٰ نے خلیفہ کو ایسی قدرت دی جو اس کی اپنی قدرت کا نمونہ ہے بایں معنی کہ جیسے اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ حقائق متاصلہ کا وجود کا سبب ہے ایسے ہی اس خلیفہ کی قدرت جمع و تفریق تحلیل و ترکیب اور حکایات و تصویر میں بے شمار مصنوعات کا سبب ہے۔

شاہ صاحب اس کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

”پس در جمع صفات و آثار آئنا حکایت و انموذج صفات علیائے آلی گشت و معنی خلافت متحقق شد۔“

ترجمہ: پس تمام صفات اور ان کے آثار میں اللہ تعالیٰ کی صفات علیا کا نمونہ ہو گیا اور خلافت کے معنی ثابت ہو گئے۔ پھر فرماتے ہیں۔

”و باین علم شریف در ملکوت آسمان نیز تصرف کردن گرفت“ (تفسیر عزیزی ص ۱۹۸)

ترجمہ: اور اس علم شریف سے آسمانی ملکوں میں بھی تصرف کرنے لگا۔

شاہ صاحب دوسری جگہ فرماتے ہیں:

”حقیقت خلافت چنانچہ در تفسیر مذکور شد استیفاء منافع عالم و تصرف در آئناست و منافع

عالم بتمامہ در دست ملائکہ است“ (تفسیر عزیزی ص ۲۰۲)

ترجمہ: حقیقت خلافت عالم کے منافع کا استیفاء اور ان میں تصرف کرنا ہے جیسا کہ تفسیر میں مذکور ہوا اور عالم کے منافع کل کے کل فرشتوں کے ہاتھ میں ہیں۔ پھر اسی تفسیر میں فرماتے ہیں:

”احکام بشر در شیخ دیدہ رم کنند و بے اعتقاد نشود بلکہ دست اور را دست خدا شناسد و

دست گیر طریقت انگار و

ترجمہ: پیر میں بشریت کے اوصاف دیکھ کر اس سے نہ بھاگے۔ اور بے اعتقاد نہ ہو بلکہ اس کے ہاتھ کو خدا کا ہاتھ جانے اور طریقت کا دستگیر سمجھے۔

شاہ صاحب کی ان عبارات سے مقبولان بارگاہ حق کے مراتب علیا ظاہر ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں آسمان و زمین میں تصرف کی قدرت عطا فرمائی لیکن تقویت الایمان کے حکم سے یہ بہت وزنی شرک ہے۔ اب وہابی صاحبان فرمائیں کہ تقویت الایمان کو مان کر شاہ صاحب و مشرک کہیں گے۔ یا اسماعیل مصنف تقویت الایمان کو بے دین سمجھیں گے۔ فیصلہ کریں شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہ کے والد ماجد شاہ ولی اللہ صاحب کے قصیدہ اطیب النعم کے اشعار اسی کتاب کے صفحہ ۱۱ میں نقل ہو چکے ہیں جن میں شاہ موصوف نے حضور سید عالم ﷺ کو واہب دافع البلاء دافع مصیبت شفیع حاجت روا کہا ہے آپ سے مدد مانگی ہے۔ عطاؤں کی کنجیاں آپ کے ہاتھ میں بتائی ہیں۔ تصرف کا ایسا زبردست اعتقاد رکھ کر شاہ صاحب مشرک ہوئے یا تقویت الایمان والا گمراہ ہے وہابی فیصلہ کریں ہم نے اسی کتاب کے صفحہ (۱) میں قرآن پاک اور حدیث شریف سے مقربان بارگاہ کے تصرفات کا ذکر کیا ہے مگر مصنف تقویت الایمان کو نہ قرآن کی پرواہ نہ حدیث کا لحاظ مسلمانوں کو مشرک کہنے پر اڑا ہوا ہے اور لطف یہ ہے کہ خود اس نے شرک کی جو تعریف کی ہے یہاں وہ بھی صادق نہیں آتی اور انبیاء و اولیاء و دیگر مقربان بارگاہ حق کی شان میں نہایت بے باکانہ گستاخانہ کلمات لکھتا ہے اور اندھے معتقد قرآن و شریف چھو: کر اس پر ایمان لے آتے ہیں۔

تصرف کے متعلق تقویت ایمان کے صفحہ ۱۰ اور ۱۱ کی عبارت تو ہم اپنی کتاب کے صفحہ ۱۱ میں نقل کر چکے ہیں اس کے علاوہ اسی کے متعلق اور چند مقامات کی عبارتیں بھی ملاحظہ فرمائیے۔

(۱) اللہ صاحب نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی۔ (تقویت



(۲) کوئی فرشتہ اور آدمی غلام سے زیادہ رتبہ نہیں رکھتا اور اس کے قبضہ میں عاجز ہے کچھ قدرت نہیں رکھتا ہے۔ (تقویت الایمان ص ۹)

(۳) نہ اللہ کے سوا کسی کو حاکم سمجھے کہ کسی چیز میں کچھ تصرف کرتا ہے نہ کسی کو اپنا مالک ٹھہرائے کہ اس سے اپنی کوئی مراد مانگے اور اپنی حاجت اس کے پاس لے جائے۔ (تقویت الایمان ص ۲۰)

(۴) اس بات کی ان میں کچھ بڑائی نہیں کہ اللہ نے ان کو عالم میں تصرف کرنے کی کچھ قدرت دی ہو۔ (تقویت الایمان صفحہ ۲۸)

(۵) ان باتوں میں سب بندے بڑے اور چھوٹے برابر ہیں عاجز اور بے اختیار۔ (تقویت الایمان صفحہ ۲۸)

(۶) جو کوئی کسی مخلوق کا عالم میں تصرف ثابت کرے اور اپنا وکیل سمجھے کہ اس کو مانے تو اب اس پر شرک ثابت ہو جاتا ہے گو کہ اللہ کی برابر نہ سمجھے۔ (تقویت الایمان صفحہ ۳۲)

(۷) جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ (تقویت الایمان صفحہ ۳۷)

اس قسم کی عبارات سے کتاب بھری پڑی ہے۔ منقولہ بالا عبارتوں میں گستاخانہ و بے ادبانہ طرز گفتگو کے علاوہ ساری مخلوق کے تصرف و اختیار کا انکار کیا ہے وہ بھی اس طرح نہیں کہ کسی کو بالذات تصرف و اختیار حاصل نہیں بلکہ صاف تصریح کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی تصرف، عطائے الہی کا انکار ہے اب تمام دنیا کے وہابی جمع ہو کر بتائیں کہ یہ مضمون قرآن یا حدیث میں کہاں ہے۔ کوئی ہمت کر کے ایک آیت یا ایک حدیث تو پیش کر دے مگر پیش کہاں سے کرے۔ یہ مضمون آیات و حدیث میں ہے کہاں البتہ صدہا آیتوں اور حدیثوں کے خلاف ہے۔ چند آیات پیش کی جاتی ہیں۔

پہلی آیات: اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی نعمتیں یاد دلانے کے سلسلہ میں ارشاد فرماتا

ہے:

وَإِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ بِأَذْنِي فَتَنفُخُ فِيهَا فَتَكُونُ طَيْرًا بِأَذْنِي وَتُبْرِئُ الْأَكْمَنَ وَالْأَبْرَصَ بِأَذْنِي وَإِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتَىٰ بِأَذْنِي - (پارہ ۷ رکوع ۵)

ترجمہ: اور جب تم بتاتے مٹی سے پرند کی سی صورت میرے حکم سے پھر تم پھونک مارتے اس میں تو وہ زندہ ہو جاتے میرے حکم سے اور اچھا کر دیتے تم مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو میرے حکم سے اور جب تم نکالتے (قبروں سے) مردوں کو (زندہ کر کے) میرے حکم سے۔

اس آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا باذن الہی پرند بنانا۔ اور مادر زاد اندھوں اور برص والوں کو تندرست کرنا۔ مردوں کو زندہ فرمانا مذکور ہے۔ یہ کیسے بڑے اور کتنے عظیم تصرفات ہیں جن کے اسمعیل صاحب منکر ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ خدا نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی صاحب تقویت الایمان کے اس قول سے قرآن کریم کی اس آیت کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ان معجزات کا اللہ تعالیٰ کی عطا کا انکشاف لازم آتا ہے۔

دوسری آیت: ذوالقرنین کے حق میں ارشاد ہے:

إِنَّا مَكْنُالُهُ فِي الْأَرْضِ وَاتَّبَعْنَاهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا (پارہ ۱۶ رکوع ۲)

ترجمہ: ہم نے اس کو زمین میں قدرت دی اور ہر چیز کا ایک سامان عطا فرمایا۔

اس آیت پاک میں ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ذوالقرنین کو زمین میں تصرف کی قدرت عطا فرمائی اور خلق کو یا بادشاہوں کو جن سامانوں کی حاجت ہوتی ہے سب مرحمت ہوئے۔

پہل میں اس آیت کے تحت فرمایا ہے:

مَكْنُالُهُ أَمْرُهُ مِنَ التَّصَرُّفِ فِيهَا كَيْفَ يَشَاءُ



ترجمہ: یعنی ہم نے اس کو زمین میں تصرف کرنے کی قدرت عطا فرمائی جیسے چاہے تصرف کرے۔

خداوند تعالیٰ تو اپنے بندوں کے لئے ایسے عظیم تصرف ثابت فرماتا ہے مگر تقویت الایمان والا ایک نہیں مانتا۔ خداوند عالم اور قرآن پاک کی مخالفت پر اڑا ہے۔

تیسری آیت: حضرت داؤد علیہ السلام کی شان میں ارشاد ہے:

وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوُدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ (پارہ ۱۷۲ رکوع ۶)

ترجمہ: اور مسخرو مطیع کر دیا ہم نے پہاڑوں کو داؤد کے ساتھ کہ تسبیح کرتے اور پرندوں کو۔

چوتھی آیت: انہیں حضرت داؤد علیہ السلام کی شان میں فرمایا:

وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُدَ مِنَّا فَضْلًا يَا جِبَالُ أَوِيبِي مَعَهُ وَالطَّيْرَ وَالنَّارُ لَہُ الْحَدِيدَ (پارہ ۲۲ رکوع ۷)

ترجمہ: اور بے شک ہم نے داؤد کو اپنی طرف سے بڑا فضل عطا کیا کہ حکم فرمایا اے پہاڑ اس کے ساتھ اللہ کی طرف رجوع کرو اور اے پرندو۔ اور ہم نے اس کے لئے لوہا فرمایا۔

پانچویں آیت: وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوُدَ ذَا الْإِيْدِ إِنَّهُ لَمَوَابِّہُ إِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهُ يُسَبِّحْنَ بِالْعُشَى وَالْأَشْرَاقِ وَالطَّيْرَ مَحْشُورَةً كُلٌّ لَّہُ أَوَابٌ ۝ وَشَدَدْنَا مُلْكَهُ وَأَتَيْنَاهُ الْحِكْمَةَ وَفَصَّلَ الْخُطَابَ ۝ (پارہ ۲۳ رکوع ۱۱)

ترجمہ: اور یاد کرو ہمارے بندہ داؤد صاحب قوت کو بیشک وہ (رضائے الہی کی طرف) بڑا رجوع کرنے والا ہے۔ بیشک ہم نے مسخر کیا پہاڑوں کو اس کے ساتھ تسبیح کرتے شام و بگاہ۔ اس کے فرمانبردار ہیں اور ہم نے اس کی سلطنت کو مضبوط کیا اور اس کو حکم اور قول فیصل عطا فرمایا۔

ان آیتوں میں بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں اور پرندوں کو حضرت داؤد علیہ السلام کا مسخرو مطیع فرمایا اور آپ کے لئے لوہے کو موم کی طرح نرم کر دیا۔ اور آپ کو زبردست سلطنت عطا فرمائی (تقویت الایمان والے) ان آیات کو آنکھیں کھول کر دیکھیں اور قرآن پاک کی مخالفت سے ڈریں۔

چھٹی آیت: حضرت سلیمان علیہ السلام کے حق میں ارشاد ہوا۔

وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ عَاصِفَةً تَجْرِي بِأَمْرِہِ إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَارَكْنَا فِيہَا وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ ۝ عَالِمِينَ ۝ وَمِنَ الشَّيْطَانِ مَن يَغْوِضُونَ لَہُ وَيَعْلَمُونَ عَمَلًا ذُوْنَ ذَلِكِ وَكُنَّا لَہُمْ حَافِظِينَ ۝ (پارہ ۷ رکوع ۵)

ترجمہ: اور مسخر کر دی ہم نے سلیمان کے لئے تیز ہوا کہ ان کے حکم سے چلتی اس زمین کی طرف جس میں ہم نے برکت رکھی ہے اور ہم ہر چیز کے عالم میں اور ہم نے شیطانوں میں سے ان کو مسخر کیا جو سلیمان کے لئے غوطہ لگاتے اور اس کے سوا اور کام کرتے اور ہم ان کے حافظ تھے۔

ساتویں آیت: وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ غَدُوْهَا شَهْرًا وَرَوَاحُهَا شَهْرًا ۝ وَاسَلْنَا لَہُ عَيْنَ الْقَظْرِ ۝ وَمِنَ الْجِنِّ مَن يَعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْہِ بِأَذْنِ رَبِّہِ ۝ وَمَن يَنْزِغُ مِنْہُمْ عَنْ أَمْرِنَا نَذْقَہُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيرِ ۝ يَعْمَلُونَ لَہُ مَا يَشَاءُ مِنْ مَّحَارِبٍ وَتَمَاثِيلٍ وَجَفَافٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُورٍ رَّاسِيَاتٍ ۝ (پارہ ۲۲ رکوع ۷)

ترجمہ: اور ہم نے سلیمان کے لئے ہوا مسخر فرمادی اس کی صبح کی منزل ایک ماہ کی اور شام کی منزل ایک ماہ کی راہ اور بنایا ہم نے اس کے لئے گداختہ تانبے کا چشمہ ور (مسخر کر دیئے) جنات میں سے وہ جو اس کے آگے کام کرتے اس کے رب کے حکم سے اور ان میں سے جو ہمارے حکم (یعنی اطاعت سلیمان) سے عدول کرے ہم اسے بھڑکتی آگ کا عذاب چکھائیں گے۔ (وہ جنات) اس کے لئے بناتے جو وہ چاہتا اونچے اونچے محل اور تصویریں اور بڑے حوضوں کی برابر لگن اور لنگر دار دیکھیں (ف) تصویریں بنانا اس شریعت



میں حرام نہ تھا۔

آٹھویں آیت: قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِّنْ بَعْدِي إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ رُخَاءً حَيْثُ أَصَابَ وَالشَّيَاطِينُ كُلَّ بَنَاءٍ غَوَّاصٍ وَآخَرَيْنَ مُقَرَّنَيْنِ فِي الْأَصْفَادِ (پارہ ۲۳ رکوع ۱۱)

ترجمہ: حضرت سلیمان نے عرض کیا یا رب میری مغفرت فرما اور مجھے ایسی سلطنت عطا کر کہ میرے بعد کسی کو سزاوار نہ ہو بیشک تو ہی ہے بڑا عطا فرمانے والا تو ہم نے ہوا اس کے بس میں کر دی کہ اس کے حکم سے نرم نرم چلتی جہاں وہ چاہتا اور دیو بس میں کر دیئے ہر معمار اور غوطہ خور اور دوسرے اور بیڑیوں میں جکڑے ہوئے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اس ملک و سلطنت اس اقتدار و حکومت اس قدرت و تصرف کا ذکر فرمایا ہے جو حضرت سلیمان علیہ السلام کو عطا فرمائی تھی۔ کہ ہوا ان کے بس میں کر دی اور ان کے لئے مسخر فرمادی کہ ان کے حکم سے چلتی مہینوں کی منزلیں ساعتوں میں طے کرتی اور ان کے لئے مس گداختہ کے چشمے رواں کر دیئے۔ اور جنات اور دیو ان کے لئے مسخر فرما دیئے آپ نے ان کو کئی قسموں پر تقسیم فرمایا بعض سے عمارت کا کام لیا۔ عجیب غریب عمارتیں تعمیر کرائیں۔ بعض کو برتن اور ہتھیار بنانے کی خدمت پر مامور فرمایا اور ایسے شاندار سامان تیار کرائے جن سے دیکھنے والوں کو حیرت ہو۔ بعض کو غواصی پر مقرر فرمایا کہ سمندر کی تہ سے موتی نکال کر لائیں اور جو شریر و فسادی تھے انہیں بیڑیاں ڈال کر مقید کیا کہ لوگ ان کے شروایذا سے امن میں رہیں قرآن پاک یہ تصرف و اختیار ثابت کرتا ہے کیا تقویت الایمان والے نے یہ آیتیں نہیں دیکھیں یا ان پر ایمان نہیں رکھتا کس طرح کہتا ہے کہ خدا نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی اس کے اس قول سے کتنی آیتوں کا انکار لازم آتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کے تصرفات اور ان کی حکومت و اختیار کے ذکر و بیان سے قرآن پاک معمور ہے۔ صدہا آیتیں اس مدعا پر پیش کی جاسکتی ہیں یہاں آٹھ آیتوں پر اکتفا کیا گیا۔ اور اب دو ایک آیتیں ملائکہ کے

تصرفات کے متعلق بھی ملاحظہ فرمالیجئے۔

نویں آیت: قُلْ يَتَوَفَّكُم مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِي وُكِّلَ بِكُمْ (پارہ ۲۱ رکوع ۱۳)

ترجمہ: ان سے فرما دیجئے تمہیں وفات دیتا ہے موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر ہے۔

اس آیت میں بیان فرمایا کہ ملک الموت وفات دینے پر مقرر ہیں وفات دینا تصرف ہے یا نہیں۔ اسی تصرف کا صاحب تقویت الایمان پر منکر ہے۔

دسویں آیت: فَالزَّاجِرَاتِ زَجْرًا (پارہ ۲۳)

ترجمہ: پھر ان کی قسم جو جھڑک کر چلائیں۔

اس آیت میں ان ملائکہ کی قسم یاد فرمائی گئی جو ابر پر موکل ہیں اور ان کو چلاتے ہیں۔ ابر لانالے جانا تصرف ہے۔ تقویت الایمان کس کس تصرف کا انکار کرے گا۔

گیارہویں آیت: وَالتَّازِعَاتِ غَرْقًا وَ النَّاشِطَاتِ نَشْطًا وَالشَّيْخَتِ سَبْحًا فَالسَّيِّئَاتِ سَبْحًا فَالْمُتَدَبِّرَاتِ أَمْرًا (پارہ ۲۴)

ترجمہ: قسم ان فرشتوں کی کہ سختی سے جان کھینچیں اور ان کی جو نرمی سے بند کھولیں اور ان کی آسانی سے پھیریں پھر آگے بڑھ کر جلد پہنچیں پھر کام کی تدبیریں کریں۔

اس آیت میں سے معلوم ہوا کہ ملائکہ روہیں بھی قبض کرتے ہیں اور تمام دنیوی امور کی تدبیریں بھی ان سے متعلق ہیں کہنے یہ عالم میں تصرف ہوا یا کچھ اور مولوی اشرف علی تھانوی نے فالْمُتَدَبِّرَاتِ أَمْرًا کا ترجمہ یہ لکھا ہے۔ ہر امر کی تدبیر کرتے ہیں۔ یہ ترجمہ کر کے مولوی اشرف علی بھی تقویت الایمان کی رو سے مشرک ہوئے کہ انہوں نے ملائکہ کو مدبر اور عالم میں متصرف مانا۔

اہل اسلام غور فرمائیں کہ صاحب تقویت الایمان کا تصرف عطاء الہی کو شرک قرار دینا قرآن پاک کی صریح مخالفت ہے اور اس سے بکثرت آیات اور انبیاء علیہم السلام کے معجزات کا انکار لازم آتا ہے یہ بھی واضح رہے کہ تقویت الایمان صفحہ ۱۴ کی جو عبارت اوپر نقل ہو چکی ہے اس میں تصرف کی تفصیل میں مارنا جلانا وغیرہ جو چودہ باتیں شرک بتائی



تھیں وہ سب آیات مذکورہ بالا نے مقبولان بارگاہ حق کے لئے ثابت فرمائیں بلکہ اس سے اور بدرجہا زیادہ اور فَاَلْمَدَبَرَاتِ اَمْرًا نے تو تمام عالم کے امور کے تدبیر پر ملائکہ کا موکل ہونا ثابت فرمادیا۔ اب چند احادیث بھی ملاحظہ فرمائیے۔

حدیث (۱): اِنِّیْ قَدْ اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ رواہ البخاری عن عقبہ بن عامر (بخاری مجتبیٰ ج اول ص ۵۰۸) حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا فرمادی گئیں۔

پوچھو تقویت الایمان والے سے کچھ ہوئی خبر حضور کس کس چیز کے مالک و مختار ہیں زمین کے خزانوں کی کنجیاں پروردگار عالم نے حضور کو مرحمت فرمادیں۔ اب حضور صلوٰۃ کے تصرف و اختیار کا کون اندازہ لگا سکتا ہے۔

حدیث (۲): بخاری و مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

قَالَ بُعِثْتُ بِجَوْا مَعَ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَبَيْنَا اَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي أُتِيْتُ بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الْاَرْضِ فَوَضَعَتْ فِي يَدِي (مشکوٰۃ صفحہ ۵۱۲)

حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جوامع الکلم کے ساتھ مبعوث فرمایا گیا اور رعب سے میری نصرت فرمائی گئی اور میں نے بحالت خواب دیکھا کہ میرے پاس زمین کے خزانوں کی کنجیاں لائی گئیں اور میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں۔

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے خواب حق ہوتے ہیں خواب تو ظاہر میں ہوتا ہے دل ہمیشہ بیدار رہتا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔ اِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبُ يَقْظَانُ یعنی چشم مبارک آرام میں ہے اور دل منور بیدار یہی وجہ ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی خواب ناقض وضو نہیں۔ ان کی خواب سے ہماری نیند کو کیا نسبت۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ بہر حال احادیث سے ثابت ہوا کہ زمین کے خزانوں کی کنجیاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیدی گئیں اور مولوی اسماعیل تقویت الایمان میں لکھتے ہیں:

”جس کے ہاتھ میں کنجی ہوتی ہے۔ قفل اس کے اختیار میں ہوتا ہے جب چاہے کھولے

جب چاہے نہ کھولے۔ (تقویت الایمان ص ۲۳)

اب تو انہیں بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ زمین کے خزانوں کے قفل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اختیار میں ہیں جب چاہیں کھولیں جب چاہیں نہ کھولیں یہ ہے حضور کا تصرف و اختیار اور اس سے ظاہر ہے اسماعیل کے اس قول نپاک کا بطلان کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ اور اسی سے تقویت الایمان کے اس قول کا بطلان ثابت ہوا جو اس نے صفحہ ۲۳ میں لکھا ہے کہ کوئی اس کا خزانچی نہیں۔ نادان خزانچی کیا خزانے ان کو عطا فرمادیے گئے۔ آنکھ ہو تو دیکھ مسلم شریف میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

حدیث (۳): اُعْطِیْتُ الْكُنُوزِ الْأَحْمَرَ وَالْأَبْيَضَ (مشکوٰۃ شریف ص ۵۱۲) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا مجھے دونوں خزانے سرخ و سفید عطا فرمادیے گئے۔

یہی نہیں کہ صرف دنیا ہی کے خزانوں کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مالک بنایا گیا آخرت کے خزانوں کی کنجیاں بھی حضور کو عطا فرمادی گئیں۔ ترمذی و دارمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

حدیث (۴): الْكِرَامَةُ وَالْمَفَاتِيحُ يَوْمَئِذٍ بِيَدِي (مشکوٰۃ شریف ص ۵۱۳)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کرامت اور مفاتیح (کنجیاں) اس روز میرے دست اقدس میں ہوں گی۔ کچھ دیکھا دنیا و آخرت کی کنجیاں حضور کے دست مبارک میں ہیں۔

حدیث (۵): قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ لَوْ شِئْتُ لَسَارَتْ مَعِيَ جِبَالُ الذَّهَبِ۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۲۱)

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ میں چاہتا تو سونے کے پہاڑ میرے ساتھ چلا کرتے۔ یہ ہے تصرف و اختیار یہ ہے حکومت و اقتدار جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو عطا فرمایا۔ جن سے نہ دیکھا جائے وہ اپنی آنکھیں پھوڑیں سروں پر خاک ڈالیں۔



حدیث (۶): عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّبِعْ بَابَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فَاسْتَفْتَحْ فَيَقُولُ الْخَازِنُ مَنْ أَنْتَ فَأَقُولُ مُحَمَّدٌ فَيَقُولُ بِكَ أَمَرْتُ أَنْ لَا أَفْتَحَ لِأَحَدٍ قَبْلَكَ - (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۱۵)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں جنت کے دروازہ پر آکر دروازہ کھلاؤں گا خازن دریافت کرے گا آپ کون ہیں میں جواب دوں گا محمد وہ عرض کرے گا آپ ہی کے لئے مجھے حکم دیا گیا کہ آپ سے پہلے کسی کے لئے نہ کھولوں۔

حدیث (۷): ترمذی نے حضرت ابو سعید سے روایت کی: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا سَيِّدُ أَدَمَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَلَا فَخْرَ وَبِيَدِي لَوَاءُ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ وَمَا مِنْ نَبِيٍّ يَوْمَئِذٍ أَدَمَ فَمِنْ سِوَاهُ إِلَّا تَحْتَ لَوَائِي - (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۱۳)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں بروز قیامت (کہ اولین و آخرین سب جمع ہوں گے) تمام آدمیوں کا سردار ہوں گا۔ فخر نہیں کہتا میرے ہی دست مبارک میں لواء حمد ہو گا۔ فخر نہیں کہتا اس دن آدم اور ان کے ماسوا ہر نبی میرے ہی جھنڈے کے نیچے ہو گا۔ یہ تو ایک ادنیٰ سی جھلک ہے۔ اس شان عالی کی جس کا آخرت میں ظہور ہو گا کہ تمام اولین و آخرین میں کوئی نہیں جس کے لئے پہلے جنت کا دروازہ کھلے خازن جنت حبیب خدا ﷺ کے انتظار میں ہے خلق خدا میں جو سب سے بہتر اور مقرب بارگاہ ہیں یعنی انبیاء علیہم السلام ان میں سے ہر ایک اسی آقائے نامدار ﷺ کے جھنڈے کے نیچے ہے قریبان اس شان سیادت اور اس سلطنت و اقتدار کے جو عطائے حق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ خاص ہے۔ عالم دنیا میں جو تصرف عام و اختیار تام حضور کو عنایت الہی حاصل ہے اس کا ثبوت تو اوپر احادیث معتبرہ سے پیش کیا گیا اب اس کے آثار کی دو ایک مثالیں بھی احادیث سے ذکر کر دی جائیں تاکہ مومنین کے ایمان تازہ ہوں اور منکرین کے قلوب جل بھن کر کباب ہو جائیں۔

حدیث (۸): عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ حُنَيْنًا فَأَوَّلِي صَحَابَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا غَشَوْا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ عَنِ الْبَغْلَةِ ثُمَّ قَبَضَ مِنْ تُرَابٍ مِنَ الْأَرْضِ ثُمَّ اسْتَقْبَلَ بِهِ وُجُوهَهُمْ فَقَالَ شَهِتِ الْوُجُوهُ فَمَا خَلَقَ اللَّهُ مِنْهُمْ إِنْسَانًا إِلَّا مَلَأَ عَيْنَيْهِ تُرَابًا بِتِلْكَ الْقَبْضَةِ فَوَلَّوْا مُذْبِرِينَ - (رواہ مسلم مشکوٰۃ شریف ص ۵۲۴)

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نے جنگ حنین میں حضور سرور دو عالم ﷺ کی معیت میں جہاد کیا صورت ایسی پیش آئی کہ اصحاب کے قدم اکھڑ گئے اس وقت جب کافروں نے ہجوم کر کے حضور اقدس ﷺ کو گھیر لیا آپ اپنی سواری سے اتر آئے اور زمین سے ایک مشت خاک لے کر ان کے مونہوں پر ماری اور شاہت الوجوہ فرمایا ان میں سے ہر آفریدہ کے دونوں آنکھوں میں مٹی بھر گئی اور پیٹھ دے کر بھاگے۔

قریبان اس تصرف خدا داد کے کہ ایک مشت خاک سے لشکر گراں کو ہزیمت دی اس کو کہتے ہیں فتح و شکست دینا۔ مسلمانوں کو فتح دی کفار کو شکست اسی کو تقویت الایمان میں شرک بتایا ہے۔

وہابیو خدا اور رسول سے شرم کرو جس کا نام پاک ہو محمد مصطفیٰ ہے ﷺ اس کے اختیار کا یہ عالم ہے کہ تنہا ایک لشکر گراں کو ایک مشت خاک سے ہزیمت دیتا ہے۔ تھوک دو اس بے حیاء کے منہ پر جو اس سلطان دارین کی شان میں یہ بکے کہ وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔

حدیث (۹): حضرت عبداللہ بن عتیک ابو رافع یہودی کو قتل کر کے اس کے کوٹھے سے گر پڑے اور اور پنڈلی ٹوٹ گئی۔ فرماتے ہیں:

فَعَضَبْتُهَا بِعِمَامَةٍ فَأَنْطَلَقْتُ إِلَى أَصْحَابِي فَأَنْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثْتُهُ فَقَالَ أَبْسُطْ رِجْلَكَ فَبَسَطْتُ رِجْلِي فَمَسَحَهَا فَكَأَنَّمَا لَمْ أَشْكُهَا قَطُّ - (مشکوٰۃ شریف ص ۵۳۱)

میں اس کو عمامہ سے باندھ کر اپنے اصحاب کی طرف چلا پھر حضور سید عالم ﷺ کی



خدمت میں پہنچا اور واقعہ عرض کیا۔ حضور نے فرمایا پاؤں دراز کر میں نے دارز کیا۔ حضور نے دست مبارک پھیرا تو یہ حال ہوا کہ گویا دکھا بھی نہ تھا سبحان اللہ دست اقدس پھیرنے سے پنڈلی جڑ گئی اللہ رے تصرف اس کو کہتے ہیں۔ تندرست کرنا مراد پوری کرنا حاجت بر لانا مشکل میں دستگیری کرنا جس کو تقویت الایمان والے نے شرک بتایا ہے۔

حدیث (۱۰): ایسا ہی ایک واقعہ حضرت سلمہ بن اکوع کو پیش آیا کہ جنگ خیبر میں ان کی پنڈلی ٹوٹ گئی فرماتے ہیں۔

فَاتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَفَتَّ فِيهِ - (مکوة شریف ص ۵۳۳)

میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا کہ حضور نے تین مرتبہ دم فرمایا اس وقت تک تو شکایت ہوئی نہیں قابل غور بات یہ ہے کہ یہ حضرات زخمی ہو کر حضور ﷺ کی خدمت میں کیوں حاضر ہوئے بیمار طبیب کے پاس جاتا ہے زخمی معالج جراحات کو تلاش کرتا ہے۔ جنگ میں جو لوگ مجروحین کی خبر گیری کے لئے مقرر ہوتے ہیں ان کے پاس پہنچتا ہے مگر یہ حضرات کہیں نہ گئے سیدھے خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اس سے صاف ظاہر ہے کہ علی رغم انف وہابیہ ان حضرات کا اعتقاد یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مراد پوری کرنا۔ حاجت بر لانا، بلا ٹالنا، مشکل کے وقت دستگیری کرنا۔ تندرستی عطا فرمانا۔ اپنے حبیب کے ہاتھ میں دیا ہے۔ اسی لئے جب ٹانگ ٹوٹی مشکل رونما ہوئی بلا میں مبتلا ہوئے صحت کے حاجت مند ہوئے۔ تندرستی کی مراد دل میں لے کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور حضور کے صدقہ سے دم کے دم میں شفا پائی والحمد للہ۔

حدیث (۱۱): ترمذی شریف میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں میں بیمار تھا حضور مجھ پر گزرے شدت مرض میں اس وقت یہ دعا کر رہا تھا کہ یارب اگر وقت آگیا ہے تو مجھے موت کے ساتھ اس مرض کی تکلیف سے راحت دے اور اگر ابھی زندگی باقی ہے تو تندرستی کے ساتھ زندگانی میں وسعت عطا فرما اور یہ مرض بلا ہے تو صبر عنایت کر۔ حضور نے فرمایا تم کیا کہہ رہے تھے۔ میں نے وہ کلمے دہرا دیئے۔

فَضَرَبَهُ بِرِجْلِهِ وَقَالَ اللَّهُمَّ عَافِهِ أَوْشَقِهِ قَالَ فَمَا اِشْتَكَيْتُ وَجَعْنِي بَعْدَ - (مکوة شریف صفحہ ۵۶۵)

اس پر حضور اقدس ﷺ نے ٹھوکر ماری فرمایا یارب اس کو عافیت عطا فرما۔ یا شفا عطا فرما۔ حضرت علی مرتضیٰ فرماتے ہیں کہ پھر اس کے بعد اس مرض کی مجھے کبھی شکایت ہی نہیں ہوئی۔ عجب شان ہے کہ ٹھوکر سے بیمار کو تندرست کرتے ہیں۔ وہابی کو ٹیڑھی آنکھ سے شرک ہی نظر آتا ہے۔ یہ حدیثیں انہیں نظر نہ آئیں۔

حدیث (۱۲): بخاری و مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جنگ حدیبیہ میں پانی نہ رہا لشکر پر پیاس کا غلبہ ہوا۔ حضور سید عالم ﷺ کے پاس ایک چھاگل تھی اس سے وضو فرمایا۔ صحابہ نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ ہمارے پاس پینے اور وضو کرنے کے لئے پانی نہیں، بجز حضور کی چھاگل کے۔

فَوَضَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ فِي الرَّكْوَةِ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَفُورُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ كَمَا مَثَالِ الْعَيْوُنِ قَالُوا فَشَرِبْنَا وَتَوَضَّأْنَا قِيلَ لِحَابِرِ كُمْ كُنْتُمْ قَالَ لَوْ كُنَّا مِائَةَ أَلْفٍ لَكُنَّا كُنَّا خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً - (مکوة شریف صفحہ ۵۳۲)

حضور اقدس ﷺ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک چھاگل میں ڈالا تو انگشت ہائے مبارک کے درمیان سے چشموں کی طرح پانی جوش مارنے لگا اور وہ کثرت پانی کی ہوئی کہ ہم سب نے پیا اور وضو کیا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ آپ کتنے صاحب تھے فرمایا کہ اگر ہم لاکھ ہوتے تو سب کو کفایت کرتا۔ تھے ہم پندرہ سو۔

یہ ہے مشکل میں دستگیری اور حاجت بر آری سبحان اللہ خزان آبیہ اس طرح ہاتھ میں ہوتے ہیں کہ انگشت مبارک سے دریا جاری ہو رہے ہیں یہ معجزات ہیں۔ دلیل نبوت ہیں۔ کفار کو عاجز کر دیتے ہیں مگر وہابی احادیث میں یہ سب کچھ دیکھ کر تصرف کا منکر ہی رہتا ہے۔

حدیث (۱۳): حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں ہم ایک سفر میں



حضور اقدس ﷺ کے ہمراہ تھے ایک اعرابی حاضر ہوا جب قریب آیا حضرت نے فرمایا کہ تو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور میری رسالت کی گواہی دیتا ہے۔ اس نے عرض کی اور کون یہ گواہی دیتا ہے۔

قَالَ هَذِهِ السَّلْمَةُ فَدَعَاَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِشَاطِئِ الْوَادِي فَأَقْبَلَتْ تَحْدُ الْأَرْضِ حَتَّى قَامَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ فَاسْتَشْهَدَهَا ثَلَاثًا فَشَهِدَتْ ثَلَاثًا أَنَّهُ كَمَا قَالَ ثُمَّ رَجَعَتْ إِلَى مَنَبَتِهَا۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۴۱)

حضور نے فرمایا یہ درخت اور اس کو بلایا حضور وادی کے کنارے پر تھے وہ درخت زمین چیرتا ہوا حاضر ہوا اور سامنے کھڑا ہو گیا حضور نے اس درخت سے تین مرتبہ شہادت دلوائی اس نے تین مرتبہ گواہی دی کہ حضور کا ارشاد بالکل صحیح ہے۔ اللہ واحد لا شریک لہ ہے اور حضور اس کے رسول ہیں پھر وہ درخت اپنی جگہ واپس گیا۔

حدیث (۱۴): امام ترمذی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ایک اعرابی نے حضور سید عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں کس دلیل سے پہچانوں کہ آپ نبی میں فرمایا کہ بایں دلیل کہ میں اس درخت خرما کے اس خوشہ کو بلاتا ہوں وہ میری رسالت کی گواہی دے گا۔ حضور نے اس کو بلایا۔

فَجَعَلَ يَنْزِلُ مِنَ النَّخْلَةِ حَتَّى سَقَطَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اِرْجِعْ فَعَادَ فَاسْلَمَ الْأَعْرَابِيُّ۔

وہ درخت سے اترنے لگا یہاں تک کہ حضور کی طرف گرا اور رسالت کی گواہی دی پھر حضور نے اس کو واپس ہونے کا حکم دیا وہ اپنی جگہ واپس چلا گیا۔ یہ دیکھ کر اعرابی اسلام لایا۔

یہ ہیں تصرفات خوشہ کو حکم دیں تو درخت سے اتر کر حاضر ہو درخت کو ایماء ہو تو زمین چیرتا ہوا خدمت میں پہنچے اور حضور کے مرتبہ کو پہچانے رسالت کی شہادت دے۔ خوشہ اور درخت تو اس تصرف کا معترف ہو سکتا ہے۔ اعرابی یہ دیکھ کر اسلام لے آتا

ہے مگر وہابی پر کچھ اثر نہیں وہ احادیث دیکھتا ہے اور منکر کا منکر رہتا ہے۔ وَاللَّهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ۔

حدیث (۱۵): حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں۔ میں حضور کے ساتھ مکہ مکرمہ میں تھا۔ حضور کسی طرف روانہ ہوئے۔

فَمَا اسْتَقْبَلَهُ جَبَلٌ وَلَا شَجَرٌ إِلَّا وَهُوَ يَقُولُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ۔ (رواہ الترمذی)

جو پہاڑ اور درخت سامنے آیا اس نے اس طرح سلام عرض کیا۔ السلام علیک یا رسول اللہ۔

حدیث (۱۶): حضرت محمد بن منکدر سے مروی ہے کہ سرزمین روم میں حضرت سفینہ لشکر کی راہ بھول گئے جنگل میں لشکر کو تلاش کرتے پھرتے تھے کہ ایک شیر سامنے آگیا تو آپ نے اس سے فرمایا۔

يَا أَبَا الْحَارِثِ أَنَا مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ مِنْ أَمْرِى كَيْتٌ وَكَيْتٌ فَأَقْبَلَ الْأَسَدُ لَهُ بَضْبَصَةٌ حَتَّى قَامَ إِلَى جَنْبِهِ كُلَّمَا سَمِعَ صَوْتًا أَهْوَى إِلَيْهِ ثُمَّ أَقْبَلَ يَمْشِي إِلَى جَنْبِهِ حَتَّى بَلَغَ الْجَيْشَ ثُمَّ رَجَعَ الْأَسَدُ۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۴۵)

اے شیر میں رسول اللہ ﷺ کا غلام ہوں اور اس طرح راہ گم کردہ ہوں یہ سنتے ہی شیر خوشامد کرتا سامنے آیا اور آپ کے پہلو میں آکر کھڑا ہو گیا جب کوئی کھٹکا ہوتا اس طرف متوجہ ہو جاتا پھر آپ کے پہلو میں آ جاتا۔ اسی طرح شیر آپ کے ساتھ چلتا رہا یہاں تک کہ لشکر میں پہنچے پھر شیر واپس گیا۔ یہ دیکھے غلاموں کی حکومت آقا کا نام لیا اور بجائے آزار پہنچانے کے محافظ بن گئے اور خدمت گار ہو گئے یہ ہے مصطفائی اقتدار اور محمدی اختیار جس کا نام پاک محمد ہے اس کے غلام شیروں پر حکومت کرتے ہیں۔ تقویت الایمان والے دشمن دین نے کیسے کہا جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔



حدیث (۱۷): ابو الجوزاء سے مروی ہے کہ مدینہ طیبہ میں قحط شدید ہوا خلق پریشان ہوئی لوگوں نے حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے شکایت کی آپ نے فرمایا:

أَنْظُرُوا قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاجْعَلُوا مِنْهُ كُؤَى إِلَى السَّمَاءِ حَتَّى لَا يَكُونَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّمَاءِ سَقْفٌ فَفَعَلُوا فَمُطِرُوا مَطَرًا حَتَّى نَبَتَ الْعُشْبُ وَ سَمِنَتِ الْإِبِلُ حَتَّى تَفْتَقَتْ مِنَ الشَّحْمِ فَسُمِّيَ عَامَ الْفَتْقِ۔

حضور کی قبر مبارک سے ایک منفذ آسمان کی طرف بناؤ کہ قبر شریف اور آسمان کے درمیان چھت حائل نہ رہے انہوں نے ایسا کیا تو بکثرت بارش ہوئی سبزہ جما اور اتنی پیداوار ہوئی کہ اونٹ اس قدر موٹے ہو گئے کہ چربی کی کثرت سے کھالیں پھٹ گئیں اسی وجہ سے اس سال کا نام عام الفتن رکھا گیا۔

قحط اور تنگی کی شکایت خیر القرون کے مسلمانوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے تفویت الایمان والے کے نزدیک پہلا شرک تو یہی ہوا پھر حضرت صدیقہ نے یہ نہ فرمایا کہ بندے سے کیا شکایت کرتے ہو بندہ کا کیا اختیار۔ ایسا اعتقاد شرک ہے بلکہ وہابیہ کی ناک کاٹ دی اور قبر اطہر سے حاجت برار کی تلقین فرمائی اور تفویت ایمانی شرک کے پرچے اڑا دیئے۔ اور الحمد للہ قبر اطہر سے وہ مدد ہوئی کہ فراخ حالی میں وہ سال مشہور ہو گیا یہ تو سید کونین سلطان دارین رضی اللہ عنہ کے خدا داد تصرف و اختیار و قدرت و اقتدار کی ایک جھلک دکھائی گئی۔ سرکار ابد قرار کے کمالات کا احاطہ ناممکن ہے۔ حضرت خالد بن الولید سے کہا گیا صف لنا محمدًا رضی اللہ عنہ ہم سے حضور اقدس کے اوصاف بیان کیجئے اس کے جواب میں آپ نے فرمایا: أَمَّا أَنِّي أَفْضِلُ فَلَا مِثْلَ تَفْصِيلِ بَيَانٍ كَرَسُوكُمْ مُمْكِنٌ نَحْنُ۔ حضرت علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی شرح مواہب جلد رابع صفحہ ۸۲ میں اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔ لَأنَّ صِفَاتَهُ لَا يُمْكِنُ إِلَّا حَاطَةُ بِهَا يَهِيَ اس لئے کہ آپ کی صفات کا احاطہ ممکن ہی نہیں اب ہم حضور کے غلاموں کی شان تصرف و اختیار میں دو ایک حدیثیں دکھاتے ہیں۔

حدیث (۱۸): ترمذی و بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمْ مِنْ أَشْعَثَ أَغْبَرَ ذِي طُمْرَيْنِ لَا يُؤْبَهُ لَهُ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لَا بَرَّةَ مِنْهُمْ الْبَرَاءُ بْنُ مَالِكٍ۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۷۹)

حضور سید عالم رضی اللہ عنہ نے فرمایا بہت سے ڈولیدہ موغبار آلودہ و پرانے کپڑوں میں گزر کرنے والے ایسے ہیں جن کی طرف دنیا التفات بھی نہیں کرتی اور لوگ حقارت سے انہیں خیال میں بھی نہیں لاتے مگر بارگاہ الہی میں ان کا مرتبہ یہ ہے کہ اگر وہ خدا کے فضل پر اعتماد کر کے قسم کھائیں کہ خدا ایسا کرے گا اور ایسا ہوگا تو خدا تعالیٰ ان کی قسم پوری فرما کر انہیں صادق کر دیتا ہے انہیں میں سے حضرت براء بن مالک ہیں رضی اللہ عنہ اس سے معلوم ہوا کہ فقراء امت اور غلامان رسول گو ظاہر بینوں کی نظر میں حقیر ہوں مگر بارگاہ حق میں انہیں قبول حاصل ہے کہ وہ جس امر پر قسم کھائیں خدا ویسا ہی کرے۔ یہ تو غلامان مصطفیٰ رضی اللہ عنہ کے تصرف ہیں۔ تفویت الایمان والوں سے کہہ دو اس دربار کے غلاموں کے اس قدر اختیارات ہیں وہ بد نصیب سرکار کے اختیار کا انکار کرتے ہیں۔

محمد عربی کہ بروے ہر دو سر است کیکہ خاک درش نیست خاک بر سر او

حدیث (۱۹): شرح بن عبید سے مروی ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ میں نے حضور اقدس رضی اللہ عنہ سے سنا فرماتے تھے۔

أَلَا بَدَالُ يَكُونُونَ بِالْشَّامِ وَهُمْ أَرْبَعُونَ رَجُلًا كُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ أَبْدَلَ اللَّهُ مَكَانَهُ رَجُلًا يُسْقِي بِهِمُ الْغَيْثُ وَيَنْتَصِرُ بِهِمُ عَلَى الْأَعْدَاءِ وَيُصْرَفُ عَنْ أَهْلِ الشَّامِ بِهِمُ الْعَذَابُ۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۸۳)

یعنی ابدال شام میں رہتے ہیں۔ یہ چالیس مرد ہیں جب ان میں سے کسی کا وصال ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ دوسرے کو اس کا بدل اور قائم مقام فرما دیتا ہے ان ابدال کی برکت سے ابر کو سیرابی دی جاتی ہے یعنی ابران کی برکت سے بارش کرتا ہے اور دشمنوں پر انہیں کی مد سے غلبہ حاصل ہوتا ہے اور انہیں کی برکت سے اہل شام سے عذاب دفع کیا جاتا ہے۔ یہ برکت کچھ اہل شام کے ساتھ خاص نہیں حدیث شریف میں اہل شام کا ذکر قرب و جوار



کی وجہ سے ہے کہ شام ان حضرات کا مقام ہے ورنہ ان کی نصرت سے تمام عالم فائدہ اٹھاتا ہے خاص کر جوان سے استعانت اور طلب مدد کرے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اس حدیث کی شرح میں اشعہ اللمعات جلد ۳ (مطبوعہ کشوری) صفحہ ۵۵۷ میں فرماتے ہیں۔ و تخصیص باہل شام بجمہت قرب وجوار و مزید ارتباط ایٹاں خواہد بود والا برکت و نصرت ایٹاں عالم را شامل ست خصوصاً کیسکہ استعار و استعانت کنڈاز ایٹاں۔ اسی مضمون کو موید ہے وہ حدیث جو حاشیہ میں بحوالہ مرقات بروایت ابن عساکر حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت کی ہے جس میں یہ الفاظ وارد ہیں۔ **بِهِمْ يُدْفَعُ الْبَلَاءُ عَنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ** یعنی انہیں کی بدولت اس امت سے بلا دفع کی جاتی ہے۔ اب تقویت الایمان شرک کا مزاج پوچھتے روزی کی کشائش فتح و شکست دینا بلا دفع کرنا سب حدیث شریف میں ابدال کے لئے ثابت فرمایا گیا۔ اب وہابی اپنے عقیدہ سے توبہ کر کے تقویت الایمان کو آگ میں پھونکیں گے یا معاذ اللہ قرآن و حدیث پر بھی شرک کا حکم جاری کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت نصیب کرے۔ دو ایک عبارتیں اکابر علماء دین کی بھی دکھادی جائیں۔

امام المحدثین حضرت علامہ احمد شہاب الدین بن حجر مہتمی مکہ رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ حدیث میں فرماتے ہیں:

نَقَلَ الْيَافَعِيُّ وَغَيْرُهُ عَنِ الشَّيْخِ الْكَبِيرِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْقُرَشِيِّ أَنَّهُ وَقَعَ بِمِصْرَ غَلَاءٌ كَبِيرٌ فَتَوَجَّهَ لِلدُّعَاءِ بِرَفْعِهِ فَقِيلَ لَا تَدْعُ فَلَا يُسْمَعُ لِأَحَدٍ مِنْكُمْ فِي هَذَا الْأَمْرِ دُعَاءٌ فَسَافَرْتُ إِلَى الشَّامِ فَلَمَّا وَصَلْتُ إِلَى قَرِيبٍ مِنْ ضَرْيَحِ الْخَلِيلِ عَلَيْهِ وَعَلَى نَبِيِّنَا أَفْضَلُ الصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ تَلَقَّانِي فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ اجْعَلْ ضِيَافَتِي عِنْدَكَ الدُّعَاءَ لِأَهْلِ مِصْرَ فَدَعَا لَهُمْ فَقَرَّجَ اللَّهُ عَنْهُمْ۔ (فتاویٰ حدیث صفحہ ۲۱۲)

امام یافعی وغیرہ نے شیخ کبیر ابو عبداللہ قریشی سے نقل کیا کہ مصر میں بڑی گرانی واقع

ہوئی تو حضرت شیخ دعا کے لئے متوجہ ہوئے اس پر آپ سے کہا گیا کہ تم دعائے کرو اس باب میں تم میں سے کسی کی دعائے سنی جائے گی۔ شیخ فرماتے ہیں پھر میں نے شام کی طرف سفر کیا جب میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزار مبارک کے قریب پہنچا تو آپ نے مجھ سے ملاقات فرمائی میں نے عرض کیا کہ اے خدا کے رسول حضور میری میزبانی و ضیافت میں اہل مصر کے لئے دعا فرمادیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ انبیاء علیہ السلام زندہ ہیں اور ان کی زیارت بھی خوش نصیبوں کو میسر ہو جاتی ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ مدد بھی فرماتے ہیں اور ان کی دعا کی برکت سے روزی کی کشائش ہوتی ہے۔ علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اسی فتاویٰ میں فرماتے ہیں۔

ثُمَّ رَأَيْتُ ابْنَ الْعَرَبِيِّ صَرَّحَ بِمَا ذَكَرْنَاهُ مِنْ أَنَّهُ لَا يَمْتَنِعُ رُؤْيَا ذَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرُؤْيَاهُ وَجَسَدِهِ لِأَنَّهُ وَسَائِرُ الْأَنْبِيَاءِ أَحْيَاءٌ رُذِّتْ إِلَيْهِمْ أَرْوَاحُهُمْ بَعْدَ مَا قُبِضُوا وَأُذِنَ لَهُمْ فِي الْخُرُوجِ مِنْ قُبُورِهِمْ وَالتَّصَرُّفِ فِي الْمَلَكُوتِ الْعُلَوِيِّ وَالسُّفْلِيِّ وَلَا مَانِعَ مِنْ أَنْ يَرَاهُ كَثِيرُونَ فِي وَقْتٍ وَاحِدٍ۔ (فتاویٰ حدیث ص ۲۱۳)

یعنی پھر میں نے حضرت شیخ اکبر ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ آپ نے اس کی تصریح فرمائی جو ہم نے ذکر کیا کہ نبی اکرم ﷺ کی ذات مبارک کی زیارت آپ کی روح مبارک و جسد شریف کے ساتھ ناممکن نہیں ہے اس لئے کہ آپ اور تمام انبیاء علیہم السلام زندہ ہیں ان کی طرف روحیں بعد قبض واپس فرمادی گئیں اور ان کو اپنی قبروں سے نکلنے اور ملکوت علوی و سفلی میں تصرف فرمانے کا اذن دیا گیا اور اس سے کوئی مانع نہیں کہ ان کو بہت سے لوگ ایک وقت میں دیکھیں اس سے حضرات انبیاء علیہم السلام کی حیات بھی ثابت ہوئی۔ عالم علوی و سفلی میں تصرف کا مازون ہونا بھی ثابت ہوا۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ ایک وقت میں متعدد مقامات پر ان کی زیارت ہو سکتی ہے۔ تقویت الایمان کے اس افتراء کا بطلان بھی واضح ہو گیا جو اس نے حضور سید عالم ﷺ کی نسبت لکھا ہے۔



یعنی میں ایک دن مرکز مٹی میں ملنے والا ہوں (تقویت الایمان ص ۶۹)

الحمد للہ کہ مسئلہ تصرف کی مکمل منہج تحقیق ہو گئی اور ثابت ہو گیا کہ تقویت الایمان کا حکم شرک قرآن پاک اور حدیث شریف اور تمام ائمہ کے مخالف اور باطل ہے۔ صاحب تقویت الایمان نے اپنے شرکات کا تیسرا حصہ اشراک فی العبادات کے نام سے موسوم کیا ہے اس میں لکھتے ہیں۔

”تیسری بات یہ کہ بعضے کام تعظیم کے اللہ نے اپنے لئے خاص کئے ہیں کہ ان کو عبادت کہتے ہیں جسے سجدہ اور رکوع اور ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا اور اس کے نام پر مال خرچ کرنا اور اس کے نام کا روزہ اور اس کے گھر کی طرف دور دور سے قصد کر کے سفر کرنا اور ایسی صورت بنا کر چلنا کہ ہر کوئی جان لیوے کہ یہ لوگ اس گھر کی زیارت کو جاتے ہیں اور راستہ میں اس مالک کا نام پکارنا اور نامعقول باتیں کرنے سے اور شکار سے بچنا اور اسی قید سے جا کر طواف کرنا اور اس کے گھر کی طرف سجدہ کرنا۔ اور اس کی طرف جانور لے جانے اور وہاں منتیں ماننی اس پر غلاف ڈالنا اور اس کی چوکھٹ کے آگے کھڑے ہو کر دعا مانگنی اور التجا کرنی اور دین دنیا کی مرادیں مانگنی اور ایک پتھر کو بوسہ دینا اور اس کی دیوار سے اپنا منہ اور چھاتی ملنا اور اس کا غلاف پکڑ کر دعا کرنی اور اس کے گرد روشنی کرنی اور اس کا مجاور بن کر اس کی خدمت میں مشغول رہنا جیسے جھاڑو دینی اور روشن کرنی فرش بچھانا پانی پلانا وضو غسل کا لوگوں کے لئے سامان درست کرنا اور اس کے کنوئیں کو تمبرک سمجھ کر پینا بدن پر ڈالنا آپس میں بائٹنا غائبوں کے واسطے لے جانا رخصت ہوتے وقت لئے پاؤں چلنا اور اس کے گرد و پیش کے جنگل میں ادب کرنا یعنی وہاں شکار نہ کرنا درخت نہ کاٹنا گھاس نہ اکھاڑنا موسیٰ نہ چگانا یہ سب کام اللہ نے اپنی عبادت کے لئے اپنے بندوں کو بتائے ہیں پھر کوئی کسی پیرو پیغمبر کو یا بھوت یا پری کو یا کسی چچی قبر کو یا جھوٹی قبر کو یا کسی کے تھان کو یا کسی کے چلہ کو یا کسی کے مکان کو کسی کے تمبرک کو یا نشان کو یا تابوت کو سجدہ کرے یا رکوع کرے یا اس کے نام کا روزہ رکھے یا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہووے یا جانور چڑھاوے یا ایسے مکانوں میں دور دور سے قصد کر کے جاوے یا وہاں روشنی کرے غلاف ڈالے چادر

چڑھاوے ان کے نام کی چھڑی کھڑی کرے۔ رخصت ہوتے وقت لئے پاؤں چلے ان کی قبر کو بوسہ دیوے۔ مور چھل جھلے اس پر شامیانہ کھڑا کر کے چوکھٹ کو بوسہ دیوے۔ ہاتھ باندھ کر التجا کر کے مراد مانگے مجاور بن کر بیٹھے رہے۔ وہاں کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرے (تقویت الایمان ص ۱۲۱) اور اسی قسم کی باتیں کرے تو اس پر شرک ثابت ہوتا ہے اس کو شرک فی العبادت کہتے ہیں یعنی اللہ کی سی تعظیم کسی کی کرنی۔ پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ آپ ہی اس تعظیم کے لائق ہیں یا یوں سمجھے کہ ان کی اس طرح کی تعظیم کرنے سے اللہ خوش ہوتا ہے اور اس تعظیم کی برکت سے اللہ مشکلیں کھول دیتا ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔

صاحب تقویت الایمان ایک بات کو بار بار کہنے کا عادی ہے۔ اس عبارت میں بھی بہت مکررات ہیں اور بہت باتیں سابق میں کئی مرتبہ ذکر کر چکا ہے۔ اور بحمد اللہ تعالیٰ انکار و بلوغ ہو چکا یہاں اس کی اس تمام یا وہ گوئی کا خلاصہ صرف اتنا ہے کہ تعظیم اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ غیر کی تعظیم شرک اگر وہ صاف یہی لکھ دیتا تو اس کو اس قدر طول گفتگو کی کوفت اٹھانی نہ پڑتی اور اس کے اظہار بطلان اور رد کے لئے بھی اس قدر کتنا کافی ہوتا کہ یہ جھوٹ ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے مقبولان بارگاہ کی تعظیم کا حکم فرمایا۔ وَتُعْزِزُوهُ وَتُقَرِّبُوهُ اور أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ اور بکثرت آیات و احادیث اس پر ناطق ہیں۔ مگر اس مطلب کو اس نے صاف نہ کہا بلکہ یہ لکھا کہ بعضے کام تعظیم کے اللہ نے اپنے لئے خاص کئے ہیں کہ ان کو عبادت کہتے ہیں۔ عبادات بیشک اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہیں۔ غیر کی عبادت پرستش یقیناً شرک ہے۔ لَا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ یہی ہر مسلمان کا ایمان ہے مگر صاحب تقویت ایمان کا یہ مطلب نہیں اس کی عبارت میں بڑا فریب ہے اس کی قدرے تفصیل یہ ہے کہ انسان کے افعال کی کبھی متعدد جہتیں ہوتی ہیں اور ہر جہت پر حکم جداگانہ ہوتا ہے۔ ان جہات سے قطع نظر کرنا اور سب پر ایک حکم لگا دینا نہایت فریب اور اضلال عوام و گمراہ گری ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے ہجرت کرنا عبادت ہے اس پر ثواب مرتب ہوتا ہے۔ لیکن یہی ہجرت اگر حصول مال یا تزوج کی نیت سے ہو تو عبادت نہیں رہتی نہ اس پر



ثواب مرتب ہو۔ حدیث شریف میں ارشاد فرمایا: فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ فَهِيَ هِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا أَوْ امْرَأَةٍ يَتَرَوُّهَا فَهِيَ هِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ۔ (رواہ البخاری و المسلم) ہجرت ترک وطن کا نام ہے۔ وہ ایک جنت سے عبادت ہے دوسری جنت سے نہیں بلکہ عبادت نہ ہونے کی جنت پر اسکا شرک ہونا لازم نہیں اسی لئے حدیث شریف میں اس کو شرک نہ فرمایا اسی طرح مسجد میں اپنے آپ کو روکنا (اعتکاف) عبادت ہے اگر اللہ کے لئے ہو۔ اور اگر اپنی کسی غرض دنیوی کے لئے مسجد میں پابندی سے رہا تو یہ عبادت نہ ہوگا مگر اس سے مسجد میں رہنے کا شرک ہونا بھی لازم نہ آئے گا۔ نماز کے افعال دیکھئے جن میں سے سجدہ رکوع اور ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوئے کا تو صاحب تقویت الایمان نے ذکر کیا ہے مگر ہاتھ چھوڑ کر کھڑا ہونا جیسے قومہ میں کھڑے ہوتے ہیں یا بیٹھنا جیسا بین السجدتین اور تشهد (التیمات) ہیں یہ بھی افعال نماز ہیں ان کے عبادت ہونے میں شبہ نہیں جس طرح سجدہ و رکوع و قیام نماز میں فرض ہیں اسی طرح قعدہ اخیرہ (بیٹھنا) بھی فرض ہے۔ یہ افعال عبادۃ غیر خدا کے لئے کرنا شرک اور اگر جنت عبادت پر نہ ہوں تو لزوم شرک کا حکم باطل ورنہ ہر شخص مشرک ہو جائے کیونکہ وہ کھڑا ہوا تو قومہ ہو گیا بیٹھا تو قعدہ ہوا۔ اٹھنا بیٹھنا بھی شرک سے خالی نہ ہو اس کی کوئی وجہ نہیں کہ ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا تو شرک ہو جائے اور ہاتھ چھوڑ کر کھڑا ہونا اور بیٹھنا شرک نہ ہو جیسے وہ عبادت ہے ایسے ہی یہ عبادت اور افعال نماز میں سے ہے۔ حدیث جبریل میں ہے: حَتَّى جَلَسَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَدْرَكَ بَيْنَهُ إِلَى رُكْبَتَيْهِ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلَى فَحْدَيْهِ۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۱)

حضرت جبریل حضور انور ﷺ کی خدمت میں اپنے زانوؤں پر ہاتھ رکھ کر یہ ہیئت نماز بیٹھے کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ شرک ہوا۔ معاذ اللہ ملائکہ معصوم ہیں۔ معصوم کا دربار ہے مگر چونکہ یہ بیٹھنا بروجہ عبادت نہیں اس لئے شرک نہیں ہو سکتا تو کیا وجہ ہے کہ ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا اور افعال جو عبادتوں میں کئے جاتے ہیں جس حالت میں بروجہ عبادت۔

کئے جائیں جب بھی شرک ہو جائیں۔ لیکن اگر صاحب تقویت الایمان مسئلہ صحیح لکھتا کہ یہ افعال بروجہ عبادت غیر خدا کے لئے شرک ہیں اور اگر دوسری جنت سے کئے جائیں تو شرک نہیں تو اس کا مدعا حاصل نہ ہوتا مقبولان بارگاہ حق کی تعظیم سے جس کا وہ دشمن ہے۔ خلق کو کس طرح روکنا وہ جانتا تھا کہ دنیا کے پردے پر کوئی مسلمان کسی بزرگ کے روبرو یہ قصد عبادت ہاتھ باندھ کر کھڑا نہیں ہوتا پھر بروجہ عبادت کی قید لگاتا تو مسلمانوں کو مشرک کس طرح ٹھہراتا۔ دربار اقدس میں دست بستہ یہ ہیئت نماز کھڑا ہونا ہم صفحہ میں ثابت کر چکے ہیں اور خواجگان چشت کی فاتحہ کے لئے نماز کی طرح بیٹھنا خود صاحب تقویت الایمان نے صراط مستقیم میں لکھا ہے جو ہم صفحہ میں نقل کر چکے ہیں اس لئے وہ اپنے اس حکم سے خود مشرک ہو گیا۔ سجدہ طواف کا حکم صفحہ کے حاشیہ میں اور سجدہ کی قسمیں اور ان کے احکام صفحہ میں ہم بیان کر آئے ہیں صاحب تقویت الایمان سجدہ کو مطلقاً شرک کہتا ہے اور ستم اس نے یہ کیا ہے کہ شرک مان کر۔ پچھلی شریعتوں میں اس کے ثبوت کا قائل ہوا گویا اس کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے شرک کا حکم دیا اور انبیاء نے شرک کیا معاذ اللہ اس کا یہ معلون کفر تقویت الایمان کے صفحہ ۳۳ میں ملاحظہ کیجئے۔

”جو کوئی یہ بات کہے کہ اگلے دینوں میں کسی کسی مخلوق کو بھی سجدہ کرتے تھے جیسے فرشتوں نے حضرت آدم کو کیا اور حضرت یعقوب نے حضرت یوسف کو تو ہم بھی اگر کسی بزرگ کو کر لیں تو کچھ مضائقہ نہیں۔ سو یہ بات غلط ہے آدم کے وقت کے لوگ اپنی بہنوں سے نکاح کر لیتے تھے چاہے یہ لوگ ایسی ایسی جتیں لانے والے اپنی بہنوں سے نکاح کر لیں۔“

طرز گفتگو تو دیکھئے کتنا شریفانہ ہے خیر یہ تو ان کی تہذیب ہے دیکھنا تو یہ ہے کہ صاحب تقویت الایمان نے یہ تسلیم کیا کہ فرشتوں نے آدم کو اور حضرت یعقوب نے حضرت یوسف کو (علیہم الصلوٰۃ والسلام) سجدہ کیا یہ ان کی شریعتوں میں جائز تھا ہماری شریعت میں جائز نہیں۔ میں کہتا ہوں ہماری شریعت میں جائز نہ ہونا اور بات ہے یہ تو تسلیم ہے کہ فرشتوں نے بحکم الہی حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا اور حضرت یعقوب نے حضرت یوسف کو اور تقویت الایمان کے صفحہ ۱۱ میں سجدہ کو مطلقاً شرک کہا ہے یہاں



تک کہ صفحہ ۱۲ میں یہ لکھ دیا کہ پھر خواہ یوں سمجھ کہ آپ ہی اس تعظیم کے لائق ہیں یا یوں سمجھ کہ ان کی اس طرح کی تعظیم سے اللہ خوش ہوتا ہے اور اس تعظیم کی برکت سے مشکلیں کھول دیتا ہے۔ ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ یقیناً ملائکہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو یہی سمجھ کر سجدہ کیا تو ہماری اس طرح کی تعظیم سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے تو اسمعیل کے حکم سے یہ ان کا شرک ہوا اور اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم دیا تھا تو معاذ اللہ اللہ تعالیٰ نے شرک کا حکم کیا اور تمام فرشتے اور حضرت آدم اور اللہ تعالیٰ اور حضرت یعقوب اور حضرت یوسف علیہ السلام سب اس بے دین کے نزدیک مشرک ہوئے فقط اس کا پیر شیطان بیخ رہا۔ لعنت ہے اس عقیدہ ناپاک پر یہ ہے اسمعیل شرک کی حقیقت جس کی وہابیہ نے پکار مچا رکھی ہے۔ اسمعیل صاحب کے اسی سلسلہ شریکیات میں کسی کے نام پر مال خرچ کرنا اور کسی کے نام کا روزہ رکھنا بھی شمار کیا ہے دنیا میں ایسا تو کوئی مسلمان نہیں جو انفاق یا روزے سے غیر خدا کی عبادت کا قصد کرتا ہو البتہ اموات کے ایصال ثواب کے لئے مال بھی خرچ کرتے ہیں روزہ بھی رکھتے ہیں اور اس میں ان اموات کے نام بھی لیتے ہیں جیسے حضور غوث اعظم علیہ السلام کی گیارہویں اور شاہ عبدالحق صاحب کا توشہ ان بزرگوں کے نام لینے سے یہ مقصود ہے کہ اس عمل خیر کا ثواب ان کی ارواح کو پہنچایا جائے یہ حدیث سے ثابت ہے۔ ام سعد اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیثیں انہیں اسمعیل صاحب کے صراط مستقیم کے حوالہ سے صفحہ ۱۱۵ میں نقل ہو چکیں فقط انفاق اور روزہ ہی کیا اسمعیل صاحب نے ہر عبادت کے ایصال ثواب کو جائز اور مستحسن کہا ہے۔ صراط مستقیم صفحہ ۶۳ میں ہے: ہر عبادتیکہ از مسلمان ادا شود ثواب آن بروح کے از گزشتگان برساند۔ پھر اسی کو شرک بتانا خود اپنے اوپر شرک کا حکم کرنا ہے۔

اس کے بعد تقویت الایمان میں کسی کے گھر کی طرف دور سے قصد کر کے سفر کرنا شرک بتایا ہے شرک کے یہ تمام احکام امام الوہابیہ کے طبعزاد ہیں۔ شریعت نے ان میں سے کسی کو شرک نہ فرمایا۔ اب مرید پیر کے گھر جائے تو مشرک طالب علم استاد کے مکان پر جائے تو مشرک۔ محدثین کے تو ایک ایک حدیث کے لئے اپنے اساتذہ کے مکانوں کی

طرف بڑے بڑے سفر کئے ہیں۔ خود صحابہ نے ایسے سفر فرمائے ہیں اس بے دین کے شرک سے کوئی نہ بچے گا۔ دنیوی ضرورتوں کے لئے احباب سے ملنے اعزہ و اقارب کی زیارت کرنے شادیوں میں شریک ہونے تعزیت کرنے کے لئے لوگ رات دن دور دور کے سفر کرتے ہیں شریعت نے یہ سفر جائز فرمائے مگر تقویت الایمان کے حکم سے ساری دنیا مشرک تمام سفر شرک کہیں کوئی قصد کر کے گیا اور تقویت الایمان کے حکم سے مشرک ہوا۔ نجدی کا بیٹا تو لندن ہو آیا۔ نصاریٰ کے گھر کے قصد سے اس نے سفر کیا یہ کتنا ذلیل شرک ہوا مگر مقصود ان بے دین کا اس سفر کو شرک بتانا ہے جو سرمایہ سعادت و ذخیرہ برکت ہے یعنی بقصد زیارت مدینہ طیبہ کا سفر چنانچہ لکھتا ہے:

کسی کی قبر یا چلہ پر یا کسی تھان پر جانا اور دور سے قصد کرنا اور سفر کی رنج و تکلیف اٹھا کر میلے کچیلے ہو کر وہاں پہنچنا اور وہاں جا کر جانور چڑھانا اور منتیں پوری کرنی اور کسی قبر یا مکان کا طواف کرنا اور اس کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرنا وہاں شکار نہ کرنا درخت نہ کاٹنا گھاس نہ اکھاڑنا۔ اور اسی قسم کے کام کرنے اور ان سے کچھ دین و دنیا کے فائدہ کی توقع رکھنی یہ سب شرک کی باتیں ہیں۔ (تقویت الایمان صفحہ ۴۵)

اب وہابی جہاں کہیں کا سفر کریں تو شکار کرتے درخت کاٹتے گھاس اکھاڑتے پھرا کریں ورنہ تقویت الایمان کے حکم سے مشرک ہو جائیں گے۔ تقویت الایمان صفحہ ۱۱ میں نامعقول باتوں سے بچنے کو بھی شرک بتایا ہے تو فرض ہوا کہ وہابی جب سفر کرے تو ضرور نامعقول باتیں کیا کرے۔ ورنہ تقویت الایمان کے حکم سے مشرک ہو جائے گا۔ کبھی تو عقلوں پر ٹھونچ دے پڑ گئے ہیں جو ایسی بے ہودہ کتاب کو اپنا دین بنائے ہوئے ہیں۔

اب احادیث ملاحظہ کیجئے تو اس بے دینی کا بطلان ظاہر ہو۔ اور معلوم ہو کہ معاند بد بخت زیارت روضہ طاہرہ سے روکنے کے لئے یہ تمام بکواس کر رہا ہے۔

حدیث (۱): حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ زَارَ قَبْرِي وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِي جس نے میری قبر مبارک کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت ضروری ہو گئی۔



حدیث (۲): انہیں حضرت سے مروی ہے: مَنْ زَارَ قَبْرَ خَلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِيْ جَسَ نَے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت حلال ہو گئی۔

حدیث (۳): مَنْ جَاءَ نِيَّ زَائِرًا لَا تَعْمَدُهُ حَاجَةً إِلَّا زِيَارَتِيْ كَانَ حَقًّا عَلَيَّ أَنْ أَكُونَ لَهُ شَفِيعًا يَوْمَ الْقِيَمَةِ جو میری زیارت کے لئے آیا اور بجز میری زیارت کے کسی حاجت و غرض کا اس نے قصد نہ کیا مجھ پر حق ہے کہ میں روز قیامت اس کا شفیع ہوں۔

حدیث (۴): مَنْ حَجَّ فَرَارَ قَبْرِيْ بَعْدَ وَفَاتِيْ كَانَ كَمَنْ زَارَنِيْ فِيْ حَيَاتِيْ۔ جس نے حج کر کے میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی وہ ایسا ہی ہے جیسے اس نے میری حیات میں زیارت کی۔

حدیث (۵): مَنْ حَجَّ الْبَيْتَ وَلَمْ يُزِرْنِيْ فَقَدْ جَفَانِيْ جس نے کعبہ معظمہ کا حج کیا اور میری زیارت کو حاضر نہ ہوا اس نے مجھ پر ظلم کیا۔ یہ تمام حدیثیں امام سمہودی رحمۃ اللہ علیہ نے خلاصۃ الوفا صفحہ ۴۱ و ۴۲ میں ذکر فرمائیں۔

حدیث (۶): مَنْ زَارَنِيْ مُتَعَمِّدًا كَانَ فِيْ جَوَارِيْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ (مشکوۃ شریف ص ۱۳۰) جس نے قصد کر کے میری زیارت کی وہ روز قیامت میری حفاظت و حمایت میں ہوگا۔

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ زیارت روضہ طاہرہ کے لئے قصد کر کے حاضر ہونا اور اس سے دینی نفع کی توقع رکھنا رسول کریم ﷺ کے ارشاد کے مطابق ہے اسی کو تقویت الایمان میں شرک بتایا ہے اس شخص کے نزدیک قرآن و حدیث میں شرک ہی شرک ہے معاذ اللہ آستانے کے سامنے کھڑے ہو کر دعا مانگنے اور التجا کرنے کو بھی شرک کہتا ہے باوجودیکہ یہ آداب زیارت میں سے ہے اور اسکا مفصل بیان صفحہ ۱۳۰ سے صفحہ ۱۳۱ تک گزر چکا ہے اب یہ بھی دیکھئے کہ مدینہ طیبہ کے گرد و پیش کے جنگل کو محترم کس نے فرمایا۔ حرم کس نے بنایا وہاں شکار کرنے درخت کاٹنے گھاس اکھاڑنے سے کس نے منع کیا۔ یہ جاہل بد لگام خاش بدہن مشرک کس کو کہہ رہا ہے۔

حدیث (۷): مسلم شریف کی حدیث ہے: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ اَحَرَّمُ مَا بَيْنَ لَانْتِي الْمَدِيْنَةَ اَنْ يُّقَطَعَ عِضَاهُهَا اَوْ يُقْتَلَ صَيْدُهَا۔ (مشکوۃ شریف ص

(۲۲۹) حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ میں مدینہ طیبہ کے دونوں سنگستانوں کے مابین حرام کرتا ہوں اس کے خار دار درختوں کا کاٹنا اور اس کا شکار کرنا۔ اسی کو تقویت الایمان میں شرک لکھا ہے۔ بے دینی سے پوچھو کہ ان کے عقیدہ فاسدہ میں رسول اکرم ﷺ کا حکم بھی شرک ہے تو پھر توحید کیا وہ شیطان سے سیکھیں گے۔ یہ تو ان بد نصیبوں کو کیا معلوم ہوگا کہ روضہ طاہرہ کعبہ مکرمہ بلکہ عرش معلیٰ سے بھی افضل ہے۔ علامہ ابن عابدین شامی ردالمحتار جلد ۲ صفحہ ۲۶۳ میں فرماتے ہیں۔

فَإِنَّ الْكَعْبَةَ أَفْضَلُ مِنَ الْمَدِيْنَةِ مَا عَدَا الضَّرِيْحَ الْأَقْدَسَ وَكَذَا الضَّرِيْحُ أَفْضَلُ مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَقَدْ نَقَلَ الْقَاضِي عِيَاضُ وَغَيْرُهُ الْأَجْمَاعُ عَلَى تَفْضِيلِهِ حَتَّى عَلَى الْكَعْبَةِ وَأَنَّ الْخِلَافَ فِيْمَا عَدَاهُ وَنُقِلَ عَنْ ابْنِ عَقِيلِ الْحَنْبَلِيِّ أَنَّ تِلْكَ الْبُقْعَةَ أَفْضَلُ مِنَ الْعَرْشِ وَقَدْ وَافَقَهُ السَّادَةُ الْبَكْرِيُّونَ عَلَى ذَلِكَ۔

یعنی کعبہ شریف شہر مدینہ سے افضل ہے سوائے روضہ مبارک کے اور روضہ مبارک مسجد حرام سے افضل ہے اور قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ روضہ انور کعبہ شریف سے بھی افضل ہے خلاف جو کچھ ہے وہ روضہ کے ماسوا میں ہے اور ابن عقیل حنبلی سے منقول ہے کہ روضہ پاک عرش سے افضل ہے اور اس پر سادات بکری ان کے ساتھ متفق ہیں۔

جس روضہ پاک کا یہ مرتبہ ہے اس کی زیارت کے لئے حاضر ہونا اور اس کے سامنے دعا کرنا اور مرادیں مانگنا شرک بتایا جائے خدا کی پناہ ردالمحتار جلد ۲ صفحہ ۲۶۳ میں ہے: وَأَنْ يَأْتِيَ الْقَبْرَ الْكَرِيمَ فَيَسْلِمُ وَيَدْعُو وَيَسْأَلُ اللَّهَ أَنْ يُوصِلَهُ إِلَى أَهْلِهِ سَالِمًا وَيَقُولُ غَيْرَ مُودِعَ يَارَسُوْلَ اللَّهِ وَيَجْتَهِدُ فِيْ خُرُوجِ الدَّمْعِ فَإِنَّهُ مِنْ أَمَارَاتِ الْقَبُولِ وَيَنْبَغِيْ أَنْ يَتَصَدَّقَ بِشَيْءٍ عَلَى جِزْرَانِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَنْصَرِفُ مُتَبَاكِيًا مُتَحَسِّرًا عَلَى مَفَارِقِهِ الْحَضْرَةَ النَّبَوِيَّةَ كَمَا فِي الْفَتْحِ خلاصہ یہ کہ رخصت کے وقت زائر روضہ اقدس پر حاضر ہو کر سلام عرض کرے اور دعا کرے اور فراق کے صدمہ سے



روتا حسرت کرتا واپس ہو۔

یہ توفیق کی عبارت ہے قرآن کریم میں حضرت رب العزت ارشاد فرماتا ہے: وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاؤُكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا مطلب یہ کہ جن گنہگاروں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہو اگر آئیں سید انبیاء ﷺ وہ آپ کے حضور میں حاضر ہو کر اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کریں اور رسول کریم ﷺ ان کے لئے دعائے مغفرت فرمادیں تو ضرور وہ اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا رحم فرمانے والا پائیں۔ تقویت الایمان والے کا شرک تو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں تعلیم فرمادیا وہ آستان پاک کے سامنے دعا کرنے کو شرک بتا رہا ہے آیت شریف میں آئیں اور بقول اسماعیل کسی کی چوکھٹ کے آگے دعائے مانگیں کہ یہ تقویت الایمان میں شرک بتایا ہے بلکہ یہ ارشاد ہے کہ آستانہ رسول پر حاضر ہوں اس سے خوب ظاہر ہو گیا کہ اس کتاب کا نام تقویت الایمان ہے اور ہے یہ قرآن و حدیث کے مخالفت تقویت الایمان کہ خداوند عالم جس کا حکم فرمائے یہ کتاب اس کو شرک بتائے اس کے نزدیک دنیا میں کوئی مسلمان نہیں۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی قبر مبارک پر حاضر ہوتا ہوں اور جب کوئی حاجت پیش آتی ہے تو دو رکعتیں پڑھ کر حضرت امام کی قبر کے پاس دعا کرتا ہوں تو مراد جلد حاصل ہو جاتی ہے۔ (رد المحتار جلد اول صفحہ ۳۹) میں ہے: قَالَ إِنِّي لَا تَبْتَزُّكَ بِابْنِي حَنِيفَةً وَأَجِيءُ إِلَى قَبْرِهِ فَإِذَا عَرَضَتْ لِي حَاجَةٌ صَلَّيْتُ رَكَعَتَيْنِ وَسَأَلْتُ اللَّهَ تَعَالَى عِنْدَ قَبْرِهِ فَيُقْضَى سَرِيعًا۔

تقویت الایمان کے اسی سلسلہ شریکات میں زائر کا راہ میں اس بزرگ کے نام کا ورد کرنا بھی لکھا ہے یہ بھی خاص حضور علیہ الصلوٰۃ کی زیارت پر حملہ ہے کہ درود شریف کا ورد آداب زیارت میں سے اور موجب سعادت ہے۔ حسن التوسل صفحہ ۷۸ میں ہے: وَمِنْهُ الْاِكْتِثَارُ مِنْ ذِكْرِهِ بِالصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ لِسَانًا وَقَلْبًا عَلَى وَجْهِ التَّعْظِيمِ بِحَيْثُ تَكُونُ شَعَارًا لَهُ فِي سَفَرِهِ سِرًّا وَجَهْرًا وَالْجَهْرُ أَوْلَىٰ إِنَّ أَمِنَ نَحْوَ الزِّيَّاءِ وَالتَّشْوِيشِ

عَلَى نَائِمٍ لَعَلَّ أَنْ يَبْعَثَ غَيْرُهُ لِلصَّلَاةِ یعنی ازا نحمدہ حضور کے ذکر کی کثرت کرتا ہے صلوة و سلام کے ساتھ زبان سے بھی دل سے بھی تعظیم کے طریقہ پر اس طرح پر کہ یہ ذکر سفر میں اس کا شعار ہو جائے اور یہ ذکر سرا ہو خواہ جہرا اور جہر بہتر ہے اگر ریا اور تشویش نائم سے امن ہو۔ کیونکہ شاید جہر سے دوسرے کو درود شریف کی رغبت ہو ائمہ دین تو یہ فرما دیں کہ حضور کے ذکر کو شعار بنالے، اختیار امت اس پر عامل مگر وہابی دین میں یہ شرک لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

”اس کی دیوار سے اپنا منہ اور چھاتی ملنا اور اس کا غلاف پکڑ کر دعا کرنی۔“

(تقویت الایمان ص ۱۱)

اگرچہ دیوار سے منہ اور چھاتی ملنا اور غلاف پکڑنا آداب زیارت میں سے نہیں ہے بلکہ بہتر یہ ہے کہ زائر روضہ شریف سے کسی قدر فاصلہ پر رہے کہ اس میں ادب زیادہ ہے۔ علامہ شیخ عبدالقادر فاکھی مکی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب حسن التوسل فی زیادۃ افضل الرسل صفحہ ۱۲۳ میں فرماتے ہیں: مِنَ الْأَوَّلَى الْبُعْدُ عَنِ الْقَبْرِ الشَّرِيفِ نَحْوَ أَرْبَعَةِ أَذْوَاعٍ یعنی اولے یہ ہے کہ زائر قبر شریف سے چار گز کے فاصلہ پر رہے۔

امام سمہودی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب خلاصۃ الوفا صفحہ ۵۳ میں فرماتے ہیں: قِيلَ لِمَالِكٍ فَالَّذِي يَلْتَزِمُ أَتَرَى لَهُ أَنْ يَتَعَلَّقَ بِاسْتِئْذَانِ الْكَعْبَةِ عِنْدَ الْوُدَاعِ قَالَ لَا وَلَكِنْ يَقِفُ وَيَدْعُو قِيلَ لَهُ وَكَذَلِكَ عِنْدَ قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ۔

خلاصہ یہ کہ حضرت امام مالک رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ آپ کے نزدیک رخصت کے بعد کعبہ معظمہ کے پردوں سے لپٹنا چاہیے فرمایا نہیں کھڑے ہو کر دعا کرے کہا گیا کہ حضور کے روضہ مبارک پر بھی ایسا ہی کر لے فرمایا ہاں۔ غرض دیوار سے چپٹنا یا پردوں سے لپٹنا آداب زیارت میں نہیں اور اہل شوق سے وارفتگی میں ایسا ہو جائے تو قابل ملامت و لائق اعتراض بھی نہیں چہ جائیکہ اس کو شرک بتا کر اپنا نامہ اعمال سیاہ کیا جائے۔ نابینا کو یہ نظر نہ آیا اس کا مبعزاد شرک کہاں تک پہنچے گا۔ دیوار کجا خاص قبر شریف پر رخسار رکھ دینا تو صحابہ کرام سے ثابت ہے۔



حسن التوسل ۱۲۴ میں ہے: قُلْتُ لَكِنْ نَازَعَ جَمْعُ كَالسَّبْكِيِّ النَّوَوِي فِيمَا اعْتَمَدَ بِمَا نَقَلَهُ عَنْ ابْنِ الْمُثَنَّدِ وَبِلَالٍ مِنْ أَنَّ كِلَا مِنْهُمَا وَضَعَ خَدَّهُ عَلَى الْقَبْرِ الشَّرِيفِ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَيْهِ وَعَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ وَضَعَ وَجْهَهُ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ وَلَا شَكَّ أَنَّ الْأَسْتِغْرَاقَ فِي الْمَحَبَّةِ يُحْمَلُ عَلَى الْأَذْنِ فِي ذَلِكَ وَالْقَصْدُ بِهِ تَعْظِيمُهُ وَالنَّاسُ تَخْتَلِفُ مَرَاتِبَهُمْ كَمَا فِي الْحَيَاةِ فَمِنْهُمْ مَنْ لَا يَمْلِكُ نَفْسَهُ بَلْ يُبَادِرُ إِلَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ فِيهِ إِنَاءٌ فَتَاءٌ خَرَّ - یعنی سب کی مثل ایک جماعت نے نووی کی مخالفت کی بایں دلیل کہ حضرت ابن مکرر اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما اصحاب رسول اللہ ﷺ سے منقول ہے کہ ان میں سے ہر ایک صاحب نے اپنا رخسار قبر اطہر پر رکھا اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنا داہنا ہاتھ قبر شریف پر رکھا اور حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے اپنا چہرہ مزار شریف پر رکھا۔ پھر سب کی طرف فرمایا کہ بے شک محبت میں استغراق اور وارفتگی اس کی اجازت دیتی ہے اور اس سے تعظیم ہی مقصود ہے اور حالت حیات کی طرح اب بھی اہل ذوق کے مراتب مختلف ہیں بعض بے قرار ہو کر اس کی مباورت کرتے ہیں اور بعض کو قرار ہوتا ہے وہ پیچھے رہتے ہیں۔ ایسا ہی خلاصہ الوفا صفحہ ۶۱ میں ہے مگر اس میں اس قدر اور بھی ہے۔ وَنُقِلَ عَنْ أَبِي الصَّيْفِ وَالْمُحَبِّ الطَّبْرِيِّ جَوَازَ تَقْبِيلِ قُبُورِ الصَّالِحِينَ یعنی ابو الصیف اور محب طبری سے قبور صالحین کو بوسہ دینے کا جواز منقول ہے اگرچہ عوام کی گمراہی کے اندیشہ سے اس میں احتیاط مناسب ہے لیکن جو افعال کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ثابت ہیں ان کو محض اپنی رائے فاسد سے بے دھڑک شرک بتا دینا صحابہ پر الزام شرک لگانا اور کھلی گمراہی ہے۔

تقویت الایمان میں انہیں شریکات کے سلسلہ میں یہ بھی لکھا ہے:

”اس کے کنویں کو تبرک سمجھ کر پینا۔ بدن پر ڈالنا آپس میں باشتا غائبوں کے واسطے لے جانا (یعنی یہ سب باتیں شرک ہیں)۔“ (تقویت الایمان ص ۱۱)

ظالم نے کنویں کے پانی کو تبرک سمجھ کر استعمال کرنا کہاں سے شرک بتا دیا۔ جو بات

ہے بے دلیل من گھڑت ہے اور چھانٹ چھانٹ کر ان چیزوں کو شرک بتایا ہے جن کا ثبوت شریعت میں موجود ہے اور جن کی تعلیم دی گئی ہے۔ خلاصہ الوفا صفحہ ۶۳ میں ہے۔ وَكَذَا الْأَبَارُ الَّتِي شَرِبَ أَوْ تَطَهَّرَ مِنْهَا وَالتَّبَرُّكُ بِذَلِكَ لِعَنَى ان كُنُوزِ كِي زِيَارَتِ كِي لِنِي جَانَا اور ان كِي پَانِي كُو تَبَرُّكُ بِنَانَا مَسْتَحَبُّ هِي جِن سِي حَضُورِ نِي پَانِي پِيَا يَاطَهَارَتِ فِرْمَانِي پَانِي كُو تَبَرُّكُ بِنَانَا اور غَابِوُن كِي لِنِي لِي جَانَا احَادِثِ سِي ثَابِتِ هِي۔

حدیث:۔ مسلم شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ جَاءَ خَدَمُ الْمَدِينَةِ بِأَيِّتِهِمْ فِيهَا الْمَاءُ فَمَا يَأْتُونَ بِأَنَاءٍ إِلَّا غَمَسَ يَدَهُ فِيهَا فَرُبَّمَا جَاوَهُ بِالْغَدَاةِ الْبَارِدَةِ فَيَغْمَسُ يَدَهُ فِيهَا - (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۱۹)

جب حضور اقدس ﷺ فجر کی نماز سے فارغ ہوتے مدینہ طیبہ کے خدام اپنے برتن لاتے جن میں پانی ہوتا تو آپ ہر برتن میں اپنا دست مبارک ڈال دیتے اور سردی کے اوقات میں بھی انہیں اس برکت سے محروم نہ فرماتے۔ اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ جس پانی کو حضور سے نسبت ہو جائے وہ تبرک ہے اور اس کو تبرک سمجھ کر لے جانا مریضوں کو بامید شفا پلانا حدیث سے ثابت ہے۔ اب تقویت الایمان والا کس کو مشرک کہے گا۔

حدیث: مسلم شریف میں ایک اور حدیث حضرت اسماء بنت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وفات کے بعد میں نے لے لیا۔ ہم اس کو بیماروں کے لئے دھویا کرتے تھے۔ اس سے مقصد یہ ہوتا کہ اس جبہ شریف کے دھوون سے بیماروں کو شفا حاصل ہو۔ الفاظ مبارک حدیث کے یہ ہیں:

وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُهَا فَتَحْنُ نَغْسِلُهَا لِلْمَرْضَى نَسْتَشْفِي بِهَا - (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۷۴)

تقویت الایمان والا تو بزرگوں کے کنویں کے پانی کا بطور تبرک استعمال کرنا ہی شرک



کتا تھا یہاں ملبوس شریف کا غسل تبرک ہے اور صحابہ اس کو شفا حاصل کرنے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ یہ تو بحمد اللہ تعالیٰ خوب واضح ہو گیا کہ صاحب تقویت الایمان نے ان چیزوں کو بے دریغ شرک کہا ہے جو قرآن پاک کی آیات اور بکثرت احادیث سے ثابت ہیں اور جن پر حضور سید عالم ﷺ اور حضور کے صحابہ کا عمل رہا ہے۔

اسمعیل صاحب نے اس سلسلہ شریکات میں بعض ایسی چیزوں کو شرک کہا ہے جن کو شرک کہنا نہایت مضحکہ خیز ہے۔ مثلاً جھاڑو دینا، روشنی کرنی، فرش بچھانا، پانی پلانا، وضو غسل کا لوگوں کے لئے سامان درست کرنا۔ مور چھل جھلنا، شامیانہ کھڑا کرنا، ادب سے کھڑا ہونا۔ ان میں سے اگر کوئی کام بھی غیر خدا کے لئے کیا تو شرک تقویت الایمان کے صفحہ ۱۱ میں لکھ دیا ہے۔ کہ بعضے کام تعظیم کے لئے اللہ نے اپنے لئے خاص کئے ہیں۔ انہیں کی مثال میں آپ نے جھاڑو وغیرہ کو شمار کرایا ہے یہ تو اسمعیل پرست تلاش کریں کہ کس آیت یا حدیث میں بتایا گیا ہے کہ جھاڑو دینا، روشنی کرنا، فرش بچھانا، پانی پلانا، وضو اور غسل کا سامان درست کرنا۔ مور چھل جھلنا، شامیانہ کھڑا کرنا، اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے خاص کیا ہے اور یہ خاص کام وہابی کہاں ادا کرتے ہیں انہوں نے کس کو خدا فرض کیا ہے جس پر مور چھل جھلنا اور شامیانہ کھڑا کرنا اس کی تعظیم کے لئے خاص ہو۔ وہابیوں کا کیسا عجیب دین ہے خدا نخواستہ ان کی سلطنت ہو تو تمام دنیا کو کوڑے کچرے سے اٹا دیں کیونکہ جھلاو دینا تو شرک ٹھہرا ہر مکان تاریک اور اندھیرا پٹ رہے اس لئے کہ روشنی کرنا شرک ہے۔ پانی پلانا بھی شرک بتایا ہے۔ یزیدیوں سے بھی بڑھ گئے انہوں نے صرف اہل بیت پر پانی نہ گھسیا تھا مگر پانی پلانے پر شرک کا فتویٰ دینے کی انہیں بھی نہیں سوچھی تھی۔ کسی نمازی کے لئے وضو اور غسل کا انتظام کرنا کیوں شرک ہے اسی لئے کہ: تَعَاوَنُوا عَلٰی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی میں داخل ہے اس سے نماز پر اعانت ہوتی ہے۔ جس کام سے خدا کی عبادت پر اعانت ہو وہابی دین میں وہ بھی شرک۔

لطیفہ: شرک کی تعریف میں تقویت الایمان صفحہ ۸ میں لکھا ہے کہ وہ چیزیں جو اللہ نے اپنے بندو کے ذمہ نشان بندگی ٹھہرائی ہوں تو لازم آیا کہ جھاڑو دینا، روشنی کرنا،

مور چھل جھلنا شامیانہ کھڑا کرنا نشان بندگی ہے۔ اب تو ہر وہابی پر فرض ہے کہ جھاڑو لئے پھرے ورنہ نشان بندگی جاتا رہے گا۔ مور چھل ہاتھ میں رکھ کہ وہابی دین میں یہ نشان بندگی ہے۔ حیرت ہے ان کوتاہ عقلوں پر جو ایسی کتاب پر ایمان رکھتے ہیں اور ان مزخرفات کو مانتے ہیں۔

### اسمعیل شریکات کا چوتھا حصہ

مولوی اسمعیل نے اپنے شریکات کا چوتھا حصہ اشراک فی العادت کے نام سے موسوم کیا ہے اس میں اکثر وہی باتیں ذکر کی ہیں۔ جن کا اوپر ذکر کیا گیا۔ بعض باتیں نئی بھی کہی ہیں وہ یہ ہیں۔ حضرت بی بی کی صحنک مرد نہ کھائیں۔ شاہ عبدالحق کا توشہ حقہ والا نہ کھائے۔ برائی بھلائی کسی طرف نسبت کرنا کہ فلانا اس کی پھنکار میں آکر دیوانہ ہو گا فلانے کو نوازا تو فتح و اقبال مل گیا۔ اللہ و رسول چاہے گا تو میں آؤں گا۔ کسی کو مالک الملک شہنشاہ کہنا ان سب باتوں کو شرک بتایا ہے اور لکھا ہے۔ سو ان سب باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے۔ (تقویت الایمان ص ۱۳)

اب ان کی حقیقت پر نظر ڈالئے۔

(۱) حضرت بی بی کی صحنک اس کا شرک ہونا صاحب تقویت الایمان نے بزعم خود آیت سے ثابت کیا ہے اور آیہ کریمہ اِنْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ اِلَّا اِنَّا لَكُھِ كَرُھِہِ یعنی اللہ کے سوا جو اور لوگوں کو پکارتے ہیں سو اپنے خیال میں عورتوں کا تصور باندھتے ہیں۔ پھر کوئی حضرت بی بی کا نام ٹھہرا لیتا ہے کوئی بی بی آسیا کوئی بی بی اناولی کوئی لال پری کوئی سیاہ پری کوئی سیتلا کوئی مسانی کالی کو (تقویت الایمان ص ۵۳)

اس گستاخی اور بے ادبی سے تو ہر مسلمان کا دل کانپ جائے گا کہ حضرت بی بی صاحبہ رضی اللہ عنہا اور بی بی آسیہ کا ذکر پریوں اور مسانی اور کالی کے ساتھ ملا کر کیا ہے۔ اللہ ہی اس کا بدلہ دے یہ کیسا ستم اور کیسی بیباکی ہے کہ قرآن پاک کے معنی میں بدل ڈالے یہ دعویٰ جو عبادت کرنے کے معنی میں ہے اس کا ترجمہ پکارنا کیا اور اناھا جو لات منات



عزے وغیرہ بتوں کے حق میں وارد ہے اس کو اہل بیت رسالت اور پاک بیبیوں پر ڈھالا اور صحنک کو شرک قرار دینے کے شوق میں قرآن پاک پر افترا کر دیا معنی میں تحریف کر ڈالی۔ تفسیر مدارک مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۴۴۲ میں ہے (اِنَّ يَذْعُوْنَ مِنْ ذُوْنِهِ) مَا يَغْبِطُوْنَ مِنْ ذُوْنِ اللّٰهِ (اَلَا اِنَّا) جَمْعُ اُنْثٰی وَهِيَ اللَّائِثُ وَالْعُزَّى وَمَنَاثُ اس تفسیر سے معلوم ہوا کہ آیت میں یدعون عبادت کرنے کے معنی میں ہے اور اناثا سے لات عزى بت مراد ہیں۔ مولوی اشرف علی تھانوی نے آیت کا ترجمہ یوں لکھا ہے۔ یہ لوگ خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر صرف چند زنانی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں (ترجمہ القرآن) مولوی اشرف علی مطبوعہ محبوب المطالع دہلی صفحہ ۱۰۶ مولوی اشرف علی تھانوی کے ترجمہ سے بھی ثابت ہوا کہ تقویت الایمان میں آیت کا غلط ترجمہ کر کے تحریف کی گئی اگر وہ یدعون کا صحیح ترجمہ (عبادت کرتے ہیں) کرتا تو اس کی مراد حاصل نہ ہوتی اور بی بی صاحبہ کی صحنک اور شاہ عبدالحق صاحب کا توشہ شرک ثابت نہ ہوتا۔ کیونکہ کوئی ان بزرگوں کی عبادت کا وہم بھی نہیں کرتا پھر شرک کیسے ہوتا اس لئے اسماعیل نے قرآن اور افترا کیا اس میں عورتوں کے پکارنے کو شرک کہا ہے اور صحنک سے بی بی صاحبہ کا نام ٹھہرا لیا جاتا ہے۔

یہ ہے اس کے شرک کی حقیقت اور اس طرح اس بے دین نے قرآن پاک کی آیات لکھ کر عوام کو گمراہ کیا ہے۔ جاہل سمجھتے ہیں کہ شاید آیت ہی میں یہ مضمون ہو گا۔

معاذ اللہ اہل بیت رسالت سے کیا عداوت ہے کہ ان کے ایصال ثواب کو شرک کہہ دیا صدقہ عبادت ہے اور ہر عبادت کا ایصال ثواب نصوص معتبرہ سے ثابت اور خود اسماعیل نے صراط مستقیم میں اس کو تسلیم بھی کیا ہم صفحہ ۱۰۸ میں اس کی عبارتیں نقل کر چکے ہیں اب یہ شرک کیسے ہو گیا۔ صدقہ اللہ تعالیٰ کے لئے دیا ایصال ثواب اس کا حضرت بی بی صاحبہ شاہ عبدالحق صاحب یا اور بزرگوں کو کیا تو یہ شرک کیسے ہو گیا محض ان بزرگوں کا نام لینے سے جیسا کہ تقویت الایمان صفحہ ۵۳ میں لکھا ہے۔ کوئی بی بی کا نام ٹھہرا لیتا ہے اگر صدقہ پر غیر خدا کا نام شرک ہو تو ایسا شرک قرآن و حدیث میں بہت ہو گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسْكِيْنِ الْاَيُّه صدقات فقراء و مساکین کے

لئے ہیں اور صدقہ سے بھی یہاں صدقہ فرض زکوٰۃ مراد ہے۔ جو قطعاً عبادت ہے تقویت الایمان والے کے طور پر تو قرآن میں شرک ہوا۔ معاذ اللہ حدیث شریف میں ہے لایم سغدیہ کنواں ام سعد کے لئے ہے۔ وہابی دین میں یہ بھی شرک ہوا اور یہ شرک نہ ہو تو بی بی صاحبہ کے ایصال ثواب کے لئے ان کا نام مبارک لینا کیوں شرک ہو گیا۔ اب رہی یہ بات کہ بی بی صاحبہ کی صحنک صرف عورتوں کو کھلائی جاتی ہے اور شاہ عبدالحق صاحب کا توشہ حق نہ پینے والوں کو اس کی یہ وجہ تو ہے نہیں کہ مردوں کے لئے صحنک اور حقہ والوں کے لئے توشہ کوئی حرام سمجھتا ہو بلکہ صرف اتنی بات ہے کہ ان بزرگوں کو جن سے انس اور مزید ارتباط ہے ان کو دیا جائے اور یہ حدیث سے ثابت ہے۔

حدیث: بخاری و مسلم نے حضرت صدیقہ سے روایت کی۔ رُبَّمَا ذَبَحَ الشَّاةَ ثُمَّ يَقْطَعُهَا اَعْضَاءً ثُمَّ يَنْعُثُهَا فِي صَدَائِقِ حَدِيْجَةٍ۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۵۷۳) یعنی بارہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم بکری ذبح فرما کر اس کے اعضاء جدا کرتے پھر اس کو عورتوں کے پاس بھیجتے جو بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کی دوست دار تھیں۔ اب وکھائی تقویت الایمان والے کو صحابہ میں اہل حاجت بھی ہیں مگر انہیں نہیں دیا جاتا۔ ہر عورت کو بھی نہیں صرف ان عورتوں کو دیا جاتا ہے جو حضرت بی بی خدیجہ صاحبہ کے ساتھ انس و ارتباط رکھتی ہیں۔ صحنک اگر مردوں کو نہیں دی جاتی تو اس کی اصل یہ حدیث ہے۔ اس کو شرک بتانا سخت گمراہی ہے۔ اس حدیث سے چند باتیں ثابت ہوئیں:

(۱) کسی کے ایصال ثواب کے لئے جانور ذبح کرنا اس کو بھی اسماعیل نے شرک قرار دیا ہے۔

(۲) صدقہ کامیت کے احباب اور ایسے لوگوں پر صرف کرنا جن سے اس کو انس ہو۔  
(۳) اگر وہ موجود نہ ہوں تو ان کے پاس بھیجنا۔ شاہ عبدالحق صاحب علیہ الرحمۃ کو حقہ سے نفرت تھی اس لئے ان کے ایصال ثواب کا توشہ حقہ نہ پینے والوں کو کھلایا جاتا ہے۔ اسی طرح کسی بزرگ کے ایصال ثواب کا کھانا اس کے مریدین یا خدام یا آستانہ پر تلاوت کرنے والوں کو پہنچانا بھی اس حدیث سے ثابت ہوا جس کا تقویت الایمان صفحہ ۵۵



میں بایں الفاظ انکار کیا ہے۔ کوئی کسی کی قبر پر لے جاتا ہے۔ غرض اس شخص کو جو بات ہے قرآن و حدیث کے مخالف ہے۔ اسی سلسلہ شریکات میں صاحب تقویت الایمان نے یہ بھی لکھا ہے کہ برائی بھلائی جو دنیا میں پیش آتی ہے اس کو ان کی طرف نسبت کرے کہ فلانا ان کی پھنکار میں آکر دیوانہ ہو گیا۔ پھنکار اس کو کہتے ہیں کہ بزرگوں کی شان میں گستاخی کرے اور وہ اس کے حق میں بد دعا کریں۔ اس سے اللہ تعالیٰ گستاخ پر بلا نازل فرمائے اس کو شرک کہنا انتہا درجہ کی جہالت و گمراہی ہے۔ قرآن پاک میں صدہا آیتیں ہیں جن میں فرمایا گیا ہے کہ انبیاء کی تکذیب ان کے استخفاف و اہانت اور ان کو ایذا پہنچانے کی شامت سے قومیں کی قومیں مبتلائے مصیبت ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَقَوْمُ نُوحٍ اَمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ اَعْرِفْنَا هُمْ نوح علیہ السلام کی قوم نے جب رسولوں کو جھٹلایا ہم نے ان کو غرق کر دیا۔ دیکھی پھنکار علامہ ابن حجر ہسینی نے صواعق محرقة میں صفحہ ۱۱۶ میں نقل فرمایا: اِنَّ جَمْعًا تَذَكَّرُوا اَنَّهُ مَا مِنْ اَحَدٍ اَعَانَ عَلَى قَتْلِ الْحُسَيْنِ اِلَّا اَصَابَهُ بَلَاءٌ قَبْلَ اَنْ يَمُوتَ فَقَالَ شَيْخٌ اَنَا اَعَنْتُ وَمَا اَسَابِنِي شَيْئٌ فَقَامَ لِصُلْحِ الشَّرَاحِ فَآخَذَتْهُ النَّارُ فَجَعَلَ يَنَادِي النَّارُ النَّارُ وَانْغَمَسَ فِي النَّارِ وَمَعَ ذَلِكَ فَلَمْ يَزَلْ يَبْهَتِي مَا تـ۔ خلاصہ یہ کہ ایک جماعت میں تذکرہ تھا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے قتل میں اعانت کرنے والا کوئی نہ بچا تو موت سے پہلے مصیبت میں مبتلا نہ ہوا ہو، ایک بڑھے نے کہا کہ میں نے اعانت کی تھی مجھے کوئی مصیبت نہیں پہنچی یہ کہہ کر چراغ درست کرنے اٹھا اور اس کے آگ لگی۔ آگ پکارتا دریائے فرات میں کود پڑا۔ اور آگ نہ بجھی تا آنکہ ہلاک ہو گیا۔

کتب حدیث میں ایسے بہت واقعات ہیں۔ حضرت امام حسین علیہ السلام سے لڑنے والے طرح طرح کی مصیبتوں میں گرفتار ہوئے۔ کوئی پیاس کی مصیبت میں مبتلا ہوا کہ کسی طرح اس کی پیاس نہ بجھتی کوئی اندھا ہو گیا۔ کسی کا منہ کالا ہوا۔

عن الزُّهْرِيِّ لَمْ يَبْقَ مِمَّنْ قَتَلَهُ الْاَعْوَقِبُ فِي الدُّنْيَا اِمَّا بِقَتْلِ اَوْ عَمِي اَوْ سَوَادِ

الْوَحْه اَوْ زَوَالِ الْمُلْكِ۔ (صواعق محرقة ص ۱۱۷)

خود صاحب تقویت الایمان بھی گستاخیوں کی پھنکار میں مبتلا ہوا۔ اب تو اس کو یقین ہو گیا ہو گا کہ پھنکار کا انکار بھی پھنکار ہے۔

مسلم شریف میں حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بائیں ہاتھ سے کھایا حضور نے فرمایا داہنے سے کھا۔ کہنے لگا داہنے سے نہیں کھا سکتا باوجودیکہ اس کو کوئی عذر نہ تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہرگز نہ کھا سکے گا اس کے بعد کبھی وہ شخص اپنا داہنا ہاتھ منہ تک نہ لے جاسکے۔ حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں:

اَنْ رَجُلًا اَكَلَ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشِمَالِهِ فَقَالَ كُلْ بِيَمِينِكَ قَالَ لَا اَسْتَطِيعُ قَالَ لَا اَسْتَطِيعْتَ مَا مَنَعَهُ اِلَّا الْكِبَرُ قَالَ فَمَا رَفَعَهَا اِلَى فِئِهِ۔ مشکوٰۃ شریف ص ۵۳۶

دیکھی پھنکار، ظالموں کہاں تک آیات و احادیث کا انکار کرو گے۔

اسی طرح بزرگوں کے نواز نے سے فتح و اقبال ملنا بکثرت نصوص سے ثابت ہے۔ چہل ابدال کی حدیث اوپر گزر چکی ہے۔ جس میں ارشاد فرمایا ہے۔ يُنْقَى بِهِمُ الْغَيْثُ وَيَنْتَصِرُ بِهِمُ عَلَى الْاَعْدَاءِ کہ ابدال کی بدولت مینہ برسایا جاتا ہے انہیں کی برکت سے دشمنوں پر فتح دی جاتی ہے۔ جو مضمون بکثرت احادیث میں وارد ہے اس کو بے دریغ شرک قرار دینا کیسی بے ایمانی ہے۔

صاحب تقویت الایمان نے اپنے شریکات کے چوتھے حصہ میں تیسری بات یہ لکھی ہے۔ یا یوں کہیں کہ اللہ و رسول چاہے گا تو میں آؤں گا یا پیر چاہے گا تو یہ بات ہو جائے گی۔ (تقویت الایمان ص ۳) اسی مضمون کو پھر دوبارہ اسی کتاب میں ایک حدیث کا حوالہ دیتے ہوئے اس طرح لکھا۔

اَخْرَجَ فِي شَرْحِ الشُّنَّةِ عَنْ حَدِیْقَةٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقْرَءُوا



ماشاء الله و شاء مُحَمَّدٌ و قَوْلُوا ما شاء الله و خذوا - تفویت الایمان ص ۶۵ ۶۶  
ترجمہ مشکوٰۃ کے باب الاسامی میں لکھا ہے کہ شرح الستہ میں ذکر کیا کہ نقل کیا  
حدیفہ نے کہ پیغمبر نے فرمایا کہ یوں نہ بولا کرو جو چاہے اللہ اور محمد اور بولا کرو جو چاہے  
اللہ فقط یعنی جو اللہ کی شان ہے اور اس میں کسی مخلوق کو دخل نہیں سو اس میں اللہ کے  
ساتھ مخلوق کو نہ ملاوے خواہ کتنا ہی بڑا اور کیسا ہی مقرب ہو مثلاً یوں نہ بولے کہ اللہ  
رسول چاہے گا تو فلانا کام ہو جائے گا سارا کاروبار جہان کا اللہ ہی کے چاہنے سے ہوتا ہے  
رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔

اول تو یہ بتاؤ کہ اس کو شریکیت میں کس دلیل سے داخل کیا۔ حدیث جو نقل کی ہے  
اس میں شرک کہاں بتایا گیا۔ دوم حدیث منقطع ہے خود مشکوٰۃ شریف میں اس روایت  
کے ساتھ یہ لفظ موجود ہے۔ وہی روایت منقطعاً مشکوٰۃ شریف ص ۳۰۸

یہ کیسا مغالطہ اور خیانت ہے کہ حدیث منقطع لکھی جاتی ہے اور اشارہ تک بھی  
نہیں کیا جاتا کہ یہ منقطع ہے سوم یہ چوری و بددیانتی کہ وہ غیر منقطع روایت کی جاتی  
ہے جس کے ضمن میں منقطع روایت درج تھی منقطع کو لینا اور غیر منقطع کو چھوڑنا کتنی  
بڑی فریب دہی ہے۔ ثم فائدہ میں مطلقاً یہ حکم دینا کہ اللہ کے ساتھ کسی مخلوق کو نہ  
ملاوے حدیث کی صریح مخالفت ہے کہ حدیث شریف میں وارد ہے عن خذیفۃ عن  
النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تقولوا ما شاء الله و شاء فلان و لكن قولوا ما شاء  
الله ثم شاء فلان رواہ احمد و ابوداؤد۔ مشکوٰۃ شریف ص ۳۰۸ یعنی حضرت حدیفہ  
رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا نہ کہو جو چاہا اللہ نے اور چاہا فلان  
نے لیکن یہ کہو جو چاہا اللہ نے پھر چاہا فلان نے۔

یہاں تو حضور سید عالم ﷺ یہ آداب تعلیم فرما رہے ہیں کہ ما شاء الله و شاء فلان  
- واو جمع کے ساتھ نہ کہو بلکہ ثم شاء فلان کہو تاکہ معلوم ہو کہ مشیت الہی مقدم ہے  
اور مشیت عبد تابع ہے علامہ محمد طاہر نے مجمع البحار میں فرمایا: هذا لان الواو تفيد الجمع  
و ثم تجمع و ترتب فيكون مشيئة الله مقدمة على مشيئته - مجمع البحار شریف ص ۳۲۲

لیکن صاحب تفویت الایمان نے مطلقاً ملانے کو شریکیت میں شمار کیا اور حدیث شریف کا  
اصلاً لحاظ نہ کیا بلکہ اسی تغلیظ و فریب دہی کے لئے غیر منقطع حدیث کو دیدہ و دانستہ چھوڑ  
گیا۔

ششم صاحب تفویت الایمان کا یہ قول کہ اللہ کے ساتھ کسی مخلوق کو نہ ملائے اس  
کے دو معنی ہو سکتے ہیں اول یہ کہ اس کی شان و صفت خاص میں کسی طرح کسی مخلوق کو  
نہ ملائے اور یہاں صاحب تفویت نے یہی معنی مراد لئے ہیں کیونکہ اس نے لکھا ہے کہ جو  
اللہ کی شان ہے اور اس میں کسی مخلوق کو دخل نہیں سو اس میں اللہ کے سوا کسی مخلوق کو  
نہ ملائے جیسے معنی بالذات ہونا اللہ تعالیٰ کی شان ہے کسی مخلوق کو اس میں دخل نہیں تو  
صاحب تفویت کے نزدیک معنی بالذات ہونے میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو نہ ملائے اور  
بغیر ملائے تنہا غیر کو معنی بالذات کہے تو میاں اسمعیل اس کو منع نہیں کرے یہ شرک  
انہیں گوارا ہے۔ ہر زید و عمر کو خالق بالذات مالک بالذات عالم بالذات قادر بالذات۔  
سمیع بالذات بصیر بالذات وغیرہ سب کچھ کہو مگر خدا کے ساتھ ملا کر نہیں تو میاں اسمعیل  
اس پر ناراض نہیں بلکہ حدیث مذکورہ بالا پر نظر کر کے وہابیہ کے طور پر نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ  
صرف واؤ کے ساتھ عطف نہ کرے اور ثم کے ساتھ ملائے تب بھی حرج نہیں۔ یہ ہے  
وہابیہ کا ایمان۔ ظالم کو اتنی سمجھ نہ آئی کہ حضرت باری جل اسمہ کی صفت خاص کا اطلاق  
غیر پر کسی حال میں درست نہیں نہ ملا کر نہ تنہا نہ واؤ کے ساتھ عطف کر کے نہ ثم کے  
ساتھ نہ بلا عطف اور جو صفت خاص نہیں ہے جیسے کہ مشیت تابعہ لمشیہ اللہ اس کا اثبات  
کسی طرح شرک نہیں ہو سکتا اب اگر صاحب تفویت حدیث مذکور میں مشیت سے  
مشیت ذاتیہ مراد لے جیسا کہ اس کے کلام سے ظاہر ہے تو اس کے قول سے لازم آئے گا  
کہ ثم کہہ کر غیر کے لئے مشیت ذاتیہ کا اثبات جائز ہو کیونکہ حدیث میں ہے۔ و لكن  
قولوا ما شاء الله ثم شاء فلان لیکن حدیث کے یہ معنی بتانا اور اس مضمون کا معتقد ہونا  
خالص بے دینی اور شرک ہے۔ اب ثابت ہوا کہ حدیث میں مشیت ذاتیہ مراد ہو ہی  
نہیں سکتی تو دوسرے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ بندہ کی مشیت ذاتیہ نہیں ہے تاہم کمال ادب



یہ ہے کہ مشیت الہیہ کے ساتھ اس کا ذکر واؤ عطف کے ساتھ نہ کیا جائے بلکہ ثم کے ساتھ کیا جائے۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ واؤ کے ساتھ عطف کر کے ذکر کرنا شرک ہو۔ صاحب تقویت کا اس کا شرک میں داخل کرنا نہایت جمل و نادانی اور فریب دہی ہے بلکہ اس نے تو مطلق ملانے کو شریکات میں شمار کیا ثم کے ساتھ حدیث شریف میں جو اجازت ہے اس کو ظاہر تک نہ کیا یہ فریب مسلمانوں پر کیسے چل سکتا ہے کیا وہ یہ نہ دیکھیں گے کہ قرآن پاک میں جا بجا رسول اللہ ﷺ کا ذکر الہی کے ساتھ ملایا گیا ہے۔ اور واؤ عطف ہی کے ساتھ ملایا گیا۔ تقویت الایمان والے کے عقیدہ پر تو قرآن پاک بھی شرک سے خالی نہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

اب چند آیتیں ملاحظہ کیجئے:

آیت (۱): وَمَا نَقْمُوا إِلَّا أَنْ أَغْنَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ - (سورہ توبہ رکوع ۱۰)  
ترجمہ: اور انہیں کیا برا لگا یہی نہ کہ اللہ و رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔

آیت (۲): وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوا مَا آتَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ سَيُؤْتِينَا اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَرَسُولُهُ إِنَّا إِلَى اللَّهِ رَاغِبُونَ ۝۵ (سورہ توبہ رکوع ۷)  
ترجمہ: اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ اور اس کے رسول نے ان کو دیا اور کہتے ہیں ہمیں اللہ کافی ہے اب دیتا ہے ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اس کا رسول۔ ہم اللہ کی طرف رغبت والے ہیں۔

آیت (۳): إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاغِبُونَ ۝  
ترجمہ: اے مسلمانو! تمہارا مددگار نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور وہ ایمان والے جو نماز قائم رکھتے اور زکوٰۃ دیتے اور رکوع کرنے والے ہیں۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر اپنے ذکر کے ساتھ ملایا ہے اور واؤ عطف کے ساتھ وہ کبھی غنی کرنے فضل فرمانے عطا کرنے مدد فرمانے میں تقویت الایمان والے کے نزدیک

یہ سب باتیں شرک ہیں اور قرآن میں موجود ہیں۔ تف ہے اس بے دینی پر۔  
اس مضمون کی بکثرت آیات قرآن پاک میں موجود ہیں۔ دو ایک حدیثیں بھی پیش کی جاتی ہیں تاکہ معلوم ہو کہ تقویت الایمان والے نے قرآن و حدیث دونوں کا خلاف کیا اور اس چیز کو شرک بتایا جس سے قرآن و حدیث مملو ہیں۔

حدیث (۱): بخاری شریف صفحہ ۱۹۸ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا۔ مَا يَنْقُمُ ابْنُ حَمِيلٍ إِلَّا أَنَّهُ كَانَ فَقِيرًا فَأَغْنَاهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ يَعْنِي ابْنَ حَمِيلٍ كَوَيْسٍ نَاغُوَارٍ هُوَا كَهْ وَهُ فَقِيرٌ تَهَا اللَّهُ وَرَسُولُ (ﷺ) نے اس کو غنی کر دیا۔ اس میں غنی کرنے کا بیان ہے اور خود حضور نے اللہ کے ساتھ اپنے آپ کو ملایا اور واؤ ہی کے ساتھ عطف فرمایا۔ پوچھو اسمعیلیوں سے اس کو بھی شرک کہو گے۔

حدیث (۲): ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی اللہ و رسولہ مؤلی من لا مؤلی لہ اللہ و رسول اس کے حافظ و نگہبان ہیں جس کا کوئی نگہبان نہ ہو یہ آیات و احادیث اور صدہا نصوص تقویت الایمان کے بطلان پر قاہر دلیلیں ہیں۔ ظالم نے جو کما قرآن و حدیث کے خلاف ہی کہا۔ اسی عبارت کے آخر میں لکھا ہے کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ (تقویت الایمان ص ۶۶)

اس نابینا کو وہ آیات و احادیث دکھاؤ جو ہم نے پیش کی۔ اس جاہل نے کبھی حضور سید عالم ﷺ کے معجزات بھی نہیں سنے۔

اتنا تو ہر جاہل جانتا ہے کہ چاند حضور کے اشارہ سے شق ہوا سورج حکم سے غروب کے بعد پھر پلٹ آیا۔ درخت اپنی جگہ سے چل کر فرمانبردارانہ خدمت کے لئے حاضر ہوئے یہ سب کچھ باذن اللہ تعالیٰ حضور کے چاہے سے ہو رہا ہے یا کسی اور کے یا دشمن دین تمام معجزات کا منکر ہے۔

حدیث: لَوْ شِئْتُ لَسَارَتْ مَعِيَ جِبَالُ الذَّهَبِ هَمْ نَقْلُ كَرَّجَكِ هِيَ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عنایت الہی رسول کے چاہنے سے کیا کچھ ہوتا ہے۔

یہ کلمہ کیسا مکروہ اور خلاف ادب ہے۔ ”رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا“ ایسا



کلمہ کسی نیاز مند کے منہ سے کسی مخدوم کی شان میں نہیں نکلتا مگر اسمعیل دہلوی کی زبان سے ایسے کلمے خاص حضور پر نور سید عالم ﷺ کی شان میں نکلتے ہیں اور اپنے پیروں اور دوسرے لوگوں کے لئے یہ سب باتیں ثابت کرتا ہے۔ جن کا ثابت کرنا حضور کے لئے شرک بتاتا ہے۔ ملاحظہ کیجئے صراط مستقیم صفحہ ۴۰) و بسبب ہمیں اجتہاد و اسطفا رضائے حق و رضائے ایشاں مندرج شدہ و اتباع حق در اتباع ایشاں منحصر گردیدہ و مخط حق باخط ایشاں تلازمی و تلاصقی پیدا کردہ۔ یہاں صدیقیوں کے لئے اجتہاد و اسطفا ثابت کیا اور ان کی رضا کو خدا کی رضا ان کے اتباع کا خدا کا اتباع ان کی ناراضی کو خدا کی ناراضی قرار دیا۔ اور صفحہ ۶۶ میں حضرت مولا علی مرتضیٰ کی نسبت لکھا۔ قطیعت و غوثیت و ابدالیت و غیرہا ہمہ از عمد کرامت مہد حضرت مرتضیٰ تا انقراض دنیا ہمہ بواسطہ ایشاں است و در سلطنت سلاطین و امارت امراء ایشاں را دخلی ست کہ بر سیا حین عالم ملکوت مخفی نیست۔ یعنی قطیعت غوثیت ابدالیت و غیرہا تمام مناسب حضرت علی مرتضیٰ کے زمانہ مبارک سے دنیا کے اختتام تک سب انہیں کے وسیلہ واسطہ سے ہیں اور سلاطین کی سلطنت اور امیروں کی امیری میں انہیں ایسا دخل ہے جو سیا حین عالم ملکوت پر ظاہر ہے یہاں تو حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا یہ اختیار مانا کہ قطب غوث ابدال بنانا سب ان کے ہاتھ میں ہے۔ بادشاہوں کو بادشاہت اور امیروں کو امیری ان کے فیض و کرم سے ملتی ہے۔ تقویت الایمان میں کون سی شرارت کی رگ اچھلی کہ حضور سید انبیاء ﷺ کی شان میں یہ لکھ ڈالا کہ رسول کے چات سے کچھ نہیں ہوتا۔ تقویت الایمان کے حکم سے صراط مستقیم کی یہ عبارات شرک اور اسمعیل اپنے حکم سے آپ شرک صراط مستقیم کے صفحہ ۱۱۲ میں

تقویت الایمان میں حضرت علی مرتضیٰ کی نسبت یہ بھی لکھا ہے کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں اس ناقص کو دیکھئے تقویت میں تو کسی چیز کا مختار نہیں اور صراط مستقیم میں سلاطین و امراء اور قطیعت وغیرہ کے مناصب عطا کوناسے حضرت علی مرتضیٰ کے ہاتھ میں بتایا۔

گوشت غنی محمد مسجد ذی آتش از مذہب تو کفر مسلمان کلمہ دارد

لکھا۔

ارباب اس مناصب رفیعہ ماذون مطلق در تصرف عالم مثال و شہادت می باشند و اس کبار اولیٰ لایدی والابصار را می رسد کہ تمامی کائنات را بسوی خود نسبت نمایند مثلاً ایشاں را میرسد کہ بگویند کہ از عرش تا فرش سلطنت ماست یعنی اس رفیع منصب کے لوگ عالم مثال و عالم شہادت میں تصرف کرنے کا اختیار کامل رکھتے ہیں۔ ماذون مطلق ہیں۔ ان بڑے قدرت و علم والوں کو حق ہے کہ تمام کائنات کو اپنی طرف نسبت کریں اور کہہ دیں کہ عرش سے فرش تک ہماری سلطنت ہے۔ یہ وہی اسمعیل ہے جو تقویت الایمان میں حضور سید عالم ﷺ کی نسبت کرتا ہے کہ وہ کسی چیز کے مختار نہیں اور ان کے چاہے سے کچھ نہیں ہوتا۔ اور ان کی نسبت ایسی عقیدت رکھنا داخل شرک قرار دیتا ہے۔ یہاں صراط مستقیم میں اولیاء کے لئے تصرف تمام و اختیار کامل مان کر اور یہ کہہ کر بقول خود مشرک ہو گیا کہ ان کا حق ہے کہ وہ تمام عالم کو اپنی سلطنت بتائیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عثمان بد نصیب کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کی ذات پاک سے ہے قاتلہ اللہ اسی صراط مستقیم کے صفحہ ۳۶ میں لکھا۔ اکابر اس فریق در زمرہ ملائکہ مدبرات الامر کہ در تدبیر امور از جانب ملا علی شہدہ در اجرائے آن می کوشند معدہ داند، یہاں محدثین و شہداء کو مدبرات الامر میں داخل کیا اور عالم میں متصرف مان لیا غرض تقویت الایمان کا بطلان جیسا کہ نصوص صریحہ سے ظاہر ہے خود مصنف کے کلام سے بھی واضح ہوا۔

شہنشاہ تقویت الایمان صفحہ ۱۱ میں کسی مخلوق کو شہنشاہ کہنا بھی شرک بتایا ہے اور صفحہ ۶۵ میں اس کی تفصیل اس طرح کی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو لفظ اللہ ہی کی شان کے لائق اور اس میں پایا جاتا ہے۔ اور کسی کو نہ کہے۔ جیسے بادشاہوں کا بادشاہ مالک سارے جہاں کا۔ تقویت الایمان کا یہ مضمون اس کی نقل کی ہوئی حدیث میں نہیں ہے حدیث شریف کی طرف اس کی نسبت کر دینا حضور سید عالم ﷺ پر افترا ہے۔ حدیث میں نہ شہنشاہ کہنے کو مشرک فرمایا نہ مالک کہنے کو۔ یہ سب من گھڑت ہے۔ حدیث شریف میں صرف اس قدر ہے کہ حضور نے سنا کہ ایک شخص کو لوگ ابو الحکم کہہ کر



پکارتے ہیں تو حضور نے غایت ادب کی تعلیم فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ حکم اللہ ہے تم ابو الحکم کنیت کیوں رکھتے ہو۔ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَكَمُ فَلِمَ تَكْنُو بِالْحَكَمِ اس میں تو ابو الحکم نام رکھنے کو بھی شرک نہیں فرمایا۔ نہ کسی کو حکم کہنے کی ممانعت فرمائی بلکہ خود قرآن عظیم میں فرمایا: فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰی يُحْكَمُوْكَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضٰیْتَ وَ یَسْلَمُوْا تَسْلِیْمًا۔ دیکھئے تفویت الایمان والے کو قرآن پاک کی کیسی مخالفت ہے قرآن تو فرماتا ہے کہ وہ حضور کا حکم نہ مانیں اور حضور کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم نہ کریں تو ایماندار نہیں۔ اور تفویت الایمان والا کہتا ہے کہ حکم ماننا شرک اس بد نصیب کو ہر جگہ قرآن و حدیث میں شرک ہی نظر آیا۔ اور اس بد بخت نے خدا و رسول کے ارشادات کو شرک ٹھہرایا۔ طرفہ یہ کہ قرآن پاک نے حکم کا اطلاق حضور اقدس ﷺ کے ساتھ بھی خاص نہیں فرمایا بلکہ اوروں پر بھی جائز قرار دیا۔ چنانچہ فرمایا: بَعَثُوْا حُكَمَآءَ مِنْ اَهْلِیْهِ وَ حُكَمَآءَ مِنْ اَهْلِهَا اِمْلِیْوْنَ سَے پوچھو اب غیر خدا پر حکم کے اطلاق کو شرک بتا کر کس کو مشرک کہو گے قرآن کو یا خدا کو اپنے اس بے دین پیشوا کو جس نے یہاں تو کسی کو شہنشاہ اور مالک سارے جہان کا کہنا شرک بتایا۔ اور صراط مستقیم صفحہ ۶۶ میں لکھا۔ در سلطنت سلاطین و امارت امراء ایشاں را دخلے است۔ جب امیروں کی امیری اور بادشاہوں کی بادشاہت حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہ کی بدولت ہے تو وہ شہنشاہ ہوئے اور شہنشاہی کیا چیز ہے یہاں تو حضرت علی مرتضیٰ کو شہنشاہ مان کر خود اپنے قول سے مشرک ہوا۔ اور صراط مستقیم صفحہ ۱۱۲ لکھا۔ ایشاں را می رسد کہ بگویند کہ از عرش تا فرش سلطنت ماست۔ اس میں شہنشاہ اور مالک سارے جہان کا۔ یہ دونوں باتیں آگئیں کیونکہ جب عرش سے فرش تک ان کی سلطنت ہوئی تو سارے جہان کے مالک بھی ہوئے اور روئے زمین پر جتنے بادشاہ ہیں ان سب کے بادشاہ بھی۔ تفویت الایمان والے نے خود اپنے اوپر شرک کا فتویٰ دے دیا۔

## علم غیب

انبیاء و مرسلین صلوٰۃ اللہ علیہم و سلامہ کے کمالات کا انکار کرنا اور ان کو شرک بتانا اس گروہ ناحق پر وہ کا مدعائے دلی و مقصد قلبی ہے اسی لئے جو کمال نظر آیا اس کا بے دہیوں نے انکار کیا۔ کمالات میں علم اعلیٰ درجہ کا کمال ہے جو حق تبارک و تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو علی وجہ الکمال عطا فرمایا۔ ارشاد ہوا۔

آیت (۱): وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَ كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكَ عَظِیْمًا اے حبیب ﷺ آپ کے رب نے آپ کو تعلیم فرمایا جو کچھ آپ نہ جانتے تھے اور آپ پر اللہ کا بڑا فضل ہے۔

آیت (۲): وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُظْلِعَكُمْ عَلٰی الْغَیْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَجْتَبِیْ مِنْ رُّسُلِهِ مَنْ یَّشَآءُ فَاٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهِ وَ اِنْ تُوْمِنُوْا وَ تَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِیْمٌ۔ اور جل شانہ یوں نہیں کہ تم کو غیب پر مطلع کر دے لیکن اللہ جل شانہ چھانٹ لیتا ہے رسولوں میں سے جس کو چاہے۔ پس اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور اگر ایمان پر رہو تم اور پرہیز گاری پر تو تم کو بڑا ثواب ہے۔

آیت (۳): وَ نَزَّلْنَا عَلَیْكَ الْكِتَابَ تَبٰیٰنًا لِّكُلِّ شَیْءٍ۔ ہم نے آپ پر اے مصطفیٰ ﷺ قرآن پاک نازل فرمایا۔ ہر شے کا بیان واضح۔

آیت (۴): الرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَیٰٰنَ ۝ مطلب یہ کہ حضرت رحمن نے قرآن کی تعلیم فرمائی انسان یعنی حضور سید عالم ﷺ کو پیدا کیا ان کو بیان ماکان و ما یكون تعلیم فرمایا۔ تفسیر معالم التزیل:

خَلَقَ الْاِنْسَانَ یعنی مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَهُ الْبَیٰٰنَ یعنی بَيَان مَا كَانَ وَ مَا سَیَكُوْنُ۔ ان آیات کریمہ سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو جمیع اشیاء تمام کائنات کا علم عطا فرمایا۔ غیب پر مطلع فرمایا۔ ماکان و ما یكون کی تعلیم فرمائی۔ اب دو حدیثیں بھی ملاحظہ کر لیجئے۔



حدیث (۱): عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ زَوَى لِي الْأَرْضَ فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۵۱۲) یعنی حضور اقدس ﷺ نے فرمایا بیشک اللہ نے سمیٹی میرے لئے زمین اس کو سمیٹ کر مثل ہتھیلی کے کر دکھایا پس دیکھا میں نے اس کے مشرقوں اور مغربوں کو یعنی تمام زمین دیکھی۔ (مظاہر حق ص ۵۰۳)

حدیث (۲): مشکوٰۃ شریف صفحہ ۶۹ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَائِشٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ رَبِّي عَزَّوَجَلَّ فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ قَالَ فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَائِكَةُ الْأَعْلَى قُلْتُ أَنْتَ أَعْلَمُ فَوَضَعَ كَفَّهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيِي فَقَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ۔ حضرت عبد الرحمن بن عائش سے مروی ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا میں نے اپنے رب عزوجل کو بہترین صورت میں دیکھا۔ فرمایا رب تبارک و تعالیٰ نے ملائکہ کس بات میں جھگڑتے ہیں میں نے عرض کیا تو ہی خوب جانتا ہے۔ فرمایا حضور نے پھر میرے رب عزوجل نے اپنی رحمت کا ہاتھ میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا میں نے اس کے وصول فیض کی سردی اپنے پستانوں کے درمیان پائی۔ پس جان لیا میں نے جو جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے۔ (امرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد اول صفحہ ۱۲۶۳) میں ہے۔

قَالَ ابْنُ حَجَرٍ أُنِيَ جَمِيعُ الْكَائِنَاتِ الَّتِي فِي السَّمَوَاتِ بِلَوْ مَا فَوْقَهَا كَمَا يَسْتَفَادُ مِنْ قِصَّةِ الْمَعْرَاجِ وَالْأَرْضُ هِيَ بِمَعْنَى الْجَنَسِ أَيْ وَجَمِيعِ مَا فِي الْأَرْضِ مِنَ السَّعْيِ بِلَوْ مَا تَحْتَهَا كَمَا أَفَادَهُ اخْتَارُهُ عَلَيْهِ السَّلَافُ عَنِ الثَّوْرِ وَالْخُورِ الَّذِينَ عَلَيْهِمَا الْأَرْضُونَ كُلُّهُمَا يَعْنِي أَنَّ اللَّهَ أَرَى إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَكَشَفَ لَهُ ذَلِكَ وَفَتَحَ عَلَيْهِ أَبْوَابَ الْغُيُوبِ۔ یعنی علامہ ابن حجر محدث نے فرمایا کہ ما فی السموات سے آسمانوں بلکہ ان سے اوپر کی تمام کائنات کا بھی علم مراد ہے جیسا کہ واقعہ معراج سے مستفاد ہے اور ارض معنی جنس ہے یعنی وہ تمام چیزیں جو ساتوں زمینوں میں بلکہ جو ان سے بھی نیچے ہیں معلوم ہو گئیں۔ جیسا کہ حضور کا ثور و حوت کی خبر دینا جن پر سب زمینیں ہیں اس کو مفید مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو

آسمانوں اور زمینوں کے ملک دکھائے اور ان کے لئے ان سب کو کشف فرمایا اور حضور پر غیبوں کے دروازے کھول دیئے۔

حضرت شیخ محقق دہلوی قدس سرہ نے اشعۃ اللمعات طبع کلکتہ جلد اول صفحہ ۲۶۲ پر اس حدیث کی شرح میں فرمایا۔ عبارت ست از حصول تمامہ علوم جزوی و کلی و احاطہ آن یعنی حدیث شریف کے الفاظ سے ثابت ہے کہ حضور ﷺ کو تمام جزوی و کلی علوم حاصل ہو گئے اور آپ نے ان پر احاطہ فرمایا۔

حدیث (۳): مشکوٰۃ شریف صفحہ ۷۲ میں ترمذی شریف کی ایک حدیث میں حضرت معاذ بن جبل سے یہ الفاظ مروی ہیں فَتَحَلَّى لِي كُلَّ شَيْءٍ وَ عَرَفْتُ لِي حُضُورَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ نے فرمایا پس ظاہر ہوئی مجھ کو ہر چیز اور میں نے سب کو پہچان لیا۔ حضرت شیخ اشعۃ اللمعات صفحہ ۲۶۹ میں فرماتے ہیں۔ پس ظاہر شد و روشن شد مرا ہر چیز از علوم و شناختہ ہمہ را۔ ان احادیث سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو آسمان و زمین عرش و فرش تمام کائنات و جمیع اشیاء کے جزوی و کلی علوم مرحمت فرمائے۔ حضور پر غیبوں کے دروازے کھول دیئے بغیر کسی بہر پھیر کے بلا کسی کشاکش اور کھینچ تان کے آیات و احادیث کی صراحت اس نتیجہ پر پہنچاتی ہے۔ یہی ہمارا مذہب ہے اسی پر ہم قائم ہیں۔

یہ ظاہر ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے غیبوں کے دروازے کھول دیئے تو حضور کے لئے غیبی علوم ایسے ہی اختیاری ہو گئے جیسے ہمارے لئے محسوسات کہ جب ہم آنکھیں کھولیں دیکھ لیں بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ کیونکہ محسوسات کا کشف جب ہوتا ہے جبکہ آلات حواس سے کام لیا جائے یہاں اس کی بھی احتیاج نہیں۔ ائمہ دین نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔ زر قانی میں امام محمد غزالی علیہ الرحمۃ سے منقول ہے: ثَالِثُهَا أَنَّ لَهُ صِفَةً بِهَا يُبْصَرُ الْمَلَائِكَةُ وَيُشَاهَدُ هُمْ كَمَا أَنَّ لِلْبَصِيرِ صِفَةً بِهَا يُفَارِقُ الْأَعْمَى رَابِعُهَا أَنَّ لَهُ صِفَةً بِهَا يُدْرِكُ مَا سَيَكُونُ فِي الْغَيْبِ۔ یہ تمام علوم عطائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مرحمت فرمائے۔ ذاتی علم کسی مخلوق کو ایک ذرہ کا بھی نہیں۔ ذاتی حضرت حق تعالیٰ سے



ساتھ خاص ہے جن آیات اور احادیث میں علم کی نفی وارد ہے وہاں علم ذاتی مراد ہے اب اللہ تعالیٰ مسئلہ کامل طور پر واضح ہو گیا اور مخالفین کے شکوک و شبہات سب قطع ہو گئے۔ تقویت الایمان والا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات دیکھ ہی نہیں سکتا۔ حضور کے فضائل جلیلہ اس کے لئے موت ہیں وہ علم جیسے کمال کا کس طرح انکار نہ کرتا۔ اس نے حضور کی اس فضیلت کبریٰ کا انکار کرنے کے لئے اپنی کتاب میں ایک خاص فصل بتائی ہے جس کا عنوان یہ ہے:

الْفَصْلُ الثَّانِي فِي رَدِّ الْإِشْرَاكِ فِي الْعِلْمِ اس فصل میں حضور سید عالم ﷺ کے لئے غیبی علوم کا اثبات شرک قرار دیا۔ اور نہایت گستاخانہ کلمات لکھ کر اپنی سیاہ دلی کا اظہار کیا۔ آیات و احادیث پیش کر کے حسب عادت ان کے غلط معنی بتائے۔ اب میں اس کی پیش کردہ آیات نقل کر کے حقیقت حال ظاہر کرتا ہوں۔

آیت (۱): وَعِنْدَهُ مَفَاتِيحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ اسی کے پاس کنجیاں غیب کی ہیں نہیں جانتا ان کو مگر وہی (تقویت الایمان صفحہ ۲۳) اس آیت میں علم سے اگر ذاتی مراد ہو تو وہابی کو یہ مفید ذاتی بیشک اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اس سے محبوبان حق کے علم عطائی کی نفی کب ہوتی ہے اور اگر عطائی مراد ہو تو صحت اشتنا کی کوئی صورت نہیں بجز اس کے علم الہی کو معاذ اللہ عطائی کہا جائے۔ صاحب تقویت اسی گمراہی میں گرفتار ہے۔ اور آیت میں علم عطائی ہی مراد لیتا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کسی ولی و نبی کو جن و فرشتہ کو پیر و شہید کو امام و امام زادے کو بھوت و پری کو اللہ صاحب نے یہ طاقت نہیں بخشی کہ جب وہ چاہیں غیب کی بات معلوم کر لیں (تقویت الایمان صفحہ ۲۳) جب لَا يَعْلَمُهَا کے معنی یہ ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے طاقت نہیں بخشی اس لئے بعلم عطائی نہیں جانتا تو لازم آیا کہ إِلَّا هُوَ کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ معاذ اللہ بعلم عطائی جانتا ہے جاہل نے علم الہی کو عطائی قرار دے لیا کس درجہ کی گمراہی ہے علاوہ بریں 'دروغ گو را حافظہ نباشد' یہاں تو یہ کہا کہ اللہ صاحب نے کسی کو یہ طاقت نہیں بخشی اور خود صراط مستقیم صفحہ ۱۲۸ میں لکھا ہے:

برائے کشف ارواح و ملائکہ و سیرا مکہ زمین و آسمان و جنت و نار و اطلاع بر لوح محفوظ

شغل دورہ کند، تقویت الایمانی دین میں جب ولی و نبی کو خدا نے غیب کی بات معلوم کرنے کی طاقت نہیں بخشی تو دورہ کا شغل کرنے والے اسمعیل کے چیلوں کو ملائکہ و ارواح کے کشف اور زمین و آسمان جنت اور دوزخ کی سیر اور لوح محفوظ پر مطلع ہو کر عالم غیب بن جانے کی طاقت کس نے بخشی اسمعیل نے یا اس کے پیر نے جو کام اس کے اعتقاد میں خدا سے بھی نہ ہوا وہ بزم خود اس نے کر دیا اور جو بات ولی یا نبی کو دربار الہی سے میسر نہ آئی وہ اسمعیل نے اپنے چیلوں کو بخش دی لعنت اس بے دینی پر پھر یہ بے دینی کہ نبی اور ولی کے چاہنے سے تو غیب کی بات معلوم نہ ہو اور اسمعیل چیلے چاہیں تو معلوم کر لیں۔

چنانچہ صراط مستقیم صفحہ ۱۲۸ میں لکھا۔ باستعانت ہماں شغل بہر مقاصد کہ از زمین و آسمان و بہشت و دوزخ خواہد متوجہ شد سیراں مقام نماید و احوال آنجا دریافت کند بے دین نے اپنے چیلوں کو انبیاء و اولیاء سے بڑھا دیا اور خدا کی برابر کر دیا۔ تقویت الایمان صفحہ ۲۳ میں لکھتا ہے۔ ظاہر کی چیزوں کو دریافت کرنا لوگوں کے اختیار میں ہے جب چاہیں کریں نہ کریں سو اس طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہے جب چاہے کر لیجئے۔ یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے۔ کیا خوب شان ہے کہ جب چاہے غیب کی بات دریافت کر لے اس کا اختیار رکھتا ہے مگر بالفعل کچھ نہیں جانتا محض کورا نادان ہے۔ یہ ہے وہابیہ کا خدا اور اس کے علم کی اتنی حقیقت ہے۔ یہ بات تو اسمعیل نے صراط مستقیم میں اپنے چیلوں کے لئے بھی ثابت کی تو اسمعیل اپنے قول سے مشرک ہوا۔ کیونکہ اس نے اشراک فی العلم کے معنی تقویت الایمان صفحہ ۱۰ میں یہ لکھے ہیں: اللہ کا سا علم اور کو ثابت کرنا۔ لہذا اپنے چیلوں کے لئے خدا کا سا علم ثابت کر کے اپنے قول سے مشرک ہوا۔ مع خدا کسی صفت کا اختیاری ہونا مستلزم حدوث ہے تو علم الہی کو اختیاری کہنا کفر ہوا۔ عالمگیری جلد دوم صفحہ ۲۶۲ میں لَوْ قَالَ عِلْمُ خدائے قدیم نیست یكْفُرُ كَذَابِي التَّارِخَانِيہ اسی طرح یہ عقیدہ ہے کہ تو جاہل مگر اختیار رکھتا ہے کہ جب چاہے غیب کی بات دریافت کر لے کفر ہے عالمگیری صفحہ ۲۵۸ جلد ۲ یكْفُرُ اِذَا وَصَفَ اللّٰهُ تَعَالٰی بِمَا لَا يَلِيْقُ بِهِ اَوْ نَسَبَهُ اِلَى الْجَهْلِ اَوْ الْعَجْزِ اَوْ النَّقْصِ۔ (تقویت الایمان صفحہ ۱۰) میں کسی مخلوق کی نسبت یہ خیال رکھنا







خود لکھ چکا کہ اس میں سے جتنا جس کو چاہے بخش دے اس کا ہاتھ کوئی نہیں پکڑ سکتا تو اب اس آیت کو کس لئے پیش کیا اگر اس آیت سے علم عطائی کی نفی مراد لے تو صفحہ ۲۳ کی اپنی عبارت خلاف قرآن مانتی پڑے گی۔

دو گو نہ رنج و عذاب است جان مجنوں را

تقویت الایمان صفحہ ۲۵ میں ہے:

آیت (۳): اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ الْاَيُّهُ اس آیت میں بھی علم عطائی کی نفی نہیں اور یہ نہیں فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ ان امور پر کسی کو مطلع نہیں فرماتا اور ان کا علم نہیں دیتا۔ کیونکہ یہ معنی آیات مذکورہ صدر کے خلاف ہیں جب وہ یہ فرماتا ہے۔ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ اَحَدًا اِلَّا مَن ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ تو کس طرح اس کے معنی علم عطائی کی نفی کے ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی اشعۃ الملمعات صفحہ ۳۸ میں فرماتے ہیں۔ مراد آنت کہ بے تعلیم الہی بحساب عقل انبہار انداند آتما از امور غیب اند کہ جز خدا کے آرا انداند مگر آنکہ وی تعالیٰ از نزد خود کے راہو جی والہام بد اتاند۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ آیت کا یہ مطلب ہے کہ ان امور خمسہ کو بے تعلیم الہی کوئی نہیں جانتا۔

تفسیر روح البیان جلد ۳ صفحہ ۶۷ میں ہے یعنی اس پنج علم در خزانہ مشیت حضرت آفرید گارست و کلید اطلاع بدست اجتہاد پنج آدمی ندادہ اند یعنی آیت کا مطلب یہ ہے کہ یہ پنج علم خزانہ مشیت الہی میں ہیں اور ان کی اطلاع کی کنجی کسی کے دست اجتہاد میں نہیں دی ہے کہ عقل سے انکل سے قیاس سے ان کو معلوم کر سکے۔ اس میں کاہنوں اور منجموں، رمالوں، جفاروں کے دعاوی کا ابطال اور مسلمانوں کو تعلیم دی جاتی ہے۔ کہ ان کی بات کا اعتبار نہ کریں۔ یہ علم اور اک قیاس وغیرہ سے حاصل ہونے والے نہیں۔ چنانچہ تفسیر روح البیان جلد ۳ صفحہ ۶۸ میں ہے: وَكَانَ اَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَسْأَلُوْنَ الْمُجْتَمِعِينَ عَنْهَا زَاعِمِينَ اَنَّهُمْ يَعْلَمُوْنَهَا یعنی زمانہ جاہلیت کے لوگ باتیں کاہنوں اور نجومیوں سے

دریافت کیا کرتے تھے بایں خیال کہ یہ جانتے ہوں گے۔ ان آیات میں ان کے خیال کا بطلان ظاہر فرما دیا کہ یہ امور انکل اور قیاس سے معلوم نہیں ہوتے۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو یہ علم دیتا ہی نہیں۔ چنانچہ اسی روح البیان صفحہ ۶۹ میں ہے: فَعَلِمَ اَنَّ الْغَيْبَ مُخْتَصٌّ بِاللّٰهِ تَعَالٰی وَمَا زَوٰی عَنِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْاَوْلِیَاءِ مِنَ الْاَخْبَارِ عَنِ الْغُیُوبِ فَمَا عَلَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَمَّا بِطَرِیْقِ الْوَحٰی اَوْ بِطَرِیْقِ الْاِلْهَامِ یعنی اس سے معلوم ہوا کہ غیب اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اور انبیاء و اولیاء سے ہو غیب کی خبریں منقول ہیں وہ اللہ کی تعلیم سے ہیں خواہ بطریق وحی یا بطریق الہام۔ تفسیر احمدی صفحہ ۴۹۸ میں ہے: وَلَئِنْ تَقُوْلُ اَنْ عَلَّمَ هَذِهِ الْخُمْسَةَ وَاِنْ كَانَ لَا یَمْلِكُهَا اِلَّا اللّٰهُ لَكِنْ یَخْجُوْرُ اَنْ یُعْلَمَهَا مِنْ یَشَاءُ مِنْ مُّجْتَمِعٍ وَاَوْلِیَائِهِ یعنی تم کہہ سکتے ہو کہ ان پانچ چیزوں کا علم اگرچہ ایسا ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو اس میں دخل نہیں لیکن جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبین اور اولیاء میں سے جس کو چاہے اس کی تعلیم فرمائے۔

اب ان تمام تفاسیر سے یہ بات خوب منتق ہو گئی کہ آیت مذکورہ میں علم ذاتی کی نفی ہے تعلیم الہی کی نفی نہیں۔ صاحب تقویت الایمان کا استدلال باطل ہے کون نہیں جانتا کہ حضور سید عالم ﷺ کی ولادت کی خبر صد ہا برس پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی۔ قرآن شریف میں اس کا بیان ہے: فَبَشِّرْهُ بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِیْ اِسْمُهُ اَحْمَدُ حضرت زکریا علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ان کے فرزند ارجمند حضرت یحییٰ علیہ السلام کی ولادت کی خبر ولادت سے پہلے دی۔ قرآن پاک میں ہے: یَا زَکَرِیَّا اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ اِسْمُهُ یَحٰی عَمَّا یَسْمَعُ حضرت مریم کو حضرت مسیح علیہ السلام کی ولادت کی پہلے سے خبر دی اور ساتھ ہی یہ بھی خبر دی کہ وہ دنیا و آخرت میں وجیہ ہوں گے مقرب بارگاہ حق ہوں گے۔ پالنے میں لوگوں سے کلام فرمائیں گے اس میں فی الارحام کی بھی خبر ہے۔ اور مافی غدی بھی۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یَا مَرْیَمُ اِنَّ اللّٰهَ یُبَشِّرُكَ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اِسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِیْسٰی بِنَ مَرْیَمَ وَ حَیْہَا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَنْ الْمُقَرَّبِیْنَ ۝ وَیُكَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَهْدِ وَ كَهَلَا ۝ وَمِنْ الصّٰلِحِیْنَ ۝







وہ من گھڑت ترجمہ چل نہیں سکتا کیونکہ اگر بقول اس کے مَنْ لَا يَسْتَجِيبُ سے بت مراد نہ لئے جائیں بلکہ تمام مخلوق مراد لی جائے جیسا کہ تقویت الایمان میں لکھا ہے کہ اللہ صاحب نے اس آیت میں فرمایا ہے کہ جو ورے اللہ کے ہیں یعنی مخلوق سو وہ ان کو پکارنے والوں کے پکارنے سے غافل ہیں اس سے لازم آتا ہے کہ تمام مخلوق آدمی، جن، فرشتے، سب کے سب بہرے اور قوت شنوائی سے محروم ہوں کتنا ہی چیخو پکارو انہیں خبر نہ ہو مگر یہ بات واقع کے خلاف اور غلط ہے تو آیت کے یہ معنی نہیں ہو سکتے اور ایسے معنی مراد لینا گمراہی ہے۔ کیا ہے دنیا میں کوئی وہابی جو اس معنی کو صحیح ثابت کر سکے مگر بات یہ ہے کہ ساری مخلوق کو وہابی بھی برا نہیں جانتے چندہ کے لئے امیروں کے دروازوں پر پکارتے پھرتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ تقویت الایمان کے حکم سے غیر اللہ کو پکارنا شرک ہے ساری مخلوق بہری ہے کوئی سنتا ہی نہیں بلکہ وہ سمجھتے ہیں کہ ان کے پیشوا نے اگرچہ یہاں مِنْ دُونِ اللّٰہ کا ترجمہ لفظ مخلوق سے کیا مگر اس کو ساری مخلوق سے عناد نہیں ہے اس کا مقصد خاص محبوبان بارگاہ مقربان درگاہ کی تنقیص ہے۔ اسی لئے اس سے کچھ اوپر کہہ چکا ہے کہ جو بعضے لوگ اگلے بزرگوں کو دور دور سے پکارتے ہیں لیکن مِنْ دُونِ اللّٰہ سے بزرگوں کو مراد لینے پر بجز سیاہ دلی اور بدباطنی کے کیا دلیل ہے۔ اولیاء و انبیاء کی دشمنی میں بے دین نے آیت کے معنی میں تحریف کی اور تحریف کرنے سے وہ معنی نہیں بنتے۔ کیونکہ بزرگ ایسے کون سے ہیں جو قیامت تک نہیں سن سکتے زندہ بزرگ بھی سنتے ہیں اور جو اہل دنیا کی چشم ظاہر میں سے پردہ کر چکے ان کا سننا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے تو آیت میں بزرگ کسی طرح مراد ہو ہی نہیں سکتے۔ اسمعیلیوں سے پوچھو کہ تمہارے امام نافرمام کو بتوں کی اتنی محبت کیوں ہے کہ قرآن پاک میں جہاں ان پر کوئی حکم آیا اور اس نے بتوں کو بچایا۔ بزرگوں پر لگایا۔ یہ ہے وہابیوں کی توحید ولا حول ولا قوہ الا باللہ العزیز الحمید۔

تقویت الایمان صفحہ ۲۷ میں ہے آیت (۵) قُلْ لَا اَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰہ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبُ لَا سْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسْنِيَ الشُّوْءُ اِلَا يَہ نَسِیَ اَخْتِیَار

رکھتا اپنی جان کے کچھ نفع و نقصان کا مگر جو کچھ کہ چاہے اللہ اور جو جانتا میں غیب تو بیشک بہت سی لے لیتا میں بھلائی اور نہ چھوٹی مجھ کو کچھ برائی۔

اس کے بعد صفحہ ۲۸ میں لکھا۔ کہ مجھ کو نہ کچھ قدرت ہے نہ کچھ غیب دانی، پھر لکھا غرض کچھ قدرت اور غیب دانی مجھ میں نہیں۔ آیت میں اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰہ کا استثناء تھا فائدہ میں اس کو بھی اڑا دیا اور لفظ کچھ بڑھا کر تصریح کر دی کہ حضور کو غیب کی ایک بات کا بھی علم نہیں۔ حضور ﷺ کے علم عظیم کا تو اس طرح انکار اور اپنے چیلوں کے لئے لوح محفوظ تک کے علوم کی راہ نکال دی جیسا کہ اوپر صراط مستقیم سے گزر چکا۔ گنگوہی جی نے شیطان تک کے لئے غیبی علوم تسلیم کر لئے اور اشرف علی نے حفظ الایمان میں حیوانات و بہائم کے لئے بھی غیبی علوم ثابت مان لئے اس پر تو ان کا ایمان ہے یہ کچھ شرک نہیں اور حضور سید عالم ﷺ کے لئے بتعلیم الہی کسی غیب کے علم کا اثبات کیا اور شرک ہوا۔ تف ہزار تف اس بے دینی پر علاوہ بریں اس آیت کو حضور ﷺ کے علم عطائی کی نفی کے لئے سند بنانا بھی باطل کیونکہ اس میں نفی ہے۔ تو علم ذاتی کی نہ کہ عطائی کی۔

علامہ شیخ سلیمان جمل فتوحات الیہ حاشیہ جلالین جلد ۲ صفحہ ۲۵۸ میں فرماتے ہیں: فَإِنْ قُلْتَ قَدْ أَخْبَرَ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُغِیْبَاتِ وَقَدْ جَاءَتْ أَحَادِیْثُ فِی الصَّحِیْحِ بِذَلِكَ وَهُوَ مِنْ اَعْظَمِ مُعْجَزَاتِہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَكَيْفَ الْجَمْعُ بَیْنَہُ وَبَیْنَ قَوْلِہِ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبُ لَا سْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ قُلْتُ يَحْتَمِلُ اَنْ يَكُوْنَ قَالُہُ عَلٰی سَبِيلِ التَّوَاضُّعِ وَالْاَدَبِ وَالْمَعْنٰی لَا اَعْلَمُ الْغَيْبُ اِلَّا اَنْ يَطْلُعَنِی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَيَقْدِرُہُ لِيْ وَيَحْتَمِلُ اَنْ يَكُوْنَ قَالُ ذٰلِكَ قَبْلَ اَنْ يَطْلُعَہُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ عَلٰی الْغَيْبِ۔

خلاصہ اس کا یہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے بکثرت مغیبات کی خبریں دیں اور احادیث صحیحہ اس باب میں وارد ہوئیں اور غیب کا علم حضور کے اعظم معجزات سے ہے تو آیہ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبُ الْآیہ کے کیا معنی ہیں فرماتے ہیں کہ اس کے دو جواب ہیں ایک یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی ذات جامع کمالات سے علم کی نفی تو اضعا فرمائی اور معنی آیت کے یہ ہیں۔ میں غیب نہیں جانتا۔ مگر اللہ تعالیٰ کے مطلع فرمانے



اور مقدر کرنے سے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ کچھ بعید نہیں کہ علم غیب عطا ہونے سے قبل آپ نے لو کُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبِ الایہ فرمایا ہو اور علم اس کے بعد عطا ہوا۔ غرضیکہ آیت شریفہ سے حضور سید عالم ﷺ کے علم عطائی کی نفی پر استدلال کسی طرح درست نہیں یہ پانچ آیتیں لکھنے کے بعد صاحب تقویت الایمان نے تین حدیثیں لکھی ہیں: حدیث (۱) اِذْ قَالَتْ اِهْذِهْنَ وَفِيْنَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ فَقَالَ دَعْنِي هَذِهِ وَقُولِي بِالَّذِي كُنْتُ تَقُولِينَ شروع کیا کچھ لڑکیوں ہماری نے دف بجائے لگیں اور مذکور کرنے لگیں ان لوگوں کا کہ مارے گئے تھے ہمارے بدر میں سو ایک کہنے لگی کہ ہم میں ایک نبی ایسا ہے کہ جانتا ہے کل کی بات پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ یہ بات چھوڑ دے اور وہی کہہ جو کہتی تھی (تقویت الایمان صفحہ ۳۰) اسی صفحہ میں یہ بھی لکھا ہے۔ پیغمبر خدا کی تعریف میں یہ بات نہ کہے کہ ان کو اللہ نے ایسا مرتبہ دیا ہے کہ آئندہ کی باتیں جانتے ہیں۔

تقویت الایمان کی اس عبارت سے چند باتیں معلوم ہوئیں (۱) ایک تو یہ کہ وہابیہ کے نزدیک شادی میں عورتوں کا گانا جائز ہے۔ کیونکہ جب ان کا گانا نقل کر کے اس پر کچھ کلام نہ کیا تو معلوم ہوا کہ یہ اس کو تسلیم ہے اور یہ بھی نہیں کہ وہ نابالغ بچیاں تھیں کیونکہ حضور کا وَفِيْنَا نَبِيٌّ کہنے سے منع فرمانا اس کی دلیل ہے کہ وہ اس عمر کی تھیں کہ نہی شارع کی ان کی طرف درست ہو ورنہ اسمعیل صاحب کا مطلب فوت ہوتا ہے (۲) مردوں کا ذکر اور مرثیہ کا جواز نکلا (۳) یہ ثابت ہوا کہ کل کی بات کے معنی آئندہ کی خبریں ہیں (۴) یہ کہنا کہ کل کی بات جانتے ہیں اس کے یہ معنی ہیں کہ ان کو اللہ نے ایسا مرتبہ دیا ہے یعنی یہ عبارت علم عطائی کا اثبات کرتی ہے۔ اب رہا اس حدیث کو پیش کرنا تو اس سے مخالف کا مدعا کسی طرح حاصل نہیں حضور نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ بات غلط ہے۔ مجھے آئندہ کی کوئی خبر نہ دی گئی۔ نہ یہ فرمایا کہ ایسا عقیدہ رکھنا شرک ہے۔ تو بہ کرو از سر نو اسلام لاؤ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مضمون تو غلط نہ تھا لیکن وہ محل اس کے ذکر کا نہ تھا۔ چنانچہ مرقان شرح مشکوٰۃ میں اس کی ایک یہ وجہ بھی ذکر کی ہے: اَوَّلُ الْكِرَالَةِ اَنْ يُذَكَّرَ فِي اَنْشَاءِ حَرْبِ الذِّفِّ وَاَنْشَاءِ مَرْثِيَةِ الْقَتْلِ لَعَلَّوْا مَنْصِبَهُ عَنْ ذِلَّتٍ عَمِيٍّ يَأْمَنُ عَنِ الْمَمَانَعَةِ كِي وَجْهٍ يَه

کہ حضور ﷺ کا ذکر دف بجاتے کرنا یا مقتولین کے مرثیہ کے درمیان آپ کو پسند نہ آیا اور یہ آپ کے علو منصب کے لحاظ سے بھی مناسب نہ تھا ورنہ یہ مضمون تو حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے شان اقدس میں عرض کیا ہے فرماتے ہیں:

نَبِيٌّ يَرَى مَا لَا يَرَى النَّاسُ حَوْلَهُ وَيُشَلُّوْا كِتَابَ اللَّهِ فِي كُلِّ مَشْهَدٍ  
فَإِنْ قَالَ فِي يَوْمٍ مَقَالَةً غَائِبٍ فَتَضِدُّ بِقُهَا فِي صُخْرَةِ الْيَوْمِ اَوْ غَدٍ  
ی ایسے کہ دیکھیں وہ نہ دیکھیں دوسرے جس کو پڑھیں حق کی کتاب پاک ہر مشہد میں اسے مومن جو فرمائیں کسی دن بات کوئی غیب کی حضرت تو تصدیق اس کی ہو جائے اسی دن یا کہ اگلے دن

اس پر حضور کا انکار نہ فرمانا دلیل ہے اس کی کہ مضمون صحیح ہے اور آئندہ کے واقعات تو بے شمار ہیں جن کی حضور نے خبریں دی ہیں۔ تمام کتب حدیث اس سے مالا مال ہیں۔

حدیث (۲): مَنْ أَخْبَرَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْلَمُ الْخَمْسَ النَّبِيِّ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ فَقَدْ أَعْظَمَ الْفُرْيَةَ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جو کوئی خبر دے تجھ کو حضرت پیغمبر خدا جانتے تھے وہ پانچ باتیں کہ اللہ نے مذکور کی ہیں سو بیشک بڑا طوفان باندھا۔ ف یعنی وہ پانچ باتیں کہ سورہ لقمن کے آخر میں مذکور ہیں اور ان کی تفسیر اس فصل کے اول میں گزر گئی کہ جتنی غیب کی باتیں ہیں اور ان کی تفسیر اس فصل کے اول میں گزر گئی کہ جتنی غیب کی باتیں ہیں سو انہیں پانچ میں داخل ہیں سو جو کوئی یہ بات کہے کہ پیغمبر خدا وہ پانچوں باتیں جانتے تھے یعنی سب غیب کی باتیں جانتے تھے سو وہ بڑا جھوٹا ہے۔ (تقویت الایمان صفحہ ۳۱) یہ مضمون خود آیت سورہ لقمان میں تھا اس کا شافی جواب اوپر ذکر ہو چکا اعادہ کی ضرورت نہیں بات صرف اتنی ہے کہ علم ذاتی کی نفی ہے اسی لئے حضرت صدیقہ نے فرمایا کہ جو شخص ان پانچ کے اس علم کا اثبات کرے جس کی آیت میں نفی کی گئی ہے وہ بڑا جھوٹا ہے یہ بالکل حق ہے کیونکہ آیت میں ان چیزوں کے علم ذاتی کی نفی کی گئی ہے وہ بڑا جھوٹا ہے یہ بالکل حق ہے کیونکہ آیت میں ان



پانچ چیزوں کے علم ذاتی کی نفی فرمائی گئی تو اس کا اثبات کرنے والا ضرور کاذب مفتری ہے رہا علم عطائی نہ آیت میں اس کی نفی نہ حضرت صدیقہ نے اس کا انکار فرمایا۔ اس مسئلہ پر ہم اپنی کتاب الکلمہ العلیا میں بہت زبردست دلائل قائم کر چکے ہیں جس کے جواب سے تمام مخالفین عاجز رہے۔ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

یہاں ایک بات قابل لحاظ اور یاد رکھنے کے لائق ہے کہ صاحب تقویت الایمان نے غیب تو صرف ان پانچ چیزوں میں منحصر کر دیا اس کے سوا اور کوئی چیز اس کے نزدیک غیب نہیں نہ ذات و صفات الہی نہ جنت و دوزخ نہ عالم ارواح و ملائکہ و جنات نہ لوح محفوظ نہ دلوں کے وساوس و خطرات نہ دور دراز مات کے حالات نہ گزرے ہوئے واقعات ان میں سے اس کے نزدیک کوئی بھی غیب نہیں کیونکہ ان پانچ چیزوں میں داخل نہیں۔ لہذا ہر چیز کی خبر ہر وقت برابر رکھنی دور ہو یا نزدیک چھپی ہو یا کھلی اندھیرے میں ہو یا اجالے میں آسمانوں میں ہو یا زمینوں میں پہاڑوں کی چوٹیوں پر یا سمندر کی تہ میں جس کو اس نے تقویت کے صفحہ ۱۰ میں شرک بتایا ہے صفحہ ۳۱ کی اس تصریح نے غیب سے خارج کر دیا۔ اسی طرح صفحہ ۲۹ میں دل کے حال کا جاننا غائب کے احوال سے باخبر ہونا جو اس نے شرک بتایا ہے وہ بھی غیب نہ رہا تو اب شرک ہونے کی کیا وجہ ہے۔ اسمعیل پرست اس عقدہ کو حل کریں اور بتائیں کہ اسمعیل نے حضرت صدیقہ کے اقل کا ذکر کیوں کیا جب وہ ان امور خمسہ میں نہیں غیب نہیں تو پھر اعتراض ہی کیا۔

حدیث (۳) وَاللّٰهُ لَا اَذْرِیْ وَاَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا یَفْعَلُ بِنِّیْ وَلَا بِکُمْ قَسَمَ ۙ ہ اللہ کی کہ نہیں جانتا میں حالانکہ میں رسول اللہ کا ہوں کہ کیا معاملہ ہو گا مجھ سے اور کیا تم سے یعنی جو کچھ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا خواہ دنیا میں خواہ قبر میں خواہ آخرت میں سو اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا حال دوسرے کا۔ (تقویت الایمان صفحہ ۳۱) اس جہالت کی تو کیا شکایت کو نفی و رایت کو نفی علم سمجھا باوجودیکہ درایت کے معنی اٹکل اور قیاس سے جاننے کے ہیں رد المحتار جلد اول صفحہ ۹۷ میں ہے (وَالرَّاجِحُ الدَّرَایۃُ) بِالرَّفْعِ عَظْفًا عَنِ الْاَشْبَہِ اَی الرَّاجِحُ مِنْ جِهَةِ الدَّرَایۃِ اِذْ رَاكَ الْعَقْلُ بِالْقِیَاسِ

علی غیریہ اور اس فریب کاری کا کیا لگہ کہ یہ مضمون منسوخ ہے اور آیت میں بھی وارد ہوا تھا۔

ملا عبد الرحمن دمشقی رسالہ ناسخ و منسوخ میں لکھتے ہیں: قَوْلُهُ تَعَالٰی مَا اَذْرِیْ مَا یَفْعَلُ بِنِّیْ وَلَا بِکُمْ لَسِخَ بِقَوْلِهِ تَعَالٰی اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَ مَا تَاَخَّرَ الْاَیۃ غضب تو یہ ہے کہ اس بے باک گستاخ نے حضرات انبیاء و اولیاء کی شان مں وہ گستاخی کی جس سے دین کا تمام نظام ہی درہم برہم ہو جائے جب انبیاء کو بھی اپنے خاتمہ اور اپنی عافیت کا حال معلوم نہ ہو اور معاذ اللہ ثم معاذ اللہ وہ بھی تردد میں ہوں تو پھر کوئی ان کے دین کو کس امید پر قبول کرے گا یہ تو وہ فسادِ جملہ سے جو دنیا کو اسلام سے مانع ہوا اور برگشتہ کرے کوئی سخت سے سخت معاند کا فر مشرک بھی اس سے زیادہ کیا بدگوئی اور عداوت کرے گا۔ یہ وہی جملہ اس بے دین نے کہا جو عرب کے مشرکین کہہ چکے تھے۔ تفسیر خازن جلد ۴ صفحہ ۱۳۶ میں ہے: لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْاَیۃُ فَرِحَ الْمُشْرِکُوْنَ وَقَالُوْا وَالْاَلٰتِ وَالْعُزْرِی مَا اَمْرُنَا وَاَمْرُ مُحَمَّدٍ عِنْدَ اللّٰهِ الْا وَاحِدٌ وَمَا لَهُ عَلَیْنَا مِنْ مَّرِیۃٍ وَفَضْلٍ وَلَوْلَا اَنَّهُ اِبْتَدَعَ مَا یَقُوْلُهُ مِنْ ذَاتِ نَفْسِہِ لَا خَبْرَہُ الَّذِیْ بَعَثَ بِمَا یَفْعَلُ بِہِ یعنی اس آیت کے نزول پر مشرک خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ لات و عزی کی قسم اللہ کے نزدیک ہمارا اور محمد ﷺ کا ایک حال ہے اور انہیں ہم پر کوئی مزیت و فضیلت حاصل نہیں اگر انہوں نے دین اپنے دل سے نہ گھڑا ہوتا تو ضرور ان کو بھیجنے والا انہیں خبردار کرتا کہ ان کے ساتھ کیا معاملہ کرے گا۔

جو ان مشرکین نے زہرا گلا تھا وہی صاحب تقویت الایمان نے پیا تقلید تو کرتا ہے مشرکین کی دین تو اخذ کرتا ہے ان کا اور بنتا ہے موحد۔ جو آیتیں ان مشرکین کا رد کرتی ہیں وہی اس بے دین کو سناؤ۔

آیت: اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَ مَا تَاَخَّرَ بِشَکِّہِمْ نے تمہارے لئے روشن فتح فرمادی تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے۔



اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضور انور ﷺ کو دنیا میں فتح مبین اور آخرت میں غفران کا مژدہ دیا اور بتا دیا کہ ان کے ساتھ ان کا رب کیا کرے گا۔

دوسری آیت: وَلِلْآخِرَةِ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَىٰ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ یعنی بیشک آخرت آپ کے لئے اولیٰ سے بہتر ہے اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

اندھوں سے کہو آنکھوں کا علاج کرو قرآن پاک بتا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کے ساتھ کیا کرے گا۔ اتا دے گا کہ انہیں راضی کر دے گا۔ حضور فرماتے ہیں اِذَا لَا اَرْضِي وَوَاحِدٌ مِنْ اُمَّتِي فِي النَّارِ (تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ ۵۶۷) جب تک میرا ایک امتی بھی دوزخ میں رہے گا میں راضی نہ ہوں گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور اپنا حال بھی جانتے ہیں اور اپنی امت کا بھی حضور کا تو مرتبہ بڑا ہے قرآن پاک پر ہر ایمان لانے والا جانتا ہے کہ حضور کے لئے یہ درجات عالیہ ہیں۔

عَسَىٰ اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا اس بے دین کو یہ آیات نظر نہ آئیں۔ مشرکین کے اس ناپاک قول کو لے اڑا جو انہوں نے لوگوں کو اسلام سے روکنے اور منحرف کرنے کے لئے گھڑا تھا۔ مشرکین کی قے چائی اور صریح قرآن کی مخالفت اس بے دین نے اختیار کی مگر سب عداوت انبیاء و اولیاء و مقبولان بارگاہ و محبوبان درگاہ حضرت حق تعالیٰ کے ساتھ ہی ہے اپنے پیر کے لئے یہ اعتقاد نہیں اس کو اپنے خاتمہ اور آخرت کا حال معلوم نہ تھا بلکہ وہاں تو یہ عقیدہ ہے کہ پیر جی نے اپنے سارے مریدوں کی مغفرت کا خدا سے وعدہ لے لیا تھا اور ذمہ دار بنا لیا تھا۔ جب مرید کرنا شروع کیا۔ اب وہ مرید کیسے ہی ہوں کتنی ہی شیطنت کریں بخشے ضرور جائیں گے کیونکہ پیر جی خدا کو ان کا ذمہ دار بنا چکے ہیں دیکھو صراط مستقیم صفحہ ۷۵۔ ۱۔ روزے حضرت جل و علا دست راست ایشان

۱۔ ایک روز حضرت حق جل علانی نے ان کا (پیر جی) داہنا ہاتھ اپنے دست قدرت میں لے کر امور قدسیہ میں سے جو چیز انتہا درجہ کی رفیع و بدیع تھی ان حضرت کے روبرو پیش کر کے فرمایا کہ تجھ کو میں نے ایسا دیا اور اور چیزیں بھی دوں گا یہاں تک کہ ایک شخص نے ان حضرت کو جناب میں بیعت کی

دست قدرت نے گرفت و چیزے را از امور قدسیہ کہ پس رفیع و بدیع بود پیش روئے حضرت ایشان کرد فرمود کہ ترا میں چنیں دادہ ام و چیز بائے دیگر ہم خواہم داد تا آنکہ شمت جناب حضرت ایشان استدعائے بیعت نمود حضرت دران زمان علی العموم اخذ بیعت نمی کردند بناء علیہ اس شخص را ہم قبول نفرمودند اس شخص بیش از بیش الحاح کرد حضرت ایشان باں شخص فرمودند کہ یک دو روز توقف باید کرد بعد ازاں ہرچہ مناسب وقت خواہد شد۔ ہماں بعمل خواہد آمد باز حضرت ایشان بنا بر استفسار و استیذان بجناب حضرت حق متوجہ شدند و عرض نمودند کہ بندہ از بندگان تو استدعای کند کہ بیعت بمن نماید و تو دست مرا گرفتہ و ہر کہ دریں عالم دست کے را می گیرد پاس دست گیری ہمیشہ می کند و اوصاف ترا بااخلاق مخلوقات پیچ بستے نیست پس در آں معاملہ پہ منظور است ازاں طرف حکم شد کہ ہر کہ بردست تو بیعت خواہد کرد گو لکھو کھا باشند ہر یک را کفایت خواہم کرد۔ اہل انصاف غور کریں کہ پیر کے لئے تو یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ اس کے تمام مرید مغفور ہیں اور پیر کو معلوم ہے کہ اس کے تمام مریدوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ آخرت میں رحمت و کرم کا سلوک فرمائے گا مگر انبیاء کو معلوم نہیں کہ خاص ان کے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ معاذ اللہ۔ لعنت ہے اس عقیدہ پر پیر کی نسبت کون سی وحی آئی تھی کس آیت یا حدیث سے معلوم ہوا تھا کہ اس کو اپنے مریدوں کا حال معلوم ہے وہاں بے سند سب کچھ تسلیم اور انبیاء علیہم السلام کے انکار

درخواست کی۔ حضرت اس زمانہ میں بالعموم بیعت نہیں لیتے تھے اسی بنا پر اس شخص کے التماس کو قبول نہ فرمایا اس شخص نے زیادہ عاجزی کی تو ان حضرت (پیر مغال) نے اس شخص سے فرمایا کہ ایک دو روز توقف کرنا چاہیے اس کے بعد جو مناسب وقت ہو گا عمل میں لایا جائے گا پھر وہ حضرت (پیر مغال) استفسار و استیذان کے لئے بارگاہ الہی میں متوجہ ہوئے اور عرض کیا کہ تیرے بندوں میں سے ایک بندہ مجھ سے بیعت کرنے کی استدعا کرتا ہے اور تو نے میرا ہاتھ پکڑا ہے اور اس جہان میں جو کوئی کسی کا ہاتھ پکڑتا ہے ہمیشہ دھیکری کا پاس کیا کرتا ہے تیرے اوصاف کو مخلوقات کے اخلاق سے کچھ نسبت نہیں پس اس معاملہ میں کیا منظور ہے اس طرف سے حکم ہوا کہ جو کوئی تیرے ہاتھ پر بیعت کرے گا گو لاکھوں ہوں میں ہر ایک کو کفایت کروں گا۔ (ایضاً حاشیہ)



علم میں آیات قرانیہ و احادیث نبویہ سب سے آنکھیں بند حد سے تجاوز اس قدر کہ پیرجی کے لئے معراج کا بھی قائل ہو گیا۔ لفظ معراج تو نہ کہا مگر معراج سے بھی بڑھا دیا۔ حضور اقدس ﷺ کی معراج جو قرآن پاک و احادیث صحیح مشہور سے ثابت اس میں تو بے دین نے طرح طرح کے حیلے بہانے نکالے مگر پیرجی کی معراج کا اس طرح قائل کہ گویا اس کا معاذ اللہ تعالیٰ سے یار نہ ہی ہے۔ ہاتھ میں ہاتھ ملا کر باتیں ہو رہی ہیں اور ہاتھ بھی ملایا تو انگریزوں یا غیر مقلدوں کی طرح ایک ہاتھ خدا سے بھی ایک ہاتھ ہی سے مصافحہ اور بوسہ بھی نہ لیا۔ کیا خدا کے ہاتھ کا چومنا بھی شرک تھا۔ پھر یہ تمام کہانی خواب نہیں بتاتا۔ خیال نہیں کرتا۔ دیکھی اس کی گمراہی۔

اب صراط مستقیم کی اس عبارت کا حکم تقویت الایمان میں تلاش کیجئے تاکہ معلوم ہو کہ اسماعیل اپنے پیر سید احمد کے حق میں یہ اعتقاد کر کے کس درجہ پر پہنچا ملاحظہ ہو۔ تقویت الایمان صفحہ ۳۲: اس آیت سے معلوم ہوا کہ پیغمبر خدا کے وقت کے کافر بھی اس بات کے قائل تھے کہ کوئی اللہ کی برابر نہیں اور اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا مگر اپنے بتوں کو اس کی جناب میں اپنا وکیل سمجھ کر مانتے تھے۔ اسی سے کافر ہو گئے۔ اب آپ دیکھئے حکم صاف معلوم ہو گیا کہ اسماعیل جو اپنے پیر کو اللہ کی جناب میں وکیل سمجھ کر مانتا ہے اور یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ اس نے اپنے تمام مریدوں کو پہلے ہی بخشوا لیا تو وہ تقویت الایمان کے اس حکم سے باقرار خود کافر۔

اس بات کا پاؤں الجھا ہے زلف دراز میں لو آپ اپنے دایم میں صیاد پھنس گیا صاحب تقویت الایمان کی پیر پرستی کا حکم تقویت الایمان سے تو معلوم ہوا۔ اب ایک عبارت شرح فقہ اکبر کی ملاحظہ ہو۔

شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۳۹: وَقَالَ الْكُوشَنِيُّ فِي تَفْسِيرِ سُورَةِ النَّجْمِ وَمُعْتَقِدُ رُؤْيَا اللَّهِ تَعَالَى هُنَا بِالْعَيْنِ لِغَيْرِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ مُسْلِمٍ وَقَالَ الْأَزْدِيُّ بَيْنِي فِي كِتَابِهِ الْأَنْوَارِ وَلَوْ قَالَ إِنِّي أَرَى اللَّهَ عَيْنًا فِي الدُّنْيَا أَوْ يُكَلِّمُنِي شَفَاهَا كَفَرَ أَنْتَهَى۔ یعنی کراشی نے سورہ النجم کی تفسیر میں کہا کہ حضور سید عالم ﷺ کے سوا کسی اور کے لئے

آنکھ سے خدا کے دیدار کا اعتقاد رکھنے والا نامسلم ہے اور اردنبیلی نے اپنے کتاب انوار میں کہا کہ جس نے کہا کہ میں اللہ کو دنیا میں عیاں دیکھتا ہوں یا وہ مجھ سے کلام کرتا ہے وہ شخص کافر ہو گیا۔

اب بتائیں وہابی کہ پیر کی نسبت رویت و کلام کا اعتقاد کر کے اسماعیل کیا ہوا۔ اس کا کیا حکم ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی تو شفاعت کا بھی انکار اور پیرجی کا حضرت حق سے یارانہ بتا دیا۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ ط

### شفاعت کا بیان

خاصان حق کی شفاعت حق ہے۔ اس پر اجماع ہے اور بکثرت آیات قرآنی اس کی شاہد ہیں۔ احادیث اس باب میں درجہ شہرت بلکہ تواتر معنی تک پہنچی ہیں۔ کتب دینیہ اس سے مالا مال ہیں۔

فقہ اکبر میں حضرت امام الائمہ سراج الامہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ شفاعۃ الانبیاء علیہم السلام حق و شفاعۃ نبینا صلی اللہ علیہ وسلم للمؤمنین المذنبین ولأهل الكبائر منهم المستوجبین للعقاب حق ثابت یعنی انبیاء علیہم السلام اور بالخصوص ہمارے حضور ﷺ کی شفاعت مسلمان گنہگاروں اور مستحق عذاب کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لئے حق و ثابت ہے۔

علامہ علی قاری رحمہ اللہ الباری اس کی شرح میں صفحہ ۱۱۲ پر فرماتے ہیں: فَقَدْ وَرَدَ شَفَاعَتُنِي لِأَهْلِ الْكِبَائِرِ مِنْ أُمَّتِي زَوَاهِ أَحْمَدُ وَ أَبُو دَاوُدَ وَ التِّرْمِذِيُّ وَ ابْنُ حَبَّانٍ وَ الْحَاكِمُ

حدیث شریف میں وارد ہوا حضور نے فرمایا میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لئے ہے۔ اس حدیث کو امام احمد و ابو داؤد ترمذی و ابن حبان و حاکم نے حضرت انس سے اور ترمذی و ابن ماجہ و ابن حبان و حاکم نے جابر سے اور طبرانی نے حضرت ابن عباس سے اور خطیب نے حضرت ابن عمر و کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا تو یہ حدیث مشہور المبنی بلکہ باب شفاعت



عن انس والتزمذی وابن ماجة والحاکم عن حابر والطنرائی عن ابن عباس والحطیب عن ابن عمر وعن کعب بن عجرة رضى الله تعالى عنهم وهو حديث مشهور في المعنى بل الاحاديث في باب الشفاعة متواترة المعنى ومن الأدلة على تحقيق الشفاعة قوله تعالى واستغفر لذنبك وللمؤمنين والمؤمنات ومنه قوله سبحانه وتعالى فما تنفعهم شفاعة الشافعين ان مفهومه انها تنفع المؤمنين وكذا شفاعة الملائكة لقوله تعالى يوم يقوم الروح والملائكة صفا لا يتكلمون الا من اذن له الرحمن وقال صوابا وكذا شفاعة العلماء والاولياء والشهداء والفقراء واطفال المؤمنين والصابرين على البلاء.

وقال الامام الاعظم رحمه الله تعالى في كتابه الوصية وشفاعة محمد صلى الله تعالى عليه وسلم حق لكل من هو من اهل الجنة وان كان صاحب كبيرة انتهى ان الشفاعة ليست مختصة باهل الكبار من هذه الامة فانه عليه السلام بالنسبة الى جميع الامم كاشف الغمة ونبي الرحمة وقد ثبت ان له عليه

میں احادیث متواتر المعنی ہیں اور ثبوت شفاعت کے دلائل میں سے آیہ واستغفر لذنبک الایہ اور آیہ فما تنفعهم الایہ کیونکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ شفاعت مومنین کی نفع دے گی۔ ایسے ہی ملائکہ کی شفاعت آیہ یوم يقوم الروح الایہ سے ثابت ہے اسی طرح علماء واولیاء شہداء و فقراء اور بلا پر صبر کرنے والے مومنین کی بچوں کی شفاعت ثابت ہے۔ (بقیہ حاشیہ)

امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب الوصیۃ میں فرمایا کہ حضرت سرور کائنات محمد مصطفیٰ ﷺ کی شفاعت ہر اس شخص کے لئے حق و ثابت ہے جو اہل جنت میں سے ہو اگرچہ صاحب کبیرہ۔ اس سے ظاہر ہے کہ یہ شفاعت اسی امت کے اہل کبار کے ساتھ خاص نہیں کیونکہ حضرت تمام امتوں کے لئے دشواریوں کے حل فرمانے والے اور نبی رحمت ہیں اور یہ ثابت ہے کہ حضور علیہ السلام کی شفاعت کئی قسم کی ہے۔ یہ مقام اس کی تفصیل کا نہیں۔ اور عقائد منافیہ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے لئے نیک لوگوں کے لئے اہل کبار کے حق میں شفاعت کرنا مشہور احادیث سے ثابت ہے اور اس مسئلہ میں معتزلہ کا خلاف سوائے اس شفاعت کے جو رفع درجہ کے لئے ہو۔

الصلوة والسلام انواعا من الشفاعة ليس هذا مقام بسطها وفي العقائد التسفة والشفاعة ثابتة للرسول صلى الله تعالى عليه وسلم والاختيار في حق اهل الكبار بالمستفيض من الاختيار وفي المسئلة خلاف المعتزلة الا في نوع الشفاعة لرفع الدرحة.

علامہ علی قاری رحمہ الباری ضوء المالی شرح قصیدہ بدء الامالی صفحہ ۸۴ میں لکھتے ہیں والمعنی شفاعۃ اهل الخير من الانبياء والعلماء والاولياء لاهل الذنوب الكبائر فضلا عن الذنوب الصغائر مؤخر ما قول نیز اسی میں ہے: وفي سس ابن ماجة عن عثمان بن عفان مرفوعا انه قال يشفع يوم القيمة ثلاثة الانبياء ثم العلماء ثم الشهداء واعلم ان قوله مؤخر مؤخر ان الشفاعة ظنية وليس كذلك بل هي قطعية لورود احاديث مشتهرة كادت ان تكون متواترة

عقائد کی ان کتابوں سے معلوم ہوا کہ انبیاء و اولیاء و علماء شہداء کی شفاعت حق ہے اور ایماندار اس سے نفع پائیں گے خواہ وہ گناہگار ہوں یا ان سے کبار سرزد ہوئے ہوں اور حضور ﷺ کے لئے بہت اقسام کی شفاعتیں ثابت ہیں اور تمام امتیں حضور کی شفاعت سے فائدہ اٹھائیں گی اور مسئلہ شفاعت قطعی ہے بکثرت آیات اور بیشار حدیثیں اس میں وارد ہیں تمام ائمہ حدیث نے اس مضمون کی حدیثیں روایت کی ہیں۔ معتزلہ جو ایک گمراہ فرقہ تھا وہ شفاعت کا منکر تھا مگر اتنا وہ بھی مانتا تھا کہ رفع درجات کے لئے شفاعت ہوگی۔ وہابیہ نے انکار شفاعت میں شاگردی تو اس کی مگر استاد سے بڑھ گئے کہ شفاعت کو سرے سے جھٹلادیا اسی پر صبر نہ کیا بلکہ اس عقیدہ کو شرک ٹھہرا دیا۔ اَلْعِيَاذُ بِاللّٰهِ تَعَالٰی علامہ علی قاری شرح شفاء قاضی عیاض جلد اول صفحہ ۴۶۰ فرماتے ہیں: الشفاعة ثابتة على ما اجمع عليه اهل السنة لقوله تعالى يؤميد لا تنفع الشفاعة الا من اذن

شفاعت باجماع اہل سنت ثابت ہے قرآن پاک میں فرمایا۔ روز قیامت شفاعت نفع نہ دے گی مگر جس کیلئے رحمت سے ان فرمایا۔ اور اس کی بات سے اسی ہوا۔



لَهُ الرَّحْمَنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا وَلَا عِزَّةَ بِمَنْعِ الْخَوَارِجِ وَبَعْضِ الْمُعْتَزَلَةِ مُسْتَدَلِّينَ  
بِقَوْلِهِ تَعَالَى فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ فَإِنَّهُ مَخْصُوصٌ بِالْكَافِرِينَ وَأَمَّا  
تَخْصِصُهُمْ أَحَادِيثُ الشَّفَاعَةِ بِزِيَادَةِ الدَّرَجَاتِ فِي الْجَنَّةِ فَبَاطِلٌ لِتَضَرُّيْحِ  
الْأَدَلَّةِ بِإِخْرَاجِ مَنْ دَخَلَ النَّارَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ مِنْهَا۔ اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ  
انکار شفاعت خوارج و معتزلہ کی گمراہی تھی۔ وہابیہ نے ان کا فضلہ کھایا اور خارجی  
معتزلی اپنی دلیل میں وہ آیت پیش کرتے تھے جو کفار کے ساتھ مخصوص ہے یہی  
روش وہابیہ نے اختیار کی اور اتنا اور اضافہ کیا کہ معتزلہ وغیرہ تو ایک طرف مانتے  
بھی تھے یہ کسی طرح نہیں مانتے اور وہ فقط وہ آیتیں انکار شفاعت میں پیش کرتے  
تھے۔ جو کافروں کی شان میں وارد ہیں یہ ان کے ساتھ ایسی آیتیں بھی پیش کرتے  
ہیں جو بتوں کے حق میں ہیں اور معاذ اللہ انبیاء و اولیاء کو اس کا مصداق ٹھہرا کر  
اپنی سیاہ ولی کا اظہار کرتے ہیں۔ تقویت الایمان والے نے انکار شفاعت میں بڑا ہی  
غضب ڈھایا۔ آیتوں اور حدیثوں کے معنی میں تحریفیں کیں۔ کفار اور بتوں کے حق  
میں جو آیات نازل ہیں ان کو مقریان بارگاہ حق پر چسپاں کیا۔ قرآن و حدیث پر افتر  
اٹھائے اس مسئلہ میں اس کے عقائد و اقوال کا خلاصہ یہ ہے جو بحوالہ صفحات  
تقویت الایمان پیش کیا جاتا ہے۔

### مسئلہ شفاعت کے متعلق تقویت الایمان کے اقوال کے خلاصے

(۱) انبیاء و اولیاء کے پکارنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ صفحہ ۵، (۲) اوروں کو ماننا محض خبط  
ہے صفحہ ۸، (۳) کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی صفحہ ۸، (۴) کوئی کسی کی

اور خوارج و معتزلہ کے انکار کا کچھ اعتبار نہیں اور ان کا استدلال آیہ فَمَا تَنْفَعُهُمْ سے درست نہیں  
کیونکہ یہ آیت کفار کے ساتھ مخصوص ہے اور اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ کفار کو شفاعت کرنے والوں  
کی شفاعت سے نفع نہ ہوگا اور معتزلہ کا احادیث شفاعت کو شفاعت رفع درجات اہل سنت کے ساتھ خاص  
کرنا باطل ہے کیونکہ دلائل کی صراحت سے ثابت ہے کہ مؤمنین کو جہنم سے بھی نکالیں گے۔

حمایت نہیں کر سکتا صفحہ ۸، (۵) اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا یہی کفار کا شرک تھا صفحہ ۸، (۶)  
یہ معاملہ کرنے والا اللہ کا بندہ مخلوق سمجھے۔ جب بھی ابو جہل کے برابر مشرک صفحہ ۸، (۷)  
کوئی کسی کا وکیل اور حمایتی نہیں صفحہ ۹، (۸) کافر بھی اپنے بتوں کو اس کی جناب میں اپنا  
وکیل سمجھ کر مانتے تھے صفحہ ۹، (۹) اس پر شرک ثابت ہو جاتا ہے گو اللہ کی برابر نہ سمجھے اور  
اس کے مقابلے کی طاقت اس کو نہ ثابت کرے صفحہ ۳۲، (۱۰) تم مجھ پر ایمان لائے اور  
میری امت میں داخل ہوئے اس پر مغرور ہو کر حد سے مت بڑھنا کہ ہمارا پایہ بڑا مضبوط  
ہے اور ہمارا وکیل زبردست ہے اور ہمارا شفیع بڑا محبوب سو جو ہم چاہیں کریں وہ ہم کو اللہ  
کے عتاب سے بچالے گا کیونکہ وہ بات محض غلط ہے کیونکہ میں آپ ہی کو ڈرتا ہوں اور  
اللہ سے ورے اپنا کوئی بچاؤ نہیں جانتا سو دوسرے کو کیا بچا سکوں صفحہ ۳۳، (۱۱) شفاعت کی  
تین قسمیں (پہلی قسم) یا تو وہ خود مالک ہو یا مالک کا سا جہی یا مالک پر اسکا دباؤ جیسے بڑے  
بڑے امیروں کا کہنا بادشاہ دب کر مان لیتا ہے (دوسری قسم) یا اس طرح کہ مالک سے  
سفارش کرے اور وہ اس کی سفارش خواہ مخواہ قبول کرے۔ پھر دل سے خوش ہو یا ناخوش  
جیسے بادشاہ زادی اور بیگمات کہ بادشاہ ان کی محبت سے ان کی سفارش رد نہیں  
کر سکتا (تقویت الایمان میں پہلی قسم کا نام شفاعت و جاہت اور دوسری کا شفاعت محبت  
رکھا اور اس کا حکم یہ بتایا) سو اس قسم کی سفارش اللہ کی جناب میں ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتی  
اور جو کوئی کسی نبی و ولی کو یا امام اور شہید کو یا کسی فرشتے کو یا کسی پیر کو اللہ کی جناب میں  
اس قسم کا شفیع سمجھے سو وہ اصلی مشرک ہے اور بڑا جاہل صفحہ ۳۴ و ۳۵۔ تیسری صورت  
یہ ہے کہ چور پر چوری ثابت ہو گئی مگر وہ ہمیشہ کا چور نہیں ہے اور چوری کو اس نے کچھ  
اپنا پیشہ نہیں ٹھہرایا مگر نفس کی شامت سے قصور ہو گیا سو اس پر شرمندہ ہے اور رات دن  
ڈرتا ہے اور بادشاہ کے آئین کو سرد آنکھوں پر رکھ کر اپنے تئیں تقصیر وار سمجھتا ہے اور  
لائق سزا کے جانتا ہے۔ بادشاہ سے بھاگ کر کسی امیر و وزیر کی پناہ نہیں ڈھونڈتا اور اس  
کے مقابلہ میں کسی کی حمایت نہیں جتاتا اور رات دن اسی کا منہ دیکھ رہا ہے کہ دیکھے  
میرے حق میں کیا حکم فرمائے سو اس کا یہ حال دیکھ کر بادشاہ کے دل میں اس پر ترس آتا



ہے مگر آئین بادشاہت کا خیال کر کے بے سبب درگزر نہیں کرتا کہ کہیں لوگوں کے دلوں میں اس آئین کی قدر گھٹ نہ جائے سو کوئی امیر و وزیر اس کی مرضی پا کر اس تقصیر وار کی سفارش کرتا ہے اور بادشاہ اس امیر کی عزت بڑھانے کو ظاہر میں اس کی سفارش کا نام کر کے اس چور کی تقصیر معاف کر دیتا ہے سو اس امیر نے اس چور کی سفارش اس لئے نہیں کی کہ اس کا قرابتی ہے یا آشنا یا اس کی حمایت اس نے اٹھائی بلکہ محض بادشاہ کی مرضی سمجھ کر کیونکہ وہ تو بادشاہ کا امیر ہے نہ چوروں کا تھانگی جو چوروں کا حمایتی بن کر اس کی سفارش کرتا ہے تو آپ بھی چور ہو جاتا ہے اس کو شفاعت بالاذن کہتے ہیں صفحہ ۳۶، ۳۷، ۳۸ (۱۲) وہاں کسی کی وکالت کی حاجت نہیں صفحہ ۳۸، ۱۷ فاطمہ بچا تو اپنی جان کو آگ سے مانگ لے مجھ سے جتنا چاہے میرا مال نہ کام آؤں گا میں تیرے اللہ کے ہاں صفحہ ۴۲، ۴۳ (۱۳) اللہ کے ہاں معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے۔ وہاں میں کسی کی حمایت نہیں کر سکتا اور کسی کا وکیل نہیں بن سکتا صفحہ ۴۲، ۴۳ (۱۴) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فقط قرابت کسی بزرگ کی اللہ کے ہاں کام نہیں آتی۔ صفحہ ۴۲

مسئلہ شفاعت میں تقویت الایمان کے عقائد و اقوال یہ ہیں جن کے خلاصے درج کئے گئے ان میں سے اکثر کا رد بشرح و تفصیل مذکور ہو چکا چنانچہ (۱) کا جواب صفحہ ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱



آیت (۳): لَا يَمْلِكُونَ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَنِ عَهْدًا (سورہ مریم - ۶۰)۔  
 شفاعت کے مالک نہیں مگر وہ جنہوں نے رحمن کے پاس اقرار کر رکھا ہے۔  
 آیت (۴): يَوْمَئِذٍ لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَنُ وَرِضَىٰ لَهُ قَوْلًا (سورہ طہ - ۱۰۶)۔  
 اس دن کسی کی شفاعت کام نہ دے گی۔ مگر اس کی جسے رحمن سے اذن دے دیا ہے اور اس کی

بات پسند فرمائی۔

آیت (۵): وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ حَتَّىٰ إِذَا فُزِعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقُّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ (سورہ سہارکون ۳ پارہ ۱۲۲ اور اس کے پاس شفاعت کام نہیں دیتی مگر جس کے لئے وہ اذن فرمائے یہاں تک کہ جب اذن دے کر ان کے دلوں کی گھبراہٹ دور فرمادی جاتی ہے ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ تمہارے رب نے کیا ہی بات فرمائی وہ کہتے ہیں حق فرمایا (یعنی اذن شفاعت فرمادیا) وہی ہے بلند بڑا۔  
 آیت (۶): وَلَا يَمْلِكُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ (سورہ زخرف رکوع ۷ پارہ ۲۵) اور جس کو یہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں وہ شفاعت کا اختیار نہیں رکھتے ہیں۔ شفاعت کا اختیار انہیں ہے جو حق کی گواہی دیں اور علم رکھیں۔  
 ان آیتوں میں بتوں اور کافروں کی شفاعت کی نفی ہے۔ اور مشرکین کے زعم باطل کا ابطال ساتھ ہی مقبول و مازون بندوں کا استثناء اور ان کی شفاعت کا اثبات ہے باوجود اس کے اولیاء و انبیاء کی شفاعت کا منکر ہو جانا اور یہ کہہ دینا کہ کوئی کسی کا وکیل و سفارشی نہیں جو انبیاء و اولیاء کے ساتھ یہ اعتقاد رکھے وہ مشرک، کیسی بے دینی فریب دہی اور قرآن پاک کی مخالفت ہے۔ تقویت الایمان والے نے قرآن پاک کی آیتیں لکھ لکھ کر قرآن کی مخالفت کی ہے اور عوام کو مغالطہ دیا ہے تاکہ وہ یہ سمجھ لیں کہ یہ مضمون قرآن ہی کا ہے۔ باوجودیکہ قرآن میں جابجا اس کے خلاف ارشاد ہے۔ اب چند آیتیں اور پیش کروں جس سے معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبوں کو کیا رتبہ دیا ہے اور کیسی شفاعت عطا فرمائی ہے۔

آیت (۷): وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ

جَاؤُكَ فَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوْ جَدُّوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا (سورہ نساء رکوع ۹ پارہ ۱۵) اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس لئے کہ باذن اللہ اس کی اطاعت کی جائے اور اگر جب وہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

آیت (۸): وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ (سورہ انفال رکوع ۳ پارہ ۹) اور اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو۔  
 آیت (۹): وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ (سورہ ابراہیم رکوع ۲ پارہ ۱) اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔

تفسیر مدارک میں ہے: وَقِيلَ هُوَ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ فِي الدَّارَيْنِ وَلِلْكَافِرِينَ فِي الدُّنْيَا (تاخیر العقوبة فیہا۔ یعنی کہا گیا کہ آپ مومنین کے لئے دنیا و آخرت میں رحمت ہیں اور کافروں کے لئے دنیا میں کہ آپ ہی کی بدولت تاخیر عذاب ہوئی۔

تفسیر خازن جلد ۳ صفحہ ۳۸۶ میں ہے: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هُوَ عَامٌّ فِي حَقِّ مَنْ آمَنَ وَمَنْ لَمْ يُؤْمِنْ فَمَنْ آمَنَ فَهُوَ رَحْمَةٌ لَهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَنْ لَمْ يُؤْمِنْ فَهُوَ رَحْمَةٌ لَهُ فِي الدُّنْيَا بِتَأْخِيرِ الْعَذَابِ عَنْهُ وَرَفْعِ الْمَسْخِ وَالْحُسْفِ وَالْإِسْتِصْصَالِ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ مومن و غیر مومن سب کے حق میں عام ہے کیونکہ ایماندار کے لئے تو آپ دنیا و آخرت دونوں میں رحمت ہیں اور کافر کے لئے دنیا میں رحمت ہیں کہ آپ کی بدولت وہ استحضال اور خسف مسخ سے امن میں رہے اور عذاب میں تاخیر فرمائی گئی۔

تفسیر روح البیان جلد ۲ صفحہ ۲۶۸ میں ہے: قَالَ الْكَاشِفِيُّ وَرُكِّشَ الْأَسْرَارُ أَوْرَدَهُ كَهْ أَرْحَمَ رَحْمَتِ وَهْ بُودَ كَهْ أَمْتِ رَادِرِ بَیْجِ مَقَامِ فَرَامُوشِ نَمَرْدِ اِگَرِ دَرِ مَكِّ مَعْظَمِ بُودِ اِگَرِ دَرِ مَدِیْنِ زَاهِرِ اِگَرِ دَرِ مَسْجِدِ مَكْرَمِ بُودِ وَاِگَرِ دَرِ حَجْرَةِ طَاهِرِ مَعْجَنَسِ دَرِ دُرُوْهِ عَرْشِ اَعْلٰی وَ مَقَامِ قَابِ قَوْسَیْنِ اَوْدَانِیْ یَادِ فَرْمُودِ كَهْ السَّلَامِ عَلَیْنا وَ عَلَیْ عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ فَرْدِ اَوْرِ مَقَامِ مَحْمُودِ بِسَاطِ شَفَاعَتِ اَسْتَرْدِ گَوِیْدِ اَمْتِ اَمْتِ۔



عاصیان پر گنہ ور دامن آخر زمان دست در دامان تو دارند و جاں در آتش  
تا امید از حضرت پالشرت نتوان شدن چون توی در ہر دو عالم رحمت للعالمین  
قال بعض الکبار وما أرسلک الا رحمة مطلقہ تامہ کاملہ عامہ شاملہ  
جامعہ محیطہ بجمیع المقیدات من الرحمة الغیبیۃ والشہادۃ العلمیۃ  
والعینیۃ والوجودیۃ والشہودیۃ والسابقۃ واللاحقۃ وغير ذلك للعالمین جمع  
عوالم ذوالعقول وغيرہم من عالم الأزواج والأجسام ومن كان رحمة  
للعالمین لزم ان یكون افضل من کل العالمین۔ یعنی کاشفی نے کہا کہ کشف  
الاسرار میں نقل کیا ہے کہ آپ کی شان رحمت یہ ہے کہ امت کو کسی مقام میں  
فرمواش نہ فرمایا نہ مکہ مکرمہ میں نہ مدینہ زاہرہ میں نہ مسجد مکرم میں نہ حجرہ طاہرہ  
میں ایسے ہی عرش اعلیٰ کی بلندی اور مقام قاب قوسین میں السلام علینا وعلی  
عباد اللہ الصالحین۔ عرض کر کے یاد فرمایا کل مقام محمود میں بساط شفاعت مبسوط  
فرما کر امتی امتی فرمائیں گے۔

عالموں کو ہے سہارا آپ ہی کی ذات سے آپ ہیں دونوں جہاں میں رحمت للعالمین  
بعض اکابر نے اس آیت کے معنی میں فرمایا ما أرسلک یعنی ہم نے آپ کو نہ بھیجا  
مگر رحمت مطلقہ تامہ کاملہ عامہ شاملہ جامعہ رحمت غیبیہ وشہادت علمیہ وعینیہ ووجودیہ شہود  
یہ سابقہ ولاحقہ وغیرہ تمام مقیدات کو محیط ہے۔ پھر ایسی رحمت کس کے لئے للعالمین تمام  
عالموں کل جہانوں کے لئے عالم ذی العقول کے لئے بھی غیر ذوی العقول کے لئے بھی عالم  
ارواح کے لئے بھی عالم اجسام کے لئے بھی اور جو تمام عوالم کے لئے رحمت ہو لازم ہے  
کہ وہ کل عالمین سے افضل ہو۔ اور اسی میں ہے: وفی الثاویلات التجمیۃ فی

تاویلات نجمیہ میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں سورہ مریم میں ورحمۃ منا فرمایا اور  
ہمارے حضور کی شان میں ما أرسلناک الا رحمۃ للعالمین ارشاد ہوا ان دونوں میں فرق عظیم سے  
کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں رحمت کو مقید کیا گیا من کے ساتھ اور من جمعیت کے لئے

سورۃ مریم میں قولہ ورحمۃ منا فی حق عیسیٰ و بین قولہ فی حق نبینا علیہ  
السلام وما أرسلناک الا رحمۃ للعالمین فرق عظیمہ وهو انہ فی حق عیسیٰ  
ذكر الرحمة مقیدۃ بحرف من للتبیین فلہذا كان رحمۃ لمن آمن بہ واتبع  
ما جاء بہ الى ان بعث نبینا علیہ السلام ثم انقطعت الرحمة من امتہ بنسخ  
دینہ وفی حق نبینا علیہ السلام ذكر الرحمة للعالمین مطلقا فلہذا لا تنقطع  
الرحمة عن العالمین ابدا اما فی الدنیا فبان لا ینسخ دینہ واما فی الآخرة  
فبان یكون الخلق محتاجین الى شفاعتہ حتی ابراهیم علیہ السلام فافہم  
جدًا قال فی عزائس النقلي ایہا الفہیم ان اللہ أخبرنا ان نور محمد علیہ  
السلام اول ما خلقہ ثم خلق جمیع الخلائق من العرش الى الثری من بعد  
نورہ فارسلہ الى الوجود والشہود رحمۃ لكل موجود اذا الجمیع صدر منه  
فکونہ کون الخلق کونہ سبب وجود الخلق وسبب رحمۃ اللہ علی جمیع  
الخلائق فہو رحمۃ کافیۃ۔ اب معلوم ہوا کہ حضور ﷺ مومن کے لئے بھی  
رحمت کافر کے لئے بھی عالم اجسام کے لئے بھی عالم ارواح کے لئے بھی اور سب  
آپ کی شفاعت کے محتاج ہیں حتی کہ حضرت ابراہیم خلیل بھی اور آپ کا وجود

(بقیہ حاشیہ ص ۱) ہوتا ہے اسی لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی امت کے مومنین و مشیعین کے  
لئے اس وقت رحمت میں جب تک ہمارے حضور ﷺ کی بعثت ہوئی پھر آپ کا دین منسوخ ہو گیا  
اور اس امت سے وہ رحمت منقطع ہو گئی اور ہمارے حضور کو تمام عالمین کے لئے مطلقاً رحمت  
فرمایا اسی لئے رحمت عالمین سے کبھی منقطع نہ ہوگی دنیا میں تو اس طرح کہ آپ کا دین منسوخ نہ ہو  
گا اور آخرت میں اس طرح کہ خلق آپ کی شفاعت کی محتاج ہوگی حتی کہ حضرت ابراہیم علیہ  
السلام عرائس بقلی میں کہا ہے کہ اے وانا اللہ تعالیٰ نے ہمیں خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے حضور  
ﷺ کا نور پیدا کیا پھر عرش سے نوری تک تمام مخلوقات کو آپ کے نور کی جھلک سے بنایا تو وہود  
شہودگی کی طرف آپ کا ارسال ہر موجود کے لئے رحمت ہے کیونکہ سب کا مصدر آپ کی ذات ہے  
تو آپ کی سستی ہی خلق کی سستی ہے اور آپ کا وجود خلق کے لئے وجود کا سبب اور تمام خلق  
رحمت الہی کا سبب تو آپ رحمت کاملہ ہیں۔



ہر موجود اور تمام مخلوق کے لئے رحمت مطلق عامہ تامہ کاملہ شاملہ کافیہ ہے اور بفضل اللہ اس رحمت کو انقطاع نہیں ابد تک برسر فیض رہے گی۔ مولانا جامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

ند مجبوری برآمد جان عالم ترحم یا نبی اللہ ترحم  
ند آخر رحمت للعالمین ز مجورں چرا فارغ نشینی  
ز خاک اسے اللہ سیراب برخیز چو زرخ خواب چند از خواب برخیز  
اگرچہ غرق دریائے گناہم فتادہ خشک لب بر خاک راہم  
تو ابر رحمتی آں بہ کہ گاہے کنی در حال لب خشکں نگاہے

آیت (۱۰) لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ (سورہ توبہ رکوع آخر پارہ ۱۱) بیشک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے۔ تمہاری بھلائی نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان۔

اس آیت مبارکہ میں بیان ہے کہ حضور پر ہم غلاموں کی تکلیف شاق و گراں ہے وہ ہماری بہبود چاہتے ہیں مسلمانوں پر رؤف و رحیم ہیں وہابیہ کے نزدیک یہ خالی لفظ ہیں یا ان کے کچھ معنی بھی جب تقویت الایمان والوں کا عقیدہ یہ ہے کہ کوئی کسی کی حمایت نہیں کر سکتا۔ وکیل سفارشی نہیں ہو سکتا تو وہ ان آیات پر کس طرح ایمان رکھ سکتے ہیں جن میں حضور کو رؤف و رحیم بتایا جا رہا ہے۔ تفسیر خازن جلد ۲ صفحہ ۳۰۸ میں اس آیت کی تفسیر میں فرمایا۔ زَوْفٌ بِالْمُطِيعِينَ رَحِيمٌ بِالْمُذْنِبِينَ کہ حضور فرمانبرداروں کے حق میں رؤف اور گنہگاروں کے لئے رحیم ہیں۔ اب پوچھو وہابیہ سے کہ وکیل و سفارشی تک نہ ماننے کا ناپاک عقیدہ قرآن پاک کی مخالفت ہے یا نہیں۔

آیت (۱۱) عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّخْمُودًا یعنی قریب ہے کہ آپ کو آپ رب مقام محمود میں قائم فرمائے۔ تفسیر خازن جلد ۳ صفحہ ۱۹۲ میں مقام محمود کی تفسیر میں

فرمایا: وَالْمَقَامُ الْمَحْمُودُ هُوَ مَقَامُ الشَّفَاعَةِ لِأَنَّهُ يُحْمَدُ فِيهِ الْأَوَّلُونَ وَالْآخِرُونَ۔ (المداریک وغیرہا من التفسیر) یعنی مقام محمود مقام شفاعت ہے کیونکہ وہاں اگلے پچھلے سب آپ کی حمد کریں گے اور آپ کے شاگرد ہوں گے۔

آیت ۱۲۱ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى۔ (پارہ عم سورہ النبی) آپ کا رب آپ پر ایسی عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

تفسیر مدارک جلد ۴ صفحہ ۴۲۲ میں ہے وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الثَّوَابِ وَمَقَامُ الشَّفَاعَةِ وَغَيْرِ ذَلِكَ فَتَرْضَى وَلَمَّا نَزَلَتْ قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا لَا أَرْضَى قَطُّ وَوَاحِدٌ مِنْ أُمَّتِي فِي النَّارِ۔

تفسیر خازن جلد ۴ صفحہ ۴۲۶ میں فرمایا: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هِيَ الشَّفَاعَةُ فِي أُمَّتِهِ حَتَّى يَرْضَى۔

وَفِيهِ أَيْضًا ۲ وَأَعْطَاهُ فِي الْآخِرَةِ الشَّفَاعَةَ الْعَامَّةَ وَالْخَاصَّةَ وَالْمَقَامَ الْمَحْمُودَ وَغَيْرِ ذَلِكَ مِمَّا أَعْطَاهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ اللَّهُ أَكْبَرُ شَانِ مَجْبُوبِيَّتِ هِيَ۔ قرآن پاک میں کس شکوہ کے ساتھ حضور کی شفاعت کا اثبات فرمایا ہے۔ کریم بندہ نواز نے اپنے حبیب سے کیسے کیسے وعدے فرمائے ہیں اپنی شان کرم سے انہیں راضی کرنے کے ذمہ لیا ہے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شان ناز سے فرمایا کہ جب یہ کرم ہے تو ہم اپنا ایک امتی بھی دوزخ میں نہ چھوڑیں گے۔ وہابی اپنا سر پھوڑیں منہ پر خاک ڈالیں کہ جس حبیب کی

یعنی یقیناً آپ کو آپ کا رب آخرت میں ثواب اور مقام شفاعت اور اس کے سوا دیگر نعمتیں اس کثرت سے عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی حضور ﷺ نے فرمایا اب تو میں ہرگز راضی نہ ہوں گا جب تک میرا ایک امتی بھی دوزخ میں رہے۔

حضرت ابن عباس نے فرمایا اس عطا سے امت کے حق میں آپ کی شفاعت مراد ہے اس حد تک کہ آپ راضی ہو جائیں۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کو آخرت میں شفاعت عامہ و خاصہ اور مقام محمود اور اس کے سوا دیگر نعمتیں دوزخ میں عطا فرمائی ہیں۔



شفاعت سے چرتے ہیں قرآن پاک بکثرت آیات میں ان کی شفاعت کا اثبات فرماتا ہے پروردگار عالم اپنے کرم سے انہیں راضی کرنے کا وعدہ دیتا ہے۔

اب کہو اے بے دینو تمہارے یہ قول کہ (انبیاء کے پکارنے سے کچھ نہیں ہوتا) (کوئی کسی کی حمایت نہیں کر سکتا) (میں آپ ہی کو ڈرتا ہوں اللہ سے ورے اپنا بچاؤ نہیں جانتا سو دوسرے کو کیا (بچاسکوں گا) اور پھر یہ افتراء کہ آپ نے حضرت فاطمہ (رضی اللہ عنہا) سے فرمایا (ان کام آؤں گا میں تیرے اللہ کے ہاں کچھ) اور یہ کہ (اللہ کے بن کا معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے) اور ایسے ہی اور بے ہودہ اقوال جو تقویت الایمان میں لکھے ہیں اور جن پر وہابی ایمان رکھتے ہیں قرآن پاک نے سب جہنم رسید کر دیئے اور آیات الہیہ سے معلوم ہو گیا کہ یہ دشمن دین انبیاء علیہم السلام کی عداوت میں قرآن پاک کے خلاف زہر اگل رہا ہے وہابیو خدا کا خوف کرو قرآن پاک پر ایمان لاؤ۔ کب تک قرآن و حدیث سے منہ موڑ کر تقویت الایمان پر مرتے رہو گے۔ بحمد اللہ تعالیٰ مسئلہ شفاعت خوب واضح ہو گیا اور تقویت الایمان کی مکاریوں کا پردہ چاک چاک ہو گیا۔ اب مسلمانوں کی مزید تازگی ایمان کے لئے چند حدیثیں پیش کی جاتی ہیں۔

احادیث متعلق شفاعت۔ آیت (۱) بخاری شریف مطبوع مجتبیٰ جلد ۲ صفحہ ۱۱۰۱ پارہ ۳۰ باب (قول اللہ لما خلقت بیدي) میں ایک طویل حدیث حضرت انس (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ حضور سید عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ روز قیامت مومنین جمع کئے جائیں گے۔ پس کہیں گے کاش ہم اپنے رب کے حضور کوئی شفاعت کرنے والا تلاش کرتے کہ ہمیں ہمارے اس مکان سے راحت دیتا تب حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کریں گے اے آدم کیا آپ لوگوں کو نہیں دیکھ رہے ہیں آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے پیدا کیا اور اپنے فرشتوں سے سجدہ کرایا اور آپ کو ہر چیز کے اسماء کا علم دیا آپ ہمارے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے تاکہ وہ ہمیں ہمارے اس مکان سے راحت دے۔ (یعنی موقف کے احوال اور آفتاب کی تیز گرمی اور غم و کرب سے جن کی رواشت نہیں ہے) حضرت آدم علیہ السلام فرمائیں گے یہ میرا کام نہیں ہے کہ (پست

شفاعت کے لئے میں لب کشائی کروں) اور اپنی لغزش کو یاد کریں گے اور فرمائیں گے کہ تم حضرت نوح علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کہ وہ پہلے رسول ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اہل زمین کی طرف بھیجا۔ یعنی انبیاء اولو العزم میں سے پہلے رسول ہیں یا انبیاء مابعد میں سے پہلے یا ان انبیاء میں سب سے پہلے جو روئے زمین کے کفار کی طرف مبعوث فرمائے گئے) پس لوگ حضرت نوح علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے وہ بھی یہی فرمائیں گے کہ میرا یہ کام اور یہ مقام نہیں (کہ فتح باب شفاعت کروں) اور حضرت نوح علیہ السلام اپنی لغزش کو یاد کریں گے (کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ سے اپنی بیٹی کی نجات کی درخواست کی تھی) اور حضرت نوح علیہ السلام فرمائیں گے تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کہ وہ حضرت رحمن کے خلیل ہیں۔ تب لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے وہ بھی فرمائیں گے کہ میرا یہ رتبہ نہیں (کہ ابتداء شفاعت کرو) اور اپنی لغزشیں یاد فرمائیں گے اور فرمائیں گے تم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو وہ بندہ خاص ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں تورات عطا فرمائی شرف کلام سے مشرف کیا لوگ ان کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ وہ بھی یہی فرمائیں گے کہ میں اس کا اہل نہیں تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو وہ اللہ تعالیٰ کے بندہ خاص اور اس کے رسول اور کلمت اللہ و روح اللہ ہیں تب لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے وہ بھی یہی فرمائیں گے کہ یہ میرا نصیب نہیں لیکن تم حضرت سید انبیاء محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حضور میں حاضر ہو جو اللہ تعالیٰ کے بندہ خاص ہیں اور اس نے آپ کے لئے اگلے پچھلے گناہوں کی مغفرت فرمادی (یہ آپ کی عصمت کا بیان ہے کہ ذات مقدس کو گناہوں کے لوٹ سے پاک رکھا اور تکریم ہے کہ آپ کے لئے اس بارگاہ میں عام معافی ہے اول و آخر کسی حال میں گرفت نہیں اس جملہ کے معافی میں محدثین نے بہت کچھ بیان کیا ہے کما ذکرہ الشیخ الدہلوی قدس سرہ) حضور فرماتے ہیں اب لوگ میرے پاس آئیں گے اور میں اپنے رب کے حضور حاضر ہو کر اذن چاہوں گا اور مجھے حضور کی اجازت ملے گی۔ جب میں اپنے رب کے دیدار سے مشرف ہوں گا۔ سجدہ



میں گر جاؤں گا اور جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا اسی حال میں رہوں گا۔ پھر فرمائے گا: اَرْفَعُ مُحَمَّدًا وَقُلْ تَسْمَعُ وَاسْمُ نَغْطَهُ وَاسْتَفْعُ تَشْفَعُ سِرَّانْهَائِي اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور بات کہنے سنی جائے گی اور سوال کیجئے جو آپ مانگیں گے وہ آپ کو دیا جائے گا اور شفاعت کیجئے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ حضور فرماتے ہیں۔ پھر میں اپنے رب کی ان محامد کے ساتھ حمد کروں گا جو اس نے مجھے تعلیم فرمائے پھر میں شفاعت کروں گا اور میرے لئے حد مقرر کی جائے گی۔ پس میں ان لوگوں کو جنت میں داخل کروں گا۔ پھر میں رجوع کروں گا اور جب مجھے میرے رب کا دیدار ہو گا سجدہ میں گر جاؤں گا۔ اور جب تک وہ چاہے گا سجدہ میں رہوں گا۔ پھر کہا جائے گا اے محمد سرائٹھائیے جو فرمانا ہو فرمائیے سنا جائے گا۔ جو مانگنا ہو مانگئے دیا جائے گا۔ شفاعت کیجئے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ پھر میں اپنے رب کی ان محامد کے ساتھ حمد کروں گا جو میرے رب نے مجھے تعلیم فرمائی۔ پھر میں شفاعت کروں گا۔ میرے لئے ایک حد مقرر فرمائی جائے گی۔ پس میں ان کو جنت میں داخل کروں گا۔ پھر رجوع فرماؤں گا۔ پھر جب مجھے اپنے رب کا دیدار ہو گا سجدہ میں گر جاؤں گا اور جب تک اللہ چاہے گا سجدہ میں رہوں گا پھر فرمایا جائے گا اے محمد سرائٹھائیے جو کہنا ہو کہنے سنا جائے گا۔ شفاعت کیجئے قبول کی جائے گی۔ مانگئے جو آپ مانگیں گے دیا جائے گا پھر میں اپنے رب کی ان محامد کے ساتھ حمد کروں گا جو اس نے مجھے تعلیم فرمائی پھر میں شفاعت کروں گا۔ پھر میرے لئے حد مقرر کی جائے گی پھر میں لوگوں کو جنت میں داخل کروں گا۔ پھر اپنے رب کی طرف رجوع کر کے عرض کروں گا یا رب دوزخ میں سوائے ان کفار کے کوئی باقی نہ رہا جو بحکم قرآن جہنمی ہیں اور جن کا خلود اور ہمیت میں رہنا واجب ہے۔ حضور نے فرمایا جس نے لا الہ الا اللہ کہا اور اس کے دل میں جو بھر بھی نیکی ہے وہ جہنم سے نکال لیا جائے گا۔ پھر وہ بھی جہنم سے نکال لیا جائے گا جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہو اور اس کے دل میں دانت گندم کی برابر بھلائی ہو پھر وہ بھی جہنم سے نکال لیا جائے گا۔ جس نے لا الہ الا اللہ کہا اور اس کے دل میں ذرہ کی برابر بھلائی ہو یعنی ایمان۔

بخاری شریف اور باقی صحاح اور تمام کتب احادیث میں اس مضمون کی بکثرت حدیثیں

جاءجا وارد ہیں۔

ان احادیث سے چند فائدے ظاہر طور پر معلوم ہوتے ہیں۔ پہلا فائدہ اکثر احادیث میں شافع جنتو کرنے والوں کا ذکر مؤمنوں کے الفاظ میں فرمایا۔ چنانچہ اس حدیث میں یہ الفاظ ہیں: يَجْمَعُ الْمُؤْمِنُونَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ كَذَلِكَ فَيَقُولُونَ لَوْ اسْتَشْفَعْنَا اِلٰى رَبِّنَا اور بخاری شریف کی دوسری حدیث میں جو صفحہ ۱۱۰۸ میں ہے یہ الفاظ ہیں: يَحْتَسِبُ الْمُؤْمِنُونَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ حَتَّى يَهْتُوا بِذَلِكَ فَيَقُولُونَ لَوْ اسْتَشْفَعْنَا اِلٰى رَبِّنَا ایسے ہی اور بکثرت میں یہی ہے کہ ایماندار شافع کی جنتو میں پھریں گے اگرچہ بعض احادیث میں الناس بھی وارد ہے جیسے بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۱۱۸ پارہ ۳۰ کی حدیث اذا كان يوم القيمة ما ج الناس بعضهم في بعض الخ یا بخاری شریف جلد ۲ پارہ ۲۷ صفحہ ۹۷ کی حدیث يَجْمَعُ اللَّهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ الخ میں لیکن ظاہر یہ ہے کہ الناس سے بھی مومنین مراد ہیں کیونکہ تفصیل و تصریح اجمال و ابہام کا بیان ہوتی ہے۔ فتح الباری شرح بخاری مطبوع مطبع انصاری دہلی پارہ ۲ صفحہ ۱۹۶ میں ہے۔ بَانَ هَذَا الَّذِي وَصَفَ مِنْ كَلَامِ أَهْلِ الْمُتَوَقَّفِ كُلُّهُ يَقَعُ عِنْدَ نَضْبِ الضَّرَاطِ بَعْدَ تَسَاقُطِ الْكُفَّارِ فِي النَّارِ جب اہل موقف کا کلام کفار کے جہنم میں پہنچنے کے بعد ہے تو وہ ضرور ایمانداروں ہی کا کلام ہے۔ اس سے بڑھ کر تصریح اسی فتح الباری کے صفحہ ۱۹۴ میں ہے۔ لَكِنَّ الَّذِي بَطَلَتْ الشَّفَاعَةُ هُمْ الْمُؤْمِنُونَ کہ طالب شفاعت مومن ہی ہوں گے۔

اب یہ نتیجہ صاف نکل آتا ہے کہ طلبگار شفاعت نہ ہونا کفار کی شان ہے۔ وہابی منکر شفاعت بتائیں کہ وہ اپنے آپ کو کس گروہ میں داخل کریں گے۔ تقویت الایمان والے نے شفاعت کا صاف انکار کر دیا ہے اور معاذ اللہ حضور کی نسبت لکھ دیا ہے کہ میں آپ ہی کو ڈرتا ہوں دوسرے کو کیا بچاسکوں (تقویت الایمان صفحہ ۳۳) اور اللہ کے ہاں معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے وہاں میں کسی کی حمایت نہیں کر سکتا اور کسی کا وکیل نہیں بن سکتا (تقویت الایمان ص ۱۴۲) اب بتاؤ شفاعت کا ایسا انکار کرنے والے مومنین میں کس

جہنمی اہل موقف کی۔ تمام گفتگو کفار کے جہنم میں کر جانے کے بعد ضرط سے نص سے وقت واقع ہوں۔



طرح شمار ہوں گے یہ لوگ شفاعت سے تو محروم ہیں۔

حدیث: اخرج ۱ - سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ بِسَنَدٍ صَحِيحٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ مَنْ كَذَّبَ بِالشَّفَاعَةِ فَلَا نَصِيبَ لَهُ فِيهَا - (فتح الباری پارہ ۲ صفحہ ۱۹۰) جب وہابی مذب و منکر شفاعت ہوں تو اس حدیث کے حکم سے شفاعت سے محروم ہوئے تو طلبگار شفاعت کیسے ہوں گے اور طلبگار شفاعت نہ ہوئے تو مومنین میں ان کا شمار کیسے ہوگا کیونکہ مومن تو سارے ہی طلبگار شفاعت ہوں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پہلے ہی ان کو خبر دیدی ہے۔

حدیث: اخرج ۲ - أَلَيْهَافِي فِي الْبُعْثِ مِنْ طَرِيقِ يُوسُفَ بْنِ مَهْرَانَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ حُطِبَ عُمَرُ فَقَالَ إِنَّهُ سَيَكُونُ فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ قَوْمٌ يَكْذِبُونَ بِالرَّجْمِ وَيَكْذِبُونَ بِالْجَنَائِدِ وَيَكْذِبُونَ بِعَذَابِ الْقَبْرِ وَيَكْذِبُونَ بِالشَّفَاعَةِ وَيَكْذِبُونَ بِقَوْمٍ يُخْرِجُونَ مِنَ النَّارِ - دوسرا فائدہ: بخاری شریف کی حدیث مذکور سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مومنین کا ایک ایک فرد روز قیامت طلب گار شفاعت ہو گا حتیٰ کہ پچھلی امتوں کے تمام ایماندار بھی طالب شفاعت ہوں گے۔ بخاری شریف جلد ۲ پارہ ۱۹ صفحہ ۲۸۶ میں ہے۔

حدیث: عن آدم بن علي قال سمعت ابن عمر يقول ان الناس يضيرون يوم القيمة حتى كل امة يتبع سبها بقولون يا فلان اشفع حتى تنتهي الشفاعة الى النبي صلى الله عليه وسلم - ان احادیث سے ثابت ہوا اولین و آخرین میں سے کوئی مومن ایسا نہ ہوگا جو طلبگار شفاعت نہ ہو اس سے معلوم ہوا کہ شفاعت کا مسئلہ اتنا زبردست مسئلہ ہے جس پر تمام عالم کے مومنین زمانہ حضرت آدم علیہ السلام سے قیامت تک کے تمام ایماندار کا اجماع ہے ایک کو بھی تردد و انکار نہیں کسی کو بھی شک و شبہ نہیں اس کیساتھ

یعنی جس شخص نے شفاعت کی تکذیب کی اور اس کو بھلایا شفاعت میں اس کا حصہ نہیں۔

۱- یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ میں فرمایا قریب ہے کہ اس امت میں ایسی قوم ہوگی جو رجم کی تکذیب کرے اور ہو قتل و جال کی تکذیب کرے اور عذاب قبر کی تکذیب کرے اور جو شفاعت کو بھلا دے اور جو اس کی تکذیب کرے جو دوزخ سے نکالی جائے گی۔

ساتھ محشر میں انبیاء علیہم السلام کی تصدیق ہیں۔ جس نبی کے پاس لوگ جاتے ہیں وہ تقویت الایمان کا مسئلہ نہیں بتاتے کہ شفاعت کیسی اللہ کی جناب میں کسی کو وکیل اور سفارشی سمجھنا وہابی دین میں اصل شرک ہے۔ کیا کلمہ منہ سے نکالتے ہو دنیا میں شرک کرتے کرتے یہاں محشر میں بھی معاذ اللہ شرک ہی کرنے آئے بلکہ علی رغم انف وہابیہ فتح باب شفاعت سے اپنا عذر بیان کر کے دوسرے نبی کی طرف رہنمائی کرتے ہیں اور ان کے فضائل ذکر کر کے اس بات کو صاف کر دیتے ہیں کہ آج وہی شفاعت کے لئے سب سے پہلے لب کشائی کریں گے۔ جنہیں بارگاہ حق میں قرب و وجاہت حاصل ہو یعنی شفاعت بالو جاہت حق ہے وہی کام آئے گی جس کا تقویت الایمان میں انکار کیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام کی وجاہت ان الفاظ میں بیان فرمائیں گے۔ اِنَّهُ اَوَّلُ رَسُولٍ بَعَثَهُ اللَّهُ إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وجاہت ان لفظوں میں بیان فرمائیں گے۔ عِنْدَ آتَاةِ التَّوْرَةِ وَكَلَّمَهُ تَكَلِّمًا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ السلام کی وجاہت ان لفظوں میں عِنْدَ اللَّهِ وَرَسُولُهُ وَكَلَّمَهُ وَرُوحُهُ یہ تمام انبیاء ایک دوسرے کی وجاہت بیان فرما کر بتا رہے ہیں کہ ذریعہ شفاعت بارگاہ حق میں وجاہت ہے یہ تو شفاعت بالو جاہت ہوئی اور حضرت نوح علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حق میں فرماتے ہیں حَلِيلُ الرَّحْمَنِ (رحمن کے دوست) یہ شفاعت بالمحبت ہوئی اس کا بھی تقویت الایمان میں انکار کیا مگر بخاری شریف اور صحابہ کی حدیثیں اس کو ثابت کرتی ہیں یہاں جتنے الفاظ ہم نے شان انبیاء میں نقل کئے یہ سب بخاری شریف کی حدیث کے ہیں جو احادیث شفاعت کے سلسلہ میں سب سے پہلے لکھ چکے ہیں۔ پھر یہ تمام مومنین اولین و آخرین بالہام الہی طالب شفاعت

۱- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ لوگ روز قیامت جماعت جماعت ہو جائیں گے ہر امت اپنے نبی کی پیروی ہو کر عرض کرے گی یا حضرت شفاعت فرمائیے یا حضرت شفاعت فرمائیے (پھر ان کی رہنمائی سے سلسلہ وار تمام انبیاء کے پاس ہوتی ہوئی بالآخر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی ہوگی۔







علیه اکان یقدر علی مافی الوعاء حتی یفرض الخاتم۔ فتح الباری ج ۲ ص ۱۹۶

پانچواں فائدہ: کرم الہی کی ناز برداری کی حبیب کا سرجدہ نیاز میں ہے ان سے ارشاد فرماتا ہے اے محمد سر اٹھائیے فرمائیے آپ کی بات سنی جائے گی۔ مانگئے آپ جو مانگیں گے دیا جائے گا۔ آپ شفاعت کیجئے قبول کی جائے گی۔ اندھوں سے کہو یہ ہے شفاعت بالاکرام شفاعت بالوجاہت شفاعت بالحبیب کی رضا جوئی فرماتا ہے اور خود ارشاد کرتا ہے کہ جو آپ مانگیں گے دیا جائے گا جو شفاعت کریں گے قبول ہوگی۔ ساری تقویت الایمان پر پانی پھر گیا۔ اندھو دیکھو اللہ کے کرم سے اللہ کے ہاں اللہ کے حبیب کا یہ اختیار ہے کہ فرماتے ہیں۔

حدیث (۱۲) اُخْرِجْهُمْ مِنَ النَّارِ فَادْخُلْهُمْ الْجَنَّةَ۔ بخاری شریف ج ۲ ص ۱۹۷ میں ان کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کر دوں گا۔

چھٹا فائدہ: حضرت رب العزت عز و علا تبارک و تعالیٰ کا کرم اور حضور سید انبیاء ﷺ کی شان محبوبیت اس حدیث سے ظاہر ہو رہی ہے کہ سرکار دو لہندار ﷺ نے دربار حق میں سجدہ کیا ہے۔

ابھی حرف شفاعت زبان اقدس پر نہیں آیا ابھی لفظ سوال عرض نہیں کیا۔ ابھی کوئی بات نہیں فرمائی کہ رحمت حق نے سبقت کی۔ آج کے سرفرازان عالم انبیاء و مرسلین کا مقدس گروہ لب کشائی کی جرات نہیں کرتا۔ محبوب ﷺ کی وجاہت و منزلت یہ ہے کہ آپ کو اپنے مقصد کے لئے جنبش لب کی ضرورت بھی پیش نہیں آتی۔ رب العالمین ارشاد فرماتا ہے۔ سجدہ سے سر مبارک اٹھائیے بات فرمائیے سنی جائے گی جو مانگئے دیا جائے گا۔ شفاعت کیجئے قبول کی جائے گی۔ کس درجہ حبیب کی دلداری و رضا جوئی ہے ادھر ت کرم ہے تو حبیب کی ہمت علیا کا بھی یہ حال ہے کہ جہنم میں ایک ایماندار کو بھی نہیں چھوڑتے سب کو نکال لاتے ہیں اور آخر میں حضرت رب العزت کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں۔ یارب ما بقی فی النار الا من حبسہ القرآن و وحب علیہ الخلود یا رب جہنم میں کوئی ایماندار باقی نہ رہا صرف وہی کفار باقی رہ گئے جو بحکم قرآن جہنم ہی کے لئے ہیں اور

ان کا اس میں ہمیشہ رہنا ضروری ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے: کہ حبیب کی شان شفاعت یہ ہے کہ خود جہنم سے ایمانداروں کو نکال لیتے ہیں اور ایک ایماندار کو اس میں نہیں چھوڑتے۔ تقویت الایمان والے اندھے کو دکھاؤ کہ بخاری شریف سے تو بکرمہ تعالیٰ مصطفیٰ ﷺ کی ایسی شان اختیار معلوم ہوتی ہے کہ وہ کسی ایماندار کو جہنم میں نہ چھوڑیں گے چاہے کیسا ہی مجرم کتنا ہی عاصی یہ کار گناہوں کا عادی ہو عمر بھر گناہوں میں گزاری ہو کبھی نیکی کی طرف مائل نہ ہوا ہر ایک گناہ کیا ہو تمام نامہ اعمال سیاہ ہو چکا ہو مگر دل میں ایمان رکھتا ہو تو حضور اس کو جہنم سے نکال لائیں گے۔ تقویت الایمان والے نے جو شفاعت بالاذن کے معنی اپنے دل سے گھڑے ہیں اور ان میں شفاعت کے انکار کے لئے یہ قیدیں لگائی ہیں۔ کہ مجرم ہمیشہ کا چور نہ ہو۔ چوری کو اس نے اپنا پیشہ نہ ٹھہرایا ہو۔ قصور پر شرمندہ ہو۔ کسی امیر وزیر کی پناہ نہ ڈھونڈتا ہو (یعنی شفاعت کا طالب نہ ہو) یہ تمام قیود اس حدیث نے باطل کر دیئے۔ تقویت الایمان والے کے نزدیک تو نہ ہمیشہ کے چور کی شفاعت ہو سکتی ہے۔ نہ اس کی جس نے چوری کا پیشہ بنا لیا ہو۔ نہ اس کی جس نے توبہ نہ کی ہو نہ اس کی جو امیدوار شفاعت ہو مگر حدیث شریف میں ہے کہ تمام مومن امیدوار شفاعت ہوں گے اور حضور ان کی شفاعت فرمائیں گے اور ایک ایک گناہ کو جہنم سے نکال لائیں گے خواہ وہ عمر بھر گناہوں میں غرق رہا ہو مگر ایمان رکھتا ہو۔

ساتواں فائدہ: حدیث شریف میں یہ وارد ہوا کہ لوگ طلب شفاعت کے لئے انبیاء کے پاس جائیں گے اور حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء دوسرے نبی کی طرف رہنمائی فرمائیں گے یہاں تک کہ یہ سوال ہوتا ہے کہ پہلے ہی حضرت آدم علیہ السلام حضور ﷺ کی خدمت میں کیوں نہ بھیجیں گے تاکہ جلد اپنا مقصد پالیں اس کی توجیہ نووی شرح مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۰۸ میں یہ لکھی ہے۔ یختمل انہم



عَلِمُوا أَنَّ صَاحِبَهَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعَيَّنًا وَتَكُونُ إِحَالَةُ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ عَلَى الْآخِرِ عَلَى تَدْرِيجِ الشَّفَاعَةِ فِي ذَلِكَ إِلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

آٹھواں فائدہ: اسی پر سوال بھی ہوتا ہے کہ طلب شفاعت تو لوگ بالہام الہی کریں گے جیسا کہ مسلم شریف جلد ۱ صفحہ ۱۰۸ و ۱۰۹ کی حدیثوں میں ہے۔ فَيُلْهِمُونُ لَكَ تِلْكَ تَوَالِيًا مِمَّنْ يَتَوَلَّى رِجَالًا مِنْ رِجَالِهِمْ يَنْصَلُّونَ إِلَيْكَ فَيُحْيِيكَ فِي يَوْمٍ كَانَ مَرْجُوعًا فِيهِ أَرْبَعُ مِائَةِ أَلْفٍ نَفْسٍ مِمَّنْ هُمْ أَهْلُ الْبَيْتِ وَآلِ الْأَنْبِيَاءِ وَآلِ الْأَوَّلِينَ۔ فَيُنْفِخُ فِي سَافِرَتَيْكَ فَتَبْتَغِي رَحْمَتَهُ فَيُصَرِّفُكَ إِلَى الْبَيْتِ وَآلِ الْأَنْبِيَاءِ وَآلِ الْأَوَّلِينَ۔ فَيُحْيِيكَ فِي يَوْمٍ كَانَ مَرْجُوعًا فِيهِ أَرْبَعُ مِائَةِ أَلْفٍ نَفْسٍ مِمَّنْ هُمْ أَهْلُ الْبَيْتِ وَآلِ الْأَنْبِيَاءِ وَآلِ الْأَوَّلِينَ۔ فَيُنْفِخُ فِي سَافِرَتَيْكَ فَتَبْتَغِي رَحْمَتَهُ فَيُصَرِّفُكَ إِلَى الْبَيْتِ وَآلِ الْأَنْبِيَاءِ وَآلِ الْأَوَّلِينَ۔

بقیہ عاشیہ صفحہ ۱۰۸ میں سید انبیاء محمد مصطفیٰ میں شریعت ہر ایک نبی کا دوسرے کی طرف حوالہ کرتا اس لئے ہے کہ یہ لوگ ایک کی شفاعت سے دوسرے کے پاس اور دوسرے کی شفاعت سے تیسرے کے پاس اسی طرح سلسلہ بہ سلسلہ حضور کی خدمت تک باریابی حاصل کریں اور حضور کی توجہ اور نظر کرم کے لئے حضور کی بارگاہ میں انبیاء کی شفاعتیں لائیں ایسا ہی بخاری شریف کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے جو ہم دوسرے فائدہ میں ذکر کر آئے اور اسی طرح اس حدیث سے بھی جو ہم نے تیسرے فائدہ میں بحوالہ فتح الباری نقل کی۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے اہل محشر کو حضرت آدم اور ان کے بعد اور انبیاء علیہم السلام کی خدمت میں طلب شفاعت کا الہام فرمایا اور ابتدا حضور سید عالم ﷺ کے حضور و رتوایت پیش کرنے کا الہام نہ فرمایا اس میں یہ حکمت ہے کہ حضور ﷺ کی فضیلت کا اظہار ہو کیونکہ اگر وہ پہلے ہی حضور کی خدمت میں حاضر ہو جاتے تو یہ احتمال رہتا کہ شاید دوسرے انبیاء سے بھی کام چل سکتا اور مراد حاصل ہو جاتی۔ لیکن جیسے دوسرے اصفیاء و مرسلین سے سوال کر چکے اور سب نے منع کر دیا پھر حضور کی خدمت میں درخواست کی اور حضور نے فوراً قبول فرمائی اور ان کی مراد حاصل ہو گئی تو معلوم ہوا کہ حضور کو رفعت منزلت اور کمال قرب اور محبوبیت تمام میں کسی کی شرکت نہیں۔ اس میں دلیل ہے کہ آپ تمام انبیاء و مرسلین اور کل آدمیوں اور فرشتوں اور تمام مخلوقات سے افضل ہیں کہ شفاعت عظمیٰ پر اقدام کرنے کی آپ کے سوا کسی میں قدرت نہیں۔

مِنْ رُسُلِ اللَّهِ تَعَالَى وَأَصْفِيَانِهِ فَاْمْتَنِعُوا ثُمَّ سَأَلُوهُ فَاجَابَ وَحَصَلَ عَرْضُهُمْ فَهُوَ التَّهَيَّاتُ فِي اِزْتِفَاعِ الْمَنْزِلَةِ وَكَمَالِ الْقُرْبِ وَعَظِيمِ الْاَذْلَالِ وَالْاُنْسِ وَفِيهِ تَفْصِيلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى جَمِيعِ الْمَخْلُوقِينَ مِنَ الرُّسُلِ وَالْاَدَمِيِّينَ وَالْمَلَائِكَةِ فَإِنَّ هَذِهِ الْأَمْرَ الْعَظِيمَ وَهِيَ الشَّفَاعَةُ الْعُظْمَى لَا يَقْدِرُ عَلَى الْاِقْدَامِ عَلَيْهِ غَيْرُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ۔

نواں فائدہ: جب لوگ حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر استدعائے شفاعت کریں گے۔ حضور فرماتے ہیں: فَأَنْطَلِقُ فَاسْتَاذِنُ عَلَى رَبِّي فِي اجازت لینے اپنے رب کے حضور جاؤں گا سوال یہ ہوتا ہے کہاں سے کہاں جائیں گے اور اجازت کس بات کی چاہیں گے اور اجازت کے لئے جانے کی حکمت کیا ہے وہیں سے کیوں عرض نہ کریں گے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضور اس موقف سے شفاعت کے لئے جنت دارالسلام میں تشریف لے جائیں گے۔ اور اول دخول جنت کی اجازت چاہیں گے۔ فتح الباری پارہ ۲ ص ۱۹۶ میں ہے۔

حدیث (۱۲) فِي رِوَايَةِ هِشَامٍ فَأَنْطَلِقُ حَتَّى اسْتَاذِنُ عَلَى رَبِّي زَادَ هَمَامٌ فِي دَارِهِ فَيُؤْذَنُ لِي قَالَ أَيْ فِي الشَّفَاعَةِ وَتَعَقُّبُ بَانَ ظَاهِرَ مَا تَقَدَّمَ أَنَّ اسْتِجْدَانَهُ الْأَوَّلَ وَالْاِذْنَ لَهُ إِنَّمَا هُوَ فِي دُخُولِ الدَّارِ وَهِيَ الْجَنَّةُ اس کے بعد حضور سجدہ کا اذن چاہیں گے جیسا کہ فتح الباری کے اسی صفحہ میں ہے:

حدیث (۱۳) سلمان میں ہے: فَيَسْتَاذِنُ فِي السُّجُودِ فَيُؤْذَنُ لَهُ اور موقف سے دارالسلام میں جانے کی حکمت یہ ہے کہ دارالسلام مقام اکرام ہے اس لئے شافع کے لئے وہ مناسب ہے۔ فتح الباری کے اسی صفحہ میں ہے: قِيلَ الْحِكْمَةُ فِي انْتِقَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَكَانِهِ إِلَى دَارِ السَّلَامِ أَنَّ أَرْضَ الْمُؤَقَّفِ لَمَّا كَانَتْ مَقَامَ عَرْضٍ وَحَسَابٍ كَانَتْ مَكَانَ مَخَافَةٍ وَاشْفَاقٍ وَ مَقَامَ الشَّافِعِ يُنَاسِبُ أَنْ يَكُونَ فِي مَكَانٍ اِكْرَامٍ ایک سوال یہ بھی یہیں حل کیجئے کہ اس مقام میں حضور کی کیا شان ہوگی۔

حدیث (۱۴) ابن مسعود رضی اللہ عنہ میں ہے: ثُمَّ يَكْسُوْنِي رَبِّي خَلَّةً فَالْيَسَّهَا فَأَقُومُ



عَنْ يَمِينِ الْعَرْشِ مَقَامًا لَا يَقُومُهُ أَحَدٌ يَغْطِيَنِ إِلَيْهِ الْأَوَّلُونَ وَالْآخِرُونَ (فتح الباری پارہ ۲ صفحہ ۱۹۰) میرا رب مجھے حلقہ (لباس عزت) پہنائے گا میں پہن کر عرش کے واسطے کھڑا ہوں گا جہاں کوئی کھڑا نہ ہوگا۔ اس پر اولین و آخرین رشک کریں گے مجاہد سے مقام محمود کی تفسیر میں منقول ہے: یجلسہ معہ علی عرشہ (فتح الباری صفحہ ۱۹۰) آپ کو اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ اپنے عرش پر بٹھائے گا۔ عبد اللہ بن سلام سے مروی ہے: قَالَ إِنَّ مُحَمَّدًا يَوْمَ الْقِيَمَةِ عَلَى كُرْسِيِّ الرَّبِّ يَنْبِذُ الرَّبِّ اخْرَجَ الطَّبْرِي (فتح الباری صفحہ ۱۹۱) حضور ﷺ روز قیامت اپنے رب کے حضور اس کی کرسی پر تشریف فرما ہوں گے۔ جب حضور شفاعت کے لئے اٹھیں گے تو آپ کی مجلس مبارک سے ایک بے نظیر پاکیزہ خوشبو مٹکے گی۔

حدیث (۱۵) فَأَقُومُ فَيَنْتَوِرُ مِنْ مَجْلِسِي أَطِيبٌ رِيحٌ مَا شَمَّهَا أَحَدٌ (فتح الباری پارہ ۲ صفحہ ۱۹۶) حضور کی وجاہت و محبوبیت۔

حدیث (۱۶) قَالَ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) أَنَا أَوَّلُ النَّاسِ يَشْفَعُ فِي الْجَنَّةِ وَأَنَا أَكْثَرُ الْأَنْبِيَاءِ تَبَعًا۔ (مسلم شریف جلد اول صفحہ ۱۱۳)

حدیث (۱۷) أَنَا أَكْثَرُ الْأَنْبِيَاءِ وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ يَقْرَعُ بَابَ الْجَنَّةِ۔ (مسلم شریف ص ۱۱۳)

حدیث (۱۸) قَالَ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) أَنِّي بَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فَاسْتَفْتَحْ فَيَقُولُ الْخَازِنُ مَنْ أَنْتَ فَأَقُولُ مُحَمَّدٌ فَيَقُولُ بِكَ أَمِزْتُ لَا أَفْتَحُ لِأَحَدٍ قَبْلَكَ (مسلم شریف جلد ص ۱۱۳)

۱۔ حضور نے فرمایا میں پہلا شخص ہوں جو جنت میں شفاعت کروں گا اور میں لحاظ متبعین کے انبیاء میں سب سے بڑھ کر ہوں۔

۲۔ میں انبیاء میں متبعین کے لحاظ سے سب سے زیادہ ہوں اور پہلا شخص ہوں جو جنت کا دروازہ کھٹکھٹائے۔

۳۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ روز قیامت میں دروازہ جنت پر جا کر دروازہ کھٹکھٹاؤں گا۔ خازن عرض کرے گا کہ آپ کون ہیں میں جواب دوں گا محمد وہ عرض کرے گا کہ آپ ہی کے لئے مجھے دیا گیا تھا کہ آپ سے پہلے کسی کے لئے دروازہ نہ کھولوں۔

حدیث (۱۹) حضور سید عالم ﷺ نے آیہ فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي اور آیہ ان تَعَذَّبْنَاهُمْ فَاَتَيْنَهُمُ عِبَادَکَ الْاٰیۃ پڑھ کر دست مبارک اٹھائے اور بارگاہ الہی میں عرض کیا اللہم اُمتنی اُمتنی اور حضور آبدیدہ ہوئے۔ فَقَالَ اللَّهُ يَا جَبْرِئِلُ اذْهَبْ اِلَى مُحَمَّدٍ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ فَاسْأَلْهُ مَا يُبْكِنُكَ فَاتَاهُ جَبْرِئِلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَسَأَلَهُ فَاخْبَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا قَالَ وَهُوَ اَعْلَمُ فَقَالَ اللَّهُ يَا جَبْرِئِلُ اذْهَبْ اِلَى مُحَمَّدٍ فَقُلْ اَنَا سَنُزِصُّكَ فِيْ اُمَّتِكَ وَلَا نَسُوْكَ (مسلم شریف جلد اول ص ۱۱۳) تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے جبریل محمد ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کرو کہ سبب گریہ کیا ہے؟ باوجودیکہ اللہ اعلم ہے۔ جبریل نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کیا حضور نے ان کو اس دعا کی خبر دی جو اپنی امت کے حق میں فرمائی تھی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے جبریل محمد مصطفیٰ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرو کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یقیناً ہم آپ کو عنقیب آپ کی امت کے باب میں راضی کریں گے۔ اور غمگین نہ ہونے دیں گے (نووی) ۱۔ شرح مسلم ص ۱۱۳ ہے کہ اس حدیث سے چند فائدے حاصل ہوئے۔

پہلا فائدہ: نبی ﷺ کی اپنی امت پر کمال شفقت کا بیان ہے۔ اور اس کا کہ آپ ان

عبارت نووی کی یہ ہے: هذا الحديث مشتمل على انواع من الفوائد منها بيان كمال شفقه النبي صلى الله عليه وسلم على امته واعتناء بمصالحهم واهتمامه بامرهم ومنها استحباب رفع اليدين في الدعاء ومنها البشارة العظيمة لهذه الامه بما وعدّها الله تعالى بقوله انا سرصيك في امتك ولا تسوك وهذا من ارحى الاحاديث بهذه الامه ومنها بيان عظم منزل النبي صلى الله عليه وسلم عند الله تعالى وعظيم لطفه سبحانه به صلى الله عليه وسلم والحكمة في ارسال جبريل لسؤاله صلى الله عليه وسلم اظهار شرف النبي صلى الله عليه وسلم وانه بالمحل الاعلى فيترضى ويكرم بما يرضيه والله اعلم وهذا الحديث موافق لقول تعالى ولسوف يعطيك ربك فترضى واما قوله تعالى ولا تسوك فقال صاحب التحرير هو تأكيد للمعنى لان الارضاء قد يحصل في حق البعض بالعفو عنهم ويدخل الباقي النار فقال تعالى نرضيك ولا ندخل عليك حزنا بل ننحي الحسب والله اعلم۔



کے مصالح و امور میں کمال توجہ و اہتمام فرماتے ہیں۔

دوسرا فائدہ: یہ کہ دعا میں ہاتھ کا اٹھانا مستحب ہے۔

تیسرا فائدہ: اس امت کے لئے بشارت عظیمہ ہے کہ اس کے حق میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو راضی کرنے کا وعدہ فرمایا ہے یہ حدیث اس امت کے لئے بہت زیادہ امید دلانے والی ہے۔

چوتھا فائدہ: بارگاہ الہی میں حضور کے رتبہ عظیمہ یعنی وجاہت اور آپ پر اللہ تعالیٰ کے کمال لطف و کرم یعنی محبوبیت کا بیان ہے۔

حکمت حضور ﷺ سے سبب گریہ دریافت فرمانے کے لئے حضرت جبریل کو بھیجنے کی حکمت یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے شرف کا اظہار فرمایا جائے اور ظاہر کر دیا جائے کہ آپ کا وہ بلند مرتبہ ہے کہ آپ کو راضی کیا جاتا ہے اور آپ پر وہ اکرام فرمایا جاتا ہے جس سے آپ راضی ہوں اور یہ حدیث آیہ ولسوف یعطیک ربک فترضی کے موافق ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ ہم آپ کو رنجیدہ نہ ہونے دیں گے اس کی نسبت صاحب تحریر نے کہا کہ یہ معنی کی تاکید ہے کیونکہ راضی کرنے کی ایک صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ بعض کو معاف فرما دیا جائے باقی کو سزا دی جائے اس احتمال کو قطع فرما دیا کہ ہم آپ کو رنجیدہ نہ ہونے دیں گے یعنی سب کو نجات دیں گے۔

حدیث (۲۰) اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَمَةِ كُنْتُ اِمَامَ النَّبِيِّنَ وَخَطِيبَهُمْ وَصَاحِبَ شَفَاعَتِهِمْ غَيْرَ فَخْرٍ (ترمذی شریف جلد ۲ ص ۲۰۱)

حدیث (۲۱) اَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ (مسلم شریف جلد ۱ صفحہ ۱۱۱) میں روز قیامت آدمیوں کا سردار ہوں گا۔ امام نووی اس کی شرح میں فرماتے ہیں۔

یعنی حضور نے فرمایا کہ روز قیامت میں انبیاء کا امام اور خطیب اور ان کا صاحب شفاعت ہوں گا اور یہ بات فخر سے نہیں کہتا۔

السَّيِّدُ ۱- الَّذِي يَفُوقُ قَوْمَهُ وَالَّذِي يَفْرُغُ إِلَيْهِ فِي الشَّدَائِدِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيِّدُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَإِنَّمَا خَصَّ يَوْمَ الْقِيَمَةِ لَارْتِفَاعِ السُّودِ فِيهَا وَتَسْلِيمِ جَمِيعِهِمْ لَهُ وَلِكُونَ آدَمَ وَجَمِيعَ أَوْلَادِهِ تَحْتَ لِيَوَائِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- حدیث (۲۲) قَالَ ۲- رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَانِي أَبٌ مِنْ عِنْدِ رَبِّي فَخَيَّرَنِي بَيْنَ أَنْ يَدْخُلَ بَصْفَ أُمَّتِي الْجَنَّةَ وَبَيْنَ الشَّفَاعَةِ وَهِيَ لِمَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا (ترمذی جلد ۲ ص ۶۷)

حدیث (۲۳) عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ شَفَاعَتِي لِأَهْلِ الْكِبَانِ مِنْ أُمَّتِي (ابن ماجہ مطبوعہ فاروقی ص ۳۲۹)

حضرت جابر سے مروی ہے میں نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں میری شفاعت میری امت کے کبیرہ کرنے والوں کے لئے ثابت ہے۔

حدیث (۲۴) أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَمَةِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ خَالِصًا مِنْ قَلْبِهِ أَوْ نَفْسِهِ (رواہ البخاری مشکوٰۃ شریف ص ۳۸۹) حضور فرماتے ہیں میری شفاعت سے خوب بہرہ اندوز وہ ہے جس نے مخلص لا الہ الا اللہ کہا۔

حدیث (۲۵) أُعْطِيتُ ۱- الشَّفَاعَةَ وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ إِلَى

۱- سید وہ ہے جو اپنی قوم میں فائق ہو اور سختیوں اور مصیبتوں میں لوگ اس کی طرف دوڑیں اور نبی ﷺ سب آدمیوں کے سید ہیں دنیا میں بھی رحمت اور آخرت میں بھی یہاں روز قیامت کا ذکر خاص طور پر اس لئے ہوا کہ سیادت اس دن کمال بلندی پر ہو گی اور سب لوگ آپ کی سیادت تسلیم کر لیں گے اور اس لئے کہ حضرت آدم اور ان کی تمام اولاد آپ کے جھنڈے کے نیچے ہو گی۔

۲- حضور نے فرمایا میرے پاس میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا آیا پس مجھے اختیار دیا اس میں کہ میری نصف امت جنت میں داخل ہو اور اس میں کہ ان کی شفاعت کروں پس میں نے شفاعت کو اختیار فرمایا اور وہ شفاعت ہر اس شخص کے لئے ہے جو اس حال میں مرے کہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو یعنی تمام ایمانداروں کے لئے چنانچہ ابن ماجہ کی حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں ہی لکل مسلم۔



الناس عامة متفق عليه مشکوۃ شریف ص ۱۵۲

حدیث (۲۶) أخرج الظنرانی من حدیث ابن عمر رفعه أول من أشفع له اهل بنی نئم الأقرب فالأقرب ثم سائر العرب ثم الأعاجم (فتح الباری پارہ ۲ ص ۱۹۱) حضور ﷺ نے فرمایا پہلے میں اپنے اہل بیت کی شفاعت کروں گا پھر مرتبہ بمرتبہ قریب تر کی پھر تمام عرب کی۔ پھر عجمیوں کی۔ یہاں اسمعیل اور ان کے چیلوں کو دکھاؤ کہ یہاں شفاعت عطا کی قرابت ہو رہی ہے۔ نفوت الایمان صفحہ ۳۷ کا یہ قول کہ (سفارش اس لئے نہیں کی اس کا قرابتی ہے یا آشنا) اس حدیث سے باطل ہوا۔ حضور سید عالم علیہ الصلوۃ والسلام کی شفاعت کے بیان میں صدہا حدیثیں اور پیش کی جاسکتی ہیں مگر اب ہم دو ایک حدیثیں دوسرے انبیاء اور علماء و مومنین کی شفاعت کے متعلق بھی ذکر کریں تاکہ معلوم ہو جائے کہ روز قیامت غلامان مصطفیٰ ﷺ کی شفاعت بھی قبول ہوں۔

حدیث (۲۷) یشفع یوم القیمۃ ثلثة الانبیاء ثم العلماء ثم الشهداء (ابن ماجہ ص ۱۳۲۰)

حدیث (۲۸) لیذ خلن بشفاعۃ رجل من امتی اکثر من بنی تمیم (ابن ماجہ ص ۱۳۲۰) حضور نے فرمایا میری امت کے ایک مرد کی شفاعت سے قبیلہ بنی تمیم سے (جو بہت

الیقہ حاشیہ صفحہ حضور فرماتے ہیں مجھے شفاعت عطا کی گئی اور پہلے نبی خاص اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوئے اور میں عام طور پر تمام لوگوں کی طرف مبعوث ہوا۔ روز قیامت تین گروہ شفاعت کریں گے۔ پہلے انبیاء پھر علماء پھر شہداء اس حدیث کے حاشیہ میں ہے کہ مراد یہ بطریق عموم تین گروہ شفاعت کریں گے۔ ورنہ حفاظ اور بچوں کی شفاعت خاص لوگوں کے حق میں احادیث سے ثابت ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے اشعۃ اللمعات جلد ۳ ص ۴۳۲ میں فرمایا کہ ان تین گروہوں کی تخصیص ان کے زیادت فضل و کرامت کی وجہ سے ہے۔ ورنہ مسلمانوں میں سے تمام اس خبر کے لئے شفاعت ثابت ہے اور اس بات میں احادیث مشہور وارد ہیں۔ آخر میں فرمایا اور اکثر شفاعت بدعت ضالہ است چنانچہ خوارج و بعض معتزلہ بدال رفت اند۔

بڑا قبیلہ ہے) زیادہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔ حضور کے امتی اور غلام شفاعت کر رہے ہیں ان کی شان شفاعت بھی دیکھئے۔

حدیث (۲۹) حتی اذا خلص المؤمنون من النار فوالذی نفسی بیدہ ما من احد منکم باشد ما شدۃ فی استیفاء الحق من المؤمنین للہ یوم القیمۃ لاخوانہم الذین فی النار یقولون ربنا کائنوا یصومون معنا ویصلون ویحجون فیقال لہم اخرجوا من عرفتم فتخرجون ضورہم علی النار فیخرجون خلقا کثیرا ثم یقولون ربنا لم نذرفہا حیرا (مسلم شریف جلد ۱ ص ۱۰۲)

یعنی جب مومن آتش دوزخ سے خلاص پائیں گے تو اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے تم میں سے کوئی اپنا حق پانے کے لئے اپنے خصم سے ایسی سخت طلب و محاصمت کرنے والا نہیں ہے جیسا کہ مومن اپنے ان بھائیوں کی رہائی کے لئے جو آتش دوزخ میں اللہ تعالیٰ کے حضور شفاعت و سوال میں مبالغہ کریں گے عرض کریں گے اے رب وہ ہمارے ساتھ نماز پڑھتے تھے۔ روزے رکھتے تھے۔ حج کرتے تھے فرمایا جائے گا جنہیں پہچانو نکال لو پھر ان (دوزخ والوں) کی صورتیں آگ پر حرام کر دی جائیں گی۔ (تاکہ شفاعت کرنے والے مومن ان کو پہچان لیں) پھر خلق کثیر کو وہ دوزخ سے نکالیں گے۔ پھر عرض کریں گے یا رب ہم نے ادنیٰ نیکی والا بھی دوزخ میں نہیں چھوڑا۔

غلامان مصطفیٰ کی اس شان شفاعت کو دیکھئے کہ جس طرح قرض خواہ قرضدار پر سخت تقاضا کرتا ہے اس شدت مطالبہ کیساتھ وہ بارگاہ الہی میں اپنے بھائیوں کی رہائی طلب کریں گے۔ اس حدیث کی شرح میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ یعنی ثماور حقہ کہ ثابت و ظاہر باشد پر خصم چگونہ مطالبت میں و مواخذت بجد و مبالغہ می کنید مومنان در شفاعت کردن برادران خود کہ در آتش دوزخ ماندہ اند و بیرون آوردن ایشان ازالہ جد و مباغتہ در مسئلت از جناب حق تعالیٰ بیشتر می نمایند اشعۃ اللمعات



وہابیوں کا مستند ترجمہ جو شاہ امین صاحب کا مصدقہ ہے۔ یعنی مظاہر حق اس کی جلد ۴ ص ۴۳ میں اس حدیث کا ترجمہ ان الفاظ میں لکھا ہے۔ نہیں ہے کوئی تم میں سے سخت ترازو روئے طلب اور سوال اور جھگڑنے کے بیچ حق کے کہ تحقیق ظاہر اور ثابت ہو تمہارے لئے مومنوں سے بیچ طلب اور سوال کرنے اور جھگڑنے کے اللہ تعالیٰ سے روز قیامت کے اپنے بھائیوں کے لئے۔

اب تقویت الایمان کے وہ بے ہودہ کلمات دیکھئے جو ہم صفحہ ۲۵۵ و ۲۵۶ میں نقل کر آئے اور جو اس نے بحث شفاعت میں لکھے اور یہ احادیث ملاحظہ کیجئے۔

ابھی تو بد نصیب کو حضور کے غلاموں کی شان بھی نظر نہ آئی کہ ان پر کیسا کرم الہی ہے آقا کی نسبت گستاخ زبان کھول بیٹھایا ہے شفاعت بالوجاہت کہ مومنین اپنے بھائیوں کے حق میں اس اصرار و مبالغہ سے شفاعت کریں گے جیسے صاحب حق اپنا حق لینے کیلئے مبالغہ کرتا ہے وہابیوں کے ترجمہ میں تو اللہ سے جھگڑنے کا لفظ لکھا ہے۔ یہ ہے وہابیہ کی گمراہی کہ احادیث کی ایسی ظاہر اور روشن تصریحات کے باوجود ان کو شفاعت کا انکار ہے۔ حدیث (۳۰) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ مِنْ أُمَّتِي مَنْ يَشْفَعُ لِلْفَنَامِ مِنَ النَّاسِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَشْفَعُ لِلْقَبِيلَةِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَشْفَعُ لِلْعَصْبَةِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَشْفَعُ لِلرَّجُلِ حَتَّى يَدْخُلُوا الْجَنَّةَ (ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۶۷) حضور نے فرمایا میرے بعض امتی بڑی بڑی جماعتوں کی شفاعت کریں گے بعض قبیلہ کی بعض ایک گروہ کی بعض ایک شخص کی یہاں تک کہ ساری امت بہشت میں داخل ہو۔

یہ تین حدیثیں خاص بیان شفاعت میں مذکور ہوئیں اور بحمد اللہ تعالیٰ تقویت الایمان کے اکاذیب باطلہ کا اس سے قلع قمع ہو گیا۔

صاحب تقویت الایمان نے شفاعت کی تین قسمیں بتائیں ہیں۔ شفاعت بالوجاہت، شفاعت بالمحبۃ، شفاعت بالاذن یہ بات اس کے دل کی گھڑی ہوئی ہے۔ کہیں سے منقول نہیں۔ علاوہ بریں ان کے جو معنی اس نے تجویز کئے ہیں ان پر شفاعت صادق ہی نہیں آتی کیونکہ شفاعت کے معنی ہیں کسی شخص کا اپنے بڑے کے حضور میں اپنے چھوٹے کے لئے

سفارش کرنا۔

مفردات راغب میں ہے: الشفاعة الانضمام الى آخر ناصر الة وساندا عنه و اکثر ما يستعمل في انضمام من هو اعلى حزمة و مرتبة الى من هو ادنى فتح الباری: پارہ ۲۷ صفحہ ۱۹۳ میں ہے: هي انضمام الأدنى إلى الأعلى ليستعين به على ما يرومه اگرچہ معتبر کتب میں شفاعت کے یہ معنی لکھے ہیں اور ہر شخص جانتا ہے کہ شفاعت و سفارش اس کا نام ہے کہ کسی صاحب مرتبت علیا کی جناب میں کوئی قرب و اختصاص رکھنے والا بلحاظ اپنی نیاز مندی کے اپنے زیر دستوں کے حق میں لب کشائی کرے مگر امام الوہابیہ کو اب تک شفاعت کے معنی معلوم نہیں ہیں وہ اسی جمل مرکب میں گرفتار ہے کہ شفاعت دھمکی اور دباؤ سے کسی بات کے منوانے کو کہتے ہیں اور شافع کی بات کسی خوف یا اندیشہ کی وجہ سے مانی جاتی ہے چنانچہ اس نے شفاعت کی تینوں قسموں میں اندیشہ اور خوف کو ملحوظ رکھا ہے۔

شفاعت بالوجاہت کی صورت یہ لکھی ہے کہ بادشاہ کا جی تو چور کے پکڑنے ہی کو چاہتا ہے کہ اس کے آئین کے موافق اس کو سزا پہنچتی ہے مگر اس امیر سے دب کر اس کی سفارش مان لیتا ہے اور چور کی تقصیر معاف کر دیتا ہے کیونکہ وہ امیر اس کی سلطنت کا بڑا رکن ہے اور اس کی بادشاہت کو بڑی رونق دے رہا ہے سو بادشاہ یہ سمجھ رہا ہے کہ ایک جگہ اپنے غصہ کو تھام لینا اور ایک چور سے درگزر کر جانا بہتر ہے اس سے کہ اتنے بڑے امیر کو ناخوش کر دیجئے کہ بڑے بڑے کام خراب ہو جائیں اور سلطنت کی رونق گھٹ جائے اس کو شفاعت و جاہت کہتے ہیں۔ (تقویت الایمان ص ۱۳۵)

امام الوہابیہ کے نزدیک شفاعت ڈر اور دب کر مانی جاتی ہے یہ تو ان کی عقل ہے مگر دنیا کے عام لوگ بھی اتنا جانتے ہیں کہ دب کر بات ماننا قبول سفارش نہیں بلکہ نامردی و بزدلی اور مجبوری و ناچاری ہے اور دباؤ سے کام نکلنے کی دھمکی اور دھونس کہتے ہیں کہ شفاعت و سفارش۔

صاحب تقویت الایمان نے دوسری قسم شفاعت بالمحبۃ کی یہ صورت لکھی ہے۔



دوسری صورت یہ ہے کہ کوئی بادشاہ زادوں میں سے یا بیگماتوں میں سے یا کوئی بادشاہ کا معشوق اس چور کا سفارشی ہو کر کھڑا ہو جائے اور چوری کی سزا نہ دینے دیوے اور بادشاہ اس کی محبت سے لاچار ہو کر اس چور کی تقصیر معاف کر دے تو اس کو شفاعت محبت کہتے ہیں۔ یعنی بادشاہ نے محبت کے سبب سے سفارش قبول کر لی اور یہ بات سمجھی کہ ایک بار غصہ پی جانا اور ایک چور کو معاف کر دینا بہتر ہے اس رنج سے جو کہ اس محبوب کے روٹ جانے سے مجھ کو ہو گا۔

(تقویت الایمان ص ۳۶) اس میں بھی قبول شفاعت کا باعث مجبوری اور دباؤ ہی بتایا۔ پہلی صورت میں اراکین سلطنت کا دباؤ بتا دیا تھا۔ دوسری میں محبوب کا اور دباؤ سے مجبور ہو کر کسی بات کا منظور کرنا شفاعت نہیں لہذا ان دونوں قسموں پر شفاعت کے معنی صادق نہیں آئے ان کو شفاعت کہنا اور شفاعت کے یہ معنی لینا بالکل باطل ہے نہ یہ معنی لغت میں ہیں نہ شرع میں نہ عرف میں یہ امام الوبابیہ کا فریب اور دھوکہ ہے۔ وہ شفاعت کا انکار کرنے کے لئے ایسے معنی گھڑتا ہے۔

وجاہت و محبت دونوں ذریعہ قرب و شفاعت کا ہیں آیات و احادیث سے شفاعت بالوجاہت بھی ثابت ہوئی اور بالمحبت بھی چنانچہ اس کا بیان اوپر گزر چکا۔ قرآن کریم میں حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں فرمایا: وَجِئْهَا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ صاحب تقویت الایمان کے نزدیک تو وجاہت میں دباؤ ہوتا ہے تو اس کے طور پر تو معاذ اللہ قرآن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دباؤ کا بیان ہوا۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ۔

مولوی اشرف علی اپنے ترجمہ قرآن میں اس آیت کے فوائد میں لکھتے ہیں۔ دنیا میں ان کی یہ وجاہت تھی کہ وہ پیغمبر ہو کر آئے۔ شریعت لائے بیمار کو اچھا کرتے مردے کو جلاتے آخرت میں یہ وجاہت ہوگی کہ جس کے لئے اذن ہو گا اس کی شفاعت کریں گے وہ قبول ہوگی جس طرح کہ شفاعت اور اولوالعزم پیغمبروں کی بھی جو ان کے بھائی ہیں منظور ٹھہرے گی (ترجمہ مولوی اشرف علی مطبوعہ محبوب المطالع ص ۶) یہاں مولوی اشرف علی نے شفاعت بالوجاہت قرآن شریف سے ثابت بتائی اور مولوی اسماعیل نے تقویت الایمان

صفحہ ۳۵ میں اس کی نسبت یہ لکھا اس کو شفاعت وجاہت کہتے ہیں یعنی اس امیر کی وجاہت کے سبب سے اس کی شفاعت قبول کی اس قسم کی سفارش اللہ کی جناب میں ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتی اور نہ کوئی کسی نبی و ولی کو یا امام اور شہید کو یا کسی فرشتہ کو یا کسی پیر کو اللہ کی جناب میں اس قسم کا شفعہ سمجھے سو وہ اصل مشرک ہے۔

اب تقویت الایمان کے حکم سے مولوی اشرف علی اصلی مشرک ہوئے اور جتنے وہابی مولوی اشرف علی کے معتقد ہیں اور ترجمہ کو مانتے ہیں وہ بھی سب اصلی مشرک ہوئے مولوی اسماعیل نے تیسری شفاعت بالاذن کی یہ صورت لکھی ہے۔ اس (یعنی گناہگار کا) یہ حال دیکھ کر کہ اس نے اتفاقاً گناہ کیا تھا عادی نہیں ہے گناہ پر شرمندہ قصور کا معترف ہے شفاعت کا بھی معتقد نہیں ہے کسی کی پناہ نہیں ڈھونڈتا بادشاہ کے دل میں اس پر ترس آتا ہے مگر آئین بادشاہت کا خیال کر کے بے سبب درگزر نہیں کرتا کہ کہیں لوگوں کے دلوں میں اس آئین کی قدر گھٹ نہ جائے سو کوئی امیر و وزیر اس کی مرضی پا کر اس تقصیر وار کی سفارش کرتا ہے اور بادشاہ اس امیر کی عزت بڑھانے کو ظاہر میں اس کی سفارش کا نام کر کے (پالیسی کے ساتھ) اس چور کی تقصیر معاف کر دیتا ہے سو اس امیر نے اس چور کی سفارش اس لئے نہیں کی کہ اس کا قرائتی ہے یا آشنایا اس کی حمایت اس نے اٹھائی بلکہ محض بادشاہ کی مرضی سمجھ کر (تقویت الایمان صفحہ ۳۷) اس صورت میں بھی قبول شفاعت کا باعث خوف آئین و اندیشہ قانون ہی بتایا کہ شفاعت صرف اس اندیشہ نے کرائی کہ کہیں لوگوں کے دلوں سے قانون کی قدر نہ گھٹ جائے۔

اس گمراہ کے خیال میں اللہ تعالیٰ کو قانون کی قدر گھٹنے کا اندیشہ لگا ہوا ہے اور وہ اس سے خائف ہے۔ معاذ اللہ یہ ہے اس گمراہ فرقہ کا ایمان اور پھر شفاعت مانی تو اس طرح کہ خدا بخشا تو خود چاہتا ہے گناہگار کی حالت دیکھ کر اس کے دل میں ترس آگیا ہے مگر آئین کا نام کر کے بخش دیتا ہے یعنی مجبور ہے پالیسی اختیار کرتا ہے وہابیوں کی طرح ان کے خدا کا بھی ظاہر و باطن یکساں نہیں شافع پر مفت کرم داشن بے فائدہ احسان رکھتا ہے ماقدور واللہ حق قدرہ۔



اب وہابیہ سے پوچھئے یہ شفاعت ہوئی یا تقیہ اور پالیسی غرض ان تینوں قسموں پر شفاعت کے معنی صادق نہیں آتے آؤ جب صاحب تقویت الایمان کے نزدیک اس کی گھڑی ہوئی شفاعت بالوجاہت اور شفاعت بالمحبہ ممکن نہیں اور ان قسموں کی شفاعت کا ماننے والا مشرک ہے۔ صرف اس لئے کہ اس میں دباؤ پایا جاتا ہے تو اسمعیل کی فرض کی ہوئی شفاعت بالاذن کیسے ممکن ہوئی خوف اور اندیشہ تو اس میں بھی لگا ہوا ہے۔ فَرَّ مِنْ الْمَطَرِ وَقَامَ تَحْتَ الْمِيزَابِ تقویت الایمان والے نے شان الہی میں ایسی ناقص شیسہ دی جس سے حضرت قدوس قدیر عزاسمہ پر عجز و خوف کا وجہ لگتا ہے۔ سَوَّدَ اللَّهُ وَجْهَهُ۔ تقویت الایمان کا یہ قول بھی باطل و خلاف شرع ہے کہ شفاعت کسی قرابت یا آشنائی کی وجہ سے نہیں ہوتی قرابت وہاں تو ادنیٰ ادنیٰ تعلق بھی ظاہر کئے جائیں گے اور کام آئیں گے۔

ابن ماجہ کی حدیث میں ہے: تُصَفُّ أَهْلُ النَّارِ فَيُثَرِّبُهُمُ الرَّحْلُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَقُولُ الرَّحْلُ مِنْهُمْ يَا فُلَانُ أَمَا تَعْرِفُنِي أَنَا الَّذِي سَقَيْتُكَ شَرْبَةً وَقَالَ بَعْضُهُمْ أَنَا الَّذِي وَهَبْتُ لَكَ وَضُوءًا فَيُشْفَعُ لَهُ فَيُذْجِلُهُ الْجَنَّةَ (مشکوٰۃ شریف ۳۹۸ باب الخوض والشفاعة) یعنی دوزخی صف بستہ کھڑے کئے جائیں گے پھر ان پر ایک جنتی گزرے گا۔ اس سے ایک دوزخی کہے گا کیا آپ مجھے نہیں پہچانتے ہیں میں وہ ہوں جس نے آپ کو ایک مرتبہ پانی پلایا تھا اور کوئی دوزخی کہے گا میں وہ ہوں جس نے آپ کو وضو کے لئے پانی دیا تھا پس وہ ہمیشہ اس کی شفاعت کر کے اس کو جنت میں داخل کرے گا۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اشعث الملعات میں فرماتے ہیں۔ ازہما معلوم می شود کہ فاسقان و گناہگاراں اگر خدمت و امدادے بابل طاعت و تقویٰ در دنیا کردہ باشند در آخرت نتیجہ آن بیابند و بامداد شفاعت ایشان در بہشت در آیند۔

اب دیکھئے کہ پانی پلانا بھی کام آئے گا اور اتنا تعلق بھی فائدہ پہنچائے گا۔ چہ جائیکہ قرابت و آشنائی۔ تقویت الایمان والے نے صریح حدیث کی مخالفت کی یہ تو اس کا شیوہ ہی ہے ایک ستم یہ کیا کہ اس نے شفاعت کرنے والوں کو چور اور چوروں کا تھانگی کہا چنانچہ

لکھتا ہے۔ امیر نے اس چور کی سفارش اس لئے نہیں کی کہ اس کا قرابتی ہے یا آشنایا اس کی حمایت اس نے اٹھائی بلکہ محض بادشاہ کی مرضی سمجھ کر کیونکہ وہ تو بادشاہ کا امیر ہے نہ چوروں کا تھانگی۔ جو چور کا حمایتی بن کر اس کی سفارش کرتا ہے تو آپ بھی چور ہو جاتا ہے۔ (تقویت الایمان ص ۳۷) اس بد تمیزی کی کچھ انتہا ہے قرابت یا رشتہ داری کی وجہ سے چور کی شفاعت کرنے والے کو چور اور چور کا تھانگی نہ خدا نے فرمایا نہ رسول نے۔ بد نصیب نے مسئلہ دل سے گھڑ دیا۔ یہ ہے بدعت سینہ اور احداث فی الدین۔ تقویت الایمان پر ایمان رکھنے والے وہابی یاد رکھیں کہ کوئی رشتہ دار کسی جرم میں ماخوذ ہو تو اس کے مقدمہ کی پیروی اور سفارش نہ کریں ورنہ خود اس جرم میں پکڑے جائیں گے۔ چور کی سفارش کی تو چور ہو جائیں گے وہابی کچھ بھی ہو جائیں ہماری بلا سے دیکھنا یہ ہے کہ یہ کلمہ کہاں تک پہنچتا ہے۔ ابن ماجہ کی حدیث سے ابھی معلوم ہو چکا کہ مقبولین بارگاہ ادنیٰ تعلق سے گنہگاروں کی شفاعت فرمائیں گے۔ طبرانی و دارقطنی کی حدیث یہ ہے: أَوَّلُ مَنْ أَشْفَعَ لَهُ مِنْ أُمَّتِي أَهْلُ بَيْتِي ثُمَّ الْأَقْرَبُ فَلَا أَقْرَبَ الْحَدِيثُ (صواعق مرقومہ ص ۹۵) حضور نے فرمایا کہ سب سے پہلے اپنی امت میں اپنے اہل بیت کی شفاعت کروں گا پھر درجہ بدرجہ اقارب کی۔

اندھے وہابیوں کو دکھاؤ کہ حضور ﷺ علاقہ قرابت شفاعت فرما رہے ہیں اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ ہر گنہگار کی شفاعت فرمائیں گے گستاخ بے ادب چور اور چوروں کا تھانگی کس کو کہتا ہے خاک بدہن ناپاکش ایسی گستاخی و بیباکی تمام انبیاء و مرسلین و جملہ مقربین کی جناب میں کفر نہیں تو کیا۔ وہابیہ کا ایمان ہے خدا لم اللہ تعالیٰ۔

اسی سلسلہ میں تقویت الایمان والے نے مشکوٰۃ شریف کی ایک حدیث لکھی کہ حضور سید عالم ﷺ نے اپنے اہل قرابت کو جمع فرمایا حتیٰ کہ حضرت خاتون جنت فاطمہؓ سے فرمایا۔ يَا فَاطِمَةُ انْقِذِي نَفْسَكَ مِنَ النَّارِ سَلِّبِي مَا شِئْتَ مِنْ مَالِي فَإِنِّي لَا أُغْنِي مِنَ اللَّهِ شَيْئًا۔ اور اس کا یہ ترجمہ لکھا۔ اے فاطمہ بچا تو اپنی جان کو آگ سے مانگ لے مجھ سے جتنا چاہے میرا مال نہ کام آؤں گا میں تیرے اللہ کے ہاں کچھ (تقویت الایمان ص



(۴۲) اور اس کا یہ نتیجہ نکالا کہ وہاں میں کسی کی حمایت نہیں کر سکتا اور کسی کا وکیل نہیں بن سکتا اور قرابت کسی بزرگ کی اللہ کے ہاں کچھ کام نہیں آتی۔ (تقویت الایمان ص ۴۲)

انکار شفاعت میں اس حدیث کو پیش کرنا اور یہ نتیجہ نکالنا فریب کاری ہے حدیث میں کوئی لفظ بھی نہیں جس سے شفاعت کی نفی ہوتی ہو علاوہ بریں بکثرت آیات اور احادیث صحیحہ اثبات شفاعت میں پیش کی گئیں ان سب سے اندھا بن جانا اور اس حدیث کو پیش کر کے عوام کو مغالطہ دینا بے دینی ہے اور لا اُغْنِيَنَّكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا کا یہ ترجمہ کہ نہ کام آؤں گا میں تیرے اللہ کے یہاں کچھ جو صاحب تقویت الایمان نے کیا ہے بالکل غلط ترجمہ اور احادیث کے خلاف ہے ابھی ہم طبرانی و دار قطنی کی حدیث نقل کر چکے ہیں کہ حضور نے فرمایا میں سب سے پہلے اپنے اہل بیت کی شفاعت کروں گا پھر درجہ بدرجہ اور قرابت داروں کی یہ تو حضور کے اہل قرابت ہیں ہم صفحہ ۹۲ میں بخاری کی حدیث نقل کر چکے کہ حضور ہر ایماندار کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل فرمادیں گے اور ایک ایماندار کو بھی دوزخ میں نہ چھوڑیں گے باوجود اس کے یہ لکھ دینا کہ حضور خاتون جنت کے بھی کام نہ آئیں گے اور حضور کی طرف اس کو نسبت افتراء اور بکثرت احادیث صحیحہ کی مخالفت ہے۔ امام ابن حجر ممتی صواعق محرقہ صفحہ ۹۲ میں ایک حدیث صحیح نقل فرماتے ہیں: صَحَّ عَنْهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ أَنَّهُ قَالَ عَلَى الْمُنْبَرِ مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَقُولُونَ أَنْ رَحِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنْفَعُ قَوْمَهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ بَلَى وَاللَّهِ أَنْ رَحِمَنِي مَوْضُوعَةٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَإِنِّي آيْتُهَا النَّاسَ فَرُظْتُ لَكُمْ عَلَى الْحَوْضِ حُضُورَ سَيِّدِ عَالَمٍ ﷺ نے برسر منبر فرمایا ان قوموں کا کیا حال ہے جو کہتے ہیں کہ روز قیامت رسول اللہ ﷺ کی قرابت ان کی قوم کو نفع نہ دے گی ہاں خدا کی قسم میری قرابت دنیا و آخرت میں موصولہ ہے اور میں اے لوگو حوض کوثر پر تمہارا پیش رو ہوں۔ اس حدیث کے الفاظ خاص تقویت الایمان کے اس قول کا رد صریح و بلیغ ہیں ایک تو وہ لوگ تھے جن کا حضور نے قسم کھا کر رد فرمایا مگر بہت بدتر یہ وہابی ہے جو حضور کی قسم کے بعد پھر وہی بکواس کرتا ہے۔ اسی صواعق محرقہ کے اسی صفحہ میں بروایت حضرت عمر رضی اللہ عنہما یہ حدیث لائے ہیں۔ کُلُّ سَبَبٍ

وَنَسَبٍ يَنْقَطِعُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ مَا خَلَا سَبَبِي وَنَسَبِي حُضُورَ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ نے فرمایا کہ روز قیامت تمام قرابتی و نسبی رشتے منقطع ہو جائیں گے سوائے میرے قرابتی و نسبی رشتوں کے باوجود ان احادیث کے صاحب تقویت الایمان کا یہ قول حضور خاتون جنت تک کے کچھ بھی کام نہ آئیں گے کس قدر بیباکی و ناحق کوشی ہے۔ امام ابن حجر نے اسی صواعق محرقہ صفحہ ۹۵ میں تمام و بزار و طبرانی و ابو نعیم سے حدیث روایت کی: أَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاطِمَةُ أَحْصَتْ فَرْحَهَا فَحَرَّمَ اللَّهُ ذُرِّيَّتَهَا عَلَى النَّارِ۔ یعنی حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا فاطمہ صاحب عفت ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کی ذریت تک کو آتش دوزخ پر حرام کر دیا وہابیہ سے پوچھو اب بھی کچھ خبر ہوئی حضور ﷺ کیسے کام آئے اب یہ بھی دیکھئے کہ صاحب تقویت الایمان نے جو حدیث لکھی ہے محدثین اس کے معنی کیا بتاتے ہیں امام ابن حجر صواعق محرقہ صفحہ ۹۲ میں لکھتے ہیں:

وَجْهٌ عَدَمُ الْمُنَافَاةِ كَمَا قَالَ الْمُحِبُّ الطَّبْرِيُّ وَغَيْرُهُ مِنَ الْعُلَمَاءِ أَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَمْلِكُ لَأَحَدٍ شَيْئًا لَا نَفْعًا وَلَا ضَرًّا وَلَكِنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ يَمْلِكُكَ نَفْعَ اقْرَابِهِ بَلْ وَجَمِيعِ أُمَّتِهِ بِالشَّفَاعَةِ الْعَامَّةِ وَالْخَاصَّةِ فَهُوَ لَا يَمْلِكُ إِلَّا مَا يَمْلِكُكَ مَوْلَاهُ كَمَا أَشَارَ إِلَيْهِ بِقَوْلِهِ غَيْرَ أَنْ لَكُمْ رَحْمًا سَابِلُهَا بِلَا لَهَا وَكَذَا مَعْنَى قَوْلِهِ لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا أَيْ بِمَجَرَّدِ نَفْسِي مِنْ غَيْرِ مَا يَكُرُّ مَنِي بِهِ اللَّهُ مِنْ نَحْوِ شَفَاعَةٍ أَوْ مَغْفِرَةٍ وَخَاطِبُهُمْ بِذَلِكَ رِعَايَةً لِمَقَامِ التَّخْوِيفِ وَالْحَثِّ عَلَى الْعَمَلِ وَالْحِزْصِ أَنْ يَكُونُوا أَوْلَى النَّاسِ حِظًّا فِي تَقْوَى اللَّهِ وَخَشْيَتِهِ ثُمَّ أَوْمَأَ إِلَى حَقِّ رَحْمَتِهِ إِشَارَةً إِلَى ادْخَالِ نَوْعِ ظَمَائِنِيَّةِ عَلَيْهِمْ وَقِيلَ هَذَا قَبْلَ عِلْمِهِ بِأَنَّ الْأَنْتِسَابَ إِلَيْهِ يَنْفَعُ وَبِأَنَّهُ يَشْفَعُ فِي ادْخَالِ قَوْمِ الْجَنَّةِ بَعْدَ حِسَابٍ وَرَفْعِ دَرَجَاتِ الْآخَرِينَ وَإِخْرَاجِ قَوْمٍ مِنَ النَّارِ يَعْنِي حَدِيثَ لَا أَمْلِكُ لَكُمْ وَأَمْثَالِهِ۔ اور حدیث شفاعت میں کوئی منافات نہیں اس کی وجہ جیسی کہ محب طبری وغیرہ اجلہ علماء نے فرمائی یہ ہے کہ حضور ﷺ خود کسی کے لئے کسی شے کے مالک نہیں نہ نفع



کے نہ ضرر کے لیکن اللہ عزوجل آپ کو آپ کے اقارب بلکہ تمام امت کے نفع کا مالک بنائے گا۔ شفاعت عامہ و خاصہ کے ساتھ تو آپ مالک ہوں گے مگر اپنے مولیٰ کے مالک بنانے سے جیسا کہ حضور نے اپنے غَیْرِ اَنْ لِّکُمْ رَحْمًا سے اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے اسی طرح آپ کا یہ ارشاد لَا اُغْنِی عَنْکُمْ اس کے یہ معنی ہیں کہ میں تم کو محض اپنی ذات سے اللہ کے عذاب سے بے نیاز نہیں کر سکتا بغیر اس کے اللہ تعالیٰ مجھ پر یہ اکرام فرمائے اور شفاعت و مغفرت وغیرہ کرامت کرے حضور ﷺ نے یہ مخاطبوں سے اس لئے فرمایا کہ آپ کو مقام تخویف کی رعایت اور عمل پر ترغیب منظور تھی اور یہ خواہش تھی کہ اہل بیت و اقارب تقویٰ و خشیت الہی میں اوروں سے اعلیٰ و اولیٰ ہوں پھر حق رحم کی طرف اشارہ فرما کر ان کے دلوں کو اطمینان بھی بخشا۔ بعض علماء نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ حضور نے پہلے فرمایا تھا اس کے بعد حضور کو اس کا علم دیا گیا کہ آپ کے ساتھ نسبت رکھنا آخرت میں نافع ہو گا اور یہ کہ آپ مقبول الشفاء ہیں ایک گروہ کو اپنی شفاعت سے بغیر حساب کے جنت میں داخل کریں گے ایک کے درجے بلند کرائیں گے ایک قوم کو دوزخ سے نکالیں گے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شریف جلد رابع صفحہ ۲۹۲ میں فرماتے ہیں: ما لکم نیستمر مرثاراً از عذاب خدا چیزے را یعنی بے اذن او امر او قدرت تصرف و دخل دران نباشد۔ اس سے بھی ظاہر ہے کہ نفی اختیار ذاتی کی ہے نہ کی عطائی کی۔ اس سے چند سطر بعد حضرت شیخ نے فرمایا: وایں غایت تخویف و انذار و مبالغہ دراست والا فضل بعضے ازیں مذکورین و در آمدن ایشان بہشت را و شفاعت آن سرور عصاة امت را چہ جائے اقربا و خویشاں دے با حدیث صحیح ثابت شدہ است۔ حضرت خاتون جنت پر دوزخ کی آگ حرام ہے۔ چنانچہ یہ مضمون طبرانی کی حدیث میں بھی مذکور ہے جو بحوالہ صواعق محرقة نقل کی گئی اور وہابیہ کی مستند و معتمد کتاب مظاہر حق ترجمہ مشکوٰۃ شریف جلد ۴ صفحہ ۳۰۹

میں لکھا ہے کہ فاطمہ زہرا کہ جگر گوشہ حضرت کی اور سیدہ نساء عالم کی ہیں اور آگ دوزخ کی ان پر حرام ہوئی۔ تو ان کو آتش دوزخ کے خوف لانے کا مقصد صاف ظاہر ہے کہ گناہگار امت کو خوف دلانا منظور ہے مظاہر الحق کے اسی صفحہ میں لکھا ہے اور اس حدیث میں نہایت ڈر دلانا اور مبالغہ ہے۔ والا فضیلت ان مذکورین سے اور داخل ہونا ان کا بہشت میں اور شفاعت آن سرور کی گناہگار ان امت کے لئے چہ جائے اقرباء حضرت کے لئے صحیح حدیثوں سے ثابت ہے۔ اب ثابت ہو گیا کہ حدیث لَا اُغْنِی عَنْکَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا کو انکار شفاعت کی دلیل بتانا باطل اور احادیث و شروح احادیث کے خلاف ہے۔

## تقویت الایمان کی بد عقیدگیوں گستاخیوں گمراہیوں کے چند نمونے

شان الہی میں وہابیہ کے ناپاک عقیدے

(۱) تقویت الایمان صفحہ ۲۳ غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو جب چاہے کر لیجئے۔ یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے۔ اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا علم لازم و ضروری تو ہے نہیں بلکہ ممکن و اختیاری ہے چاہے دریافت کر لے چاہے جاہل رہے۔ یہ عقیدہ کفر ہے۔ عالمگیری جلد ۲ صفحہ ۵۸ میں ہے: يَكْفُرُ اِذَا وَصَفَ اللّٰهُ تَعَالٰی بِمَا لَا يَلِيْقُ بِهِ اَوْ نَسَبَهُ اِلَى الْجَهْلِ اَوْ الْعَجْزِ اَوْ النَّقْصِ اَوْ مَخْرَا

یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کی ایسی شان بیان کرے جو اس کے لائق نہیں یا اس کو مجز یا جمل یا نقص کی طرف نسبت کرے وہ کافر ہے۔



(۲) تقویت الایمان کی عبارت کا صاف مطلب یہ ہے کہ معاذ اللہ حق تعالیٰ کو غیب کا علم ابھی تک تو ہے نہیں ہاں اختیار ہے کہ جب چاہے دریافت کر لے تو علم الہی قدیم نہ ہوا یہ کفر ہے۔ عالمگیری جلد ۲ صفحہ ۲۶۳ لَوْ قَالَ ۱۔ علم خدائے قدیم نیست یکفراہ ملخصاً۔

(۳) علم الہی کا عطائی ہونا تقویت الایمان صفحہ ۱۰ پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدے سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔

ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا علم اوروں کیلئے ماننا جب ہی شرک ہوگا جبکہ خدا کا علم بھی کسی کا دیا ہوا مانا جائے۔ چنانچہ اسی تقویت میں اس سے چند سطر اوپر اشراک فی العلم کے معنی میں لکھا ہے۔ یعنی اللہ کا سا علم اور کو ثابت کرنا اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے کہ اس کا کوئی کمال غیر سے حاصل کیا ہو۔ اللہ تعالیٰ کی جناب میں ایسا عقیدہ رکھنا کفر ہے۔

(۴) قدرت الہی کو عطائی ٹھہرانا۔ تقویت الایمان ص ۱۱ 'خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے اس کو ایسی قدرت بخشی ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ خدا کی عطا کی ہوئی قدرت ماننے سے شرک ثابت ہونے کے یہ معنی ہیں کہ معاذ اللہ اس کی قدرت بھی کسی کی دی ہوئی ہے یہ عقیدہ کفر ہے کیونکہ اس سے باری تعالیٰ کے علم و قدرت کا حادث اور کمسب من الغیر ہونا لازم ہوتا ہے۔ فقہ اکبر صفحہ اول میں ہے: مَنْ ۲۔ قَالَ أَنَّهَا مَخْلُوقَةٌ أَوْ مُحَدَّثَةٌ أَوْ وَقَفَ فِيهَا أَوْ شَكَّ فَهُوَ كَافِرٌ بِاللَّهِ تَعَالَى نِزَاسِی مِیں فرمایا۔ یَعْلَمُ لَا كَعِلْمِنَا وَیَقْدِرُ لَا كَقَدْرَتِنَا یعنی اللہ تعالیٰ کا علم اور اس کی ذات ہمارے علم و قدرت کی طرح نہیں۔ علامہ علی قاری شرح فقہ اکبر صفحہ ۳ میں اس کے تحت فرماتے ہیں:

۱۔ جو کہے کہ خدا کا علم قدیم نہیں وہ کافر ہو جاتا ہے۔

۲۔ جو صفات الہی کو حادث و مخلوق بتائے یا اس میں توقف و شک کرے وہ کافر ہے۔

لَا نَقْدِرُ إِلَّا عَلَى بَعْضِ الْأَشْيَاءِ بِالْإِقْدَارِ ذَلِكَ الْمِقْدَارُ أَيْضًا بِالْأَلَاتِ وَالْأَعْوَانِ وَالْأَنْصَارِ۔

(۵) اللہ تعالیٰ کو مکار بتانا معاذ اللہ۔ تقویت الایمان صفحہ ۵۲ سو اللہ کے مکر سے ڈرا چاہئے کیا نابکار نے گستاخی کی ہے۔ جاہل سے جاہل بھی ایسی ہے ادبی کی جرات نہ کرے گا۔ یہ ہے بے دین کا ایمان اور یہ گستاخیاں دیکھتے ہوئے بھی دل کے اندھے اسی کا اتباع کئے جاتے ہیں اور اس کی طرفداری میں اپنا دین برباد کرتے ہیں۔ شان الہی میں ایسے کھلے ناقص کلمہ کو دیکھ کر ان کا دل بیزار نہیں ہوتا ۲۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ۔

(۶) خدا کو قانون کی بے قدری کا خوف (معاذ اللہ) تقویت الایمان صفحہ ۷۳ بادشاہ کے دل میں اس پر ترس آتا ہے مگر آئین بادشاہت کا خیال کر کے بے سبب درگزر نہیں کرتا کہ کہیں لوگوں کے دلوں میں اس آئین کی قدر نہ گھٹ جائے تو کوئی امیر و وزیر اس کی مرضی پا کر اس تقصیر وار کی سفارش کرتا ہے اور بادشاہ اس امیر کی عزت بڑھانے کو ظاہر میں اس کی سفارش کا نام کر کے اس پر چور کی تقصیر معاف کر دیتا ہے (الی ان قال) سو اللہ کی جناب میں ایسی قسم کی شفاعت ہو سکتی ہے۔ دیکھئے کیسی کھلی بے ایمانی ہے اللہ تعالیٰ پر ترس آنا قانون کی بے قدری سے ڈرنا۔ ظاہری دکھاوے کے لئے سفارش کا نام کرنا

۲۔ آیہ وَ مَكْرُوهًا وَمَكْرُوهًا لِّلَّهِ وَغَيْرَ هَآئِهِ اس لفظ کے جواز پر استدلال نہیں کر سکتے کیونکہ اردو میں مکر قبیح معنی ہی میں مستعمل ہوتا ہے کسی اچھے معنی میں نہیں بولا جاتا بخلاف عربی کے کہ اس میں اس کے دو معنی ہیں ایک اچھے ایک برے۔ مفردات راغب صفحہ ۸۷ میں ہے: وَذَلِكَ ضَرِبَانِ مَكْرٍ مَحْمُودٍ وَذَلِكَ أَنْ يَتَحَرَّى فِذَلِكَ فِعْلًا جَمِيلًا وَ عَلَى ذَلِكَ قَالَ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ وَمَعْدُومٌ وَهُوَ أَنْ يَتَحَرَّى بِهِ فِعْلًا قَبِيحًا عِلَافَةً بِرِيسِ لَفْظِ مَكْرٍ كَمَا مَفْسَرِينَ نَعْنِي تَشَابُهَاتِ مِیں سے قرار دیا ہے تفسیر کبیر جلد ۱ صفحہ ۶۸۸ میں ہے الْمَكْرُ فِي حَقِّهِ مِنَ التَّشَابُهَاتِ وَ مُتَبَايِنٌ جَوَازِ اِطْلَاقِ كِي دَلِيلِ قَرَارِ دِينًا بِاطْلٍ بَعْدَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ أَوْ مَدَّ ظُلْمَ الْعَالِي۔



کیسے کیسے عیوب لگائے تعالیٰ اللہ عن ذلک علواً کبیراً حضرت قدیر قدوس جل شانہ کو بھی بے دینوں نے اپنے اوپر قیاس کیا کہ وہ ایک مجبور انسان کی طرح ترس کھاتا ہے۔ قانون کی بے قدری سے ڈرتا ہے ظاہر داری کے لئے دوسرے کا نام کر دیتا ہے۔ معاذ اللہ شرح فقہ اکبر صفحہ ۴۲ میں ہے۔ اِنَّهُ لَیْسَ كَالْاَشْیَاءِ الْمَخْلُوقَةِ ذَاتًا وَصِفَةً كَمَا یُنْشِئُ اِلَیْهِ قَوْلُهُ سُبْحَانَهُ لَیْسَ كَمِثْلِهِ شَیْءٌ۔

خدا کے لئے مور چھل اور شامیانہ دیکھو تقویت الایمان صفحہ ۱۲ ان کی قبر کو بوسہ دیوے مور چھل جھلے اس پر شامیانہ کھڑا کرے الی ان قال اس پر شرک ثابت ہوتا ہے اور شرک کی تعریف تقویت الایمان صفحہ ۸ میں یہ لکھی:

جو چیزیں اللہ نے اپنے واسطے خاص کی ہیں اور اپنے بندوں کے ذمہ نشان بندگی ٹھہرائی ہیں وہ چیزیں اور کسی کے واسطے کرنی۔

کیا وہابیہ نے اپنے خدا کے لئے کوئی قبر تجویز کر لی ہے جس کو بوسہ دینا اور اس پر مور چھل جھلنا اور شامیانہ کھڑا کرنا اس نے اپنے لئے خاص کیا ہو اور اپنے بندوں پر نشان بندگی ٹھہرایا ہو۔ وہ خدا کسی مجسم کو مانتے ہیں جس پر مور چھل جھلنا اور شامیانہ کھڑا کرنا نشان بندگی ہے اور یہ نشان بندگی وہابیہ کس تیرتھ میں جا کر ادا کرتے ہیں۔ یہ ہے وہابیہ کی نظر میں خدا کی عظمت و شان لا حول ولا قوہ الا باللہ کیوں وہابیو اس کو بھی کفر نہ کہو گے یہی تمہارا ایمان ہے۔

(۸) خدا کا شریک ٹھہرانے سے صرف چالیس دن کی عبادت کا نقصان تقویت الایمان صفحہ ۵۹ میں مشکوٰۃ شریف کی ایک حدیث نقل کی ہے۔ مَنْ اَتَى عَرَافًا فَسَأَلَهُ عَنْ شَیْءٍ لَا یَقْبَلُ لَهُ صَلَاةَ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا اس سے قطع نظر کی حدیث کے لفظ بدل ڈالے لَمْ یَقْبَلْ کما لا یقبل کر دیا اربعین لیلہ کا اربعین یوماً بنا دیا۔ اور اس سے بھی قطع نظر کیجئے کہ

یعنی اللہ تعالیٰ اپنے ذات و صفات میں مخلوقات کے مثل نہیں یہ مضمون قرآن پاک کی اس آیت سے مستفاد ہوتا ہے لیس کمثلہ شئی اس کی مثل کوئی شے نہیں۔

حدیث وارد ہوئی تھی کاہن و منجم کے حق میں مجمع البحار جلد ۲ صفحہ ۳۷۳ میں ہے: اَلْعَرَّافُ هُنَا الْمُنْجِمُ اَوْ الْحَازِی الَّذِی یَدْعِیْ عِلْمَ الْغَیْبِ وَهُوَ قِسْمُ الْكُهَّانِ۔ یعنی عراف سے یہاں وہ نجومی و کاہن مراد ہے جو علم غیب کا دعویٰ کرتا ہو خود صاحب مشکوٰۃ اس حدیث کو باب الکلمات میں لائے باوجود اس کے تقویت الایمان والے نے اصحاب کشف و استخارہ کو بھی اس میں داخل کر دیا چنانچہ صفحہ ۶۰ پر لکھا اور کشف و استخارہ کا بیان ہم صفحہ ۲۴۶ میں لکھ آئے ہیں۔

استخارہ مسنون ہے اور کشف اہل اللہ کے لئے احادیث سے ثابت ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مدینہ طیبہ میں خطبہ فرماتے ہوئے نہاوند میں اپنے لشکر کا حال ملاحظہ فرمایا اور اثنائے خطبہ میں یَا سَارِیۃَ الْجَبَلِ فرما کر مدد فرمائی (رواہ ابن عمر۔ مشکوٰۃ شریف باب الکرامات صفحہ ۵۴۶) اس حدیث کے حاشیہ میں مرقاة سے منقول ہے۔ وَفِیْهِ اَنْوَاعٌ مِنَ الْكِرَامَةِ لَهُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ كَشَفُ الْمَعْرَکَةِ وَاِیْضًا صَوْتُهُ وَاسْمَاعُ كُلِّ مِنْهُمْ بِصَبْحَةٍ وَفَتْحُهُمْ وَنُصْرَتُهُمْ بِبَرْکَتِهِ یعنی اس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کئی کرامتیں ہیں ایک تو معرکہ کے حال کا کشف دوسرے وہاں تک آواز پہنچا دینا تیسرے ہر ایک کا وہ آواز سن لینا چوتھے آپ کی برکت سے لشکر اسلام کا فتیحات ہونا اس کے علاوہ بکثرت احادیث سے اہل اللہ کے لئے کشف ثابت ہے بد نصیب نے اہل اللہ کو مشرک بنا ڈالا کہ تقویت الایمان کے صفحہ ۶۰ میں لکھا ہے۔

یعنی جو کوئی غیب کی بات بتانے کا دعویٰ رکھتا ہے اس کے پاس جو کوئی جا کر پوچھے تو اس کی عبادت چالیس دن تک مقبول نہیں ہوتی کیونکہ اس نے شرک کی بات کی۔ اہل اللہ کو

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۴۸) چونکہ لیلہ کا لفظ محتمل تھا کہ مراد نماز تہجد ہو جیسا کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے شرح میں فرمایا وبعثتم کہ مراد نماز شب دارند کہ نماز تہجد ست (اشد المعات جلد ۳ صفحہ ۵۲۴) اس لئے بجائے لیلہ کے یوماً بنا دیا تاکہ یہ احتمال نہ رہے اور نماز ۶ بجگانہ پر حدیث حمل کی جاسکے۔



مشرک بنانا تو اس شخص کی عادت ہی ہے یہاں دکھانا یہ مقصود ہے کہ شرک قرار دیتے ہوئے اس کی سزا صرف چالیس روز کی عبادت کا نامقبول ہونا۔ وہ بھی اتنا کہ فرض ادا بھی ہو جائے جیسا کہ مجمع البحار میں ہے: وَعَدَمُ قَبُولِ صَلَاتِهِ عِبَادَةً عَنْ عَدَمِ الثَّوَابِ لَا عَنْ وَجُوبِ الْقَضَاءِ تو اس شخص کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا صرف یہ مرتبہ ہے کہ اس کے ساتھ شرک کرنے سے فقط چالیس روز کی نمازیں بے نور ہو جاتی ہیں۔ قضا تک لازم نہیں آتی یہ ہے وہابیہ کے دلوں میں خداوند عالم کی عظمت لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ۔

## قرآن پاک کے متعلق وہابیہ کا عقیدہ

تقویت الایمان میں قرآن پاک کے کتاب الہی ہونے پر بھی حملہ کر دیا۔ انبیاء و اولیاء کی عداوت اس قدر دل میں ہے کہ کتاب اللہ کی عظمت کا بھی لحاظ نہ رہا۔ انبیاء کی شان میں لکھا ہے۔

اس کے دربار میں ان کا تو یہ حال ہے کہ جب وہ کچھ حکم فرماتا ہے وہ سب رعب میں آکر بے حواس ہو جاتے ہیں اور ادب اور دہشت کے مارے دوسری بار اس بات کی تحقیق اس سے نہیں کر سکتے بلکہ ایک دوسرے سے پوچھتا ہے اور جب اس بات کی آپس میں تحقیق کر لیتے ہیں سوائے آمنا صدقنا کے کچھ نہیں کہہ سکتے (تقویت الایمان صفحہ ۳۴) جب انبیاء کا یہ حال ہے کہ معاذ اللہ وہ رعب سے بے حواس ہو جاتے ہیں کلام سمجھ نہیں سکتے۔ دوبارہ دریافت نہیں کر سکتے۔ آپس میں ایک دوسرے سے پوچھ کر آمنا صدقنا کر لیتے ہیں۔ یہ بات ہی مشورہ ہوا کلام الہی نہ ہوا کیونکہ کلام الہی تو بے حواسی میں سمجھا نہیں دوبارہ دریافت نہ کیا۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ یہ ہے بے دینوں کا ایمان اگر آج آریوں یا عیسائیوں کی نظر اس کتاب پر پڑے تو وہ اسلام اور کتاب الہی پر کیسے حملے کریں۔ یہ ستم کہ ظالم نے یہ مضمون ایک آیت کے تحت میں لکھا جس سے لوگ یہ سمجھیں کہ شاید یہ

وہابی جو تقویت الایمان پر ایمان رکھتے ہیں وہ کس منہ سے قرآن پاک کو کلام الہی کہیں گے۔

مضمون آیت ہی میں آیا ہے یہ طرفہ فریب کاری ہے نہ آیت میں انبیاء و اولیاء کی طرف اس مضمون کی نسبت نہ کہیں بے حواس ہونے کا ذکر نہ دوبارہ دریافت کرنے سے قاصر ہونے کا بیان یہ سب باتیں صاحب تقویت الایمان نے دل سے تراشیں۔

## ایمان کے متعلق وہابیہ کے اعتقاد

وہابیہ کے نزدیک ایمان مرکب ہے اس کے دو جزو ہیں توحید اور اتباع سنت یعنی عمل داخل ایمان ہے۔ تقویت الایمان میں لکھا ہے ایمان کے دو جزو ہیں خدا کو جاننا اور رسول کو رسول سمجھنا اور خدا کو خدا سمجھنا۔ اسی طرح ہوتا ہے کہ اس کا شریک کسی کو نہ سمجھے اور رسول کو رسول سمجھنا اس طرح ہوتا ہے کہ اس کے سوائے کسی کی راہ نہ پکڑے<sup>۲</sup>۔ اس پہلی بات کو توحید کہتے ہیں۔ اور اس کے خلاف کو بدعت سو ہر کسی کو چاہئے کہ توحید اور اتباع سنت کو خوب پکڑے اور شرک و بدعت سے بہت بچے کہ یہ دو چیزیں اصل ایمان میں خلل ڈالتی ہیں۔ اس عبارت میں ایمان کی دو جزو بتائے توحید اور اتباع سنت اور ان دونوں کو ایک درجہ میں رکھا۔ اتباع سنت عمل کے قبیل سے ہے اس کو بھی توحید کی طرح داخل ایمان کیا اور شرک و بدعت کو ایک درجہ میں رکھا کہ جس طرح شرک سے اصل ایمان میں خلل آتا ہے اسی طرح بدعت سے بھی ایمان جاتا رہتا ہے۔ یہ اہل سنت کا مذہب نہیں بلکہ خوارج و معتزلہ کا مذہب ہے اور بکثرت آیات قرآنیہ

۲۔ صحابہ کی نہ تابعین کی نہ آئمہ کی نہ مجتہدین کی نہ مومنین صالحین کی اس سے تہ صحابہ کا اتباع بھی بدعت ہوا اور بدعت قرون ثلاثہ میں جا پہنچی۔

۳۔ نیز تقویت الایمان ص ۵ میں پیروں پیغمبروں کو مشکل کے وقت پکارنا ان سے مرادیں مانگنا، ختمیں ماننا نذر و نیاز کرنا عبد النبی وغیرہ نام رکھنا شرک بتایا باوجودیکہ یہ تمام اعمال کے قبیل سے ہیں اور طرفہ یہ کہ اعتقاد و اقرار کا بالکل اعتبار نہ کیا چنانچہ ص ۶ میں لکھا کہ وہ عقیدہ یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ہم ان کو اللہ ہی کا بندہ اور اسی کا مخلوق سمجھتے ہیں اس کو خرافات کہا اور اس اعتقاد کے صرف عمل پر مسلمانوں کو مشرک بنانا الا اس سے صاف ظاہر ہے کہ صاحب تقویت الایمان کے نزدیک عمل



کے خلاف ہے۔ شرح عقائد مطبوعہ مطبع محمدی صفحہ ۷۰ میں ہے: الْكِبِيرَةُ لَا تُخْرِجُ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ مِنَ الْإِيمَانِ لِبَقَاءِ التَّصَدِيقِ الَّذِي هُوَ حَقِيقَةُ الْإِيمَانِ خِلَافًا لِلْمُعْتَزِلَةِ حَيْثُ زَعَمُوا أَنَّ مُرْتَكِبَ الْكِبِيرَةِ لَيْسَ بِمُؤْمِنٍ وَلَا كَافِرٍ هَذَا هُوَ لِمَنْزِلَةِ بَيْنِ الْمَنْزِلَتَيْنِ بِنَاءً عَلَى أَنَّ الْأَعْمَالَ عِنْدَهُمْ جُزْءٌ مِنْ حَقِيقَةِ الْإِيمَانِ وَلَا تُدْخِلُهُ أَى الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ فِي الْكُفْرِ خِلَافًا لِلْخَوَارِجِ فَإِنَّهُمْ ذَهَبُوا إِلَى أَنَّ مُرْتَكِبَ الْكِبِيرَةِ بَلِ الصَّغِيرَةِ أَيْضًا كَافِرٌ۔ شرح فقہ اکبر صفحہ ۲۰۷ میں ہے: تَرْكُ الطَّاعَاتِ بِالْكُلِّيَّةِ وَارْتِكَابُ السَّنِيَّاتِ بِاسْرِهِا لَا يُخْرِجُ الْمُؤْمِنَ عَنِ الْإِيمَانِ عِنْدَ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ بِخِلَافِ الْخَوَارِجِ وَالْمُعْتَزِلَةِ۔ اب ثابت ہو گیا کہ مذہب اہل سنت یہ ہے کہ اعمال ایمان کا جز نہیں اعمال کو ایمان کا جزو قرار دینا خوارج اور معتزلہ کا مذہب ہے۔ جمہور کے نزدیک رکن ایمان صرف تصدیق ہے اور اقرار دنیا میں اجرائے احکام کے لئے شرط بعض علماء کے نزدیک ایمان تصدیق و اقرار کا نام ہے مگر اقرار محتمل السقوط ہے جیسا کہ حالت بکم واکراہ میں شرح عقائد ص ۷۷ میں ہے: هَذَا الَّذِي ذَكَرَهُ مِنْ أَنَّ الْإِيمَانَ هُوَ التَّصَدِيقُ وَالْإِقْرَارُ مَذْهَبُ بَعْضِ الْعُلَمَاءِ وَهُوَ اخْتِيَارُ الشَّمْسِ الْأَثَمَةِ وَفَخَرِ الْإِسْلَامِ وَذَهَبَ جُمْهُورُ الْمُحَقِّقِينَ إِلَى أَنَّهُ هُوَ التَّصَدِيقُ بِالْقَلْبِ وَأَمَّا الْإِقْرَارُ شَرْطُ اجْزَاءِ الْأَحْكَامِ فِي الدُّنْيَا لَمَّا أَنَّ التَّصَدِيقَ بِالْقَلْبِ أَمْرٌ بَاطِنٌ لَا بُدَّ لَهُ مِنْ عَلَامَةٍ فَمَنْ صَدَّقَ بِقَلْبِهِ وَلَمْ يُقَرَّرْ بِلِسَانِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ عِنْدَ اللَّهِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ مُؤْمِنًا فِي أَحْكَامِ الدُّنْيَا۔ یہ بھی قابل لحاظ ہے کہ ایمان کے دو جزو کہیں قرآن و حدیث میں تو آئے نہیں خدا اور رسول ﷺ نے بتائے نہیں تو بقول صاحب تقویت الایمان کے بدعت اور اصل ایمان میں خلل ڈالنے والے ہوئے۔ وہابیو سنبھالو تو اپنے پیشوا کا ایمان۔

وہابیہ کے نزدیک ایمان صرف خدا کو جاننے اور رسول کو رسول ۲؎ سمجھنے کا نام ہے

(القیہ حاشیہ صفحہ ۱) حقیقت ایمان میں داخل ہے یہ خارجیوں کا مذہب ہے نہ اہل سنت کا۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

پس یہی ان کے نزدیک ایمان اس کی حقیقت ہے نہ اعتقاد کی ضرورت نہ اقرار کی حاجت ایسا ایمان تو یہود و نصاریٰ بھی رکھتے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے اس کو ایمان قرار نہ دیا۔ سورہ انعام میں فرمایا: الَّذِينَ اتَّيْنَهُمُ الْكِتَابُ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ آبْنَاءَهُمْ يَهُدَىٰ هُمْ بِهِ إِلَىٰ كِتَابِ اس نَبِيِّ (ﷺ) کو ایسا پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کہ علم علماء یہود سے تھے جب مشرف باسلام ہوئے اس آئیہ کریمہ کو سن کر عرض کیا یا رسول اللہ واللہ ہم حضور کو اپنے بیٹوں سے زیادہ پہچانتے تھے۔ بیٹے میں احتمال ہے شاید عورت نے خیانت کی ہو اور حضور کی رسالت میں کوئی شک نہ تھا۔ مولیٰ تعالیٰ فرماتا ہے: جَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنْفُسُهُمْ۔ جان بوجھ کر مکرے اور دلوں میں خوب یقین تھا۔ دوسری جگہ ارشاد فرمایا: وَقَدْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ۔ اور بیشک اس نبی کے ظہور سے قبل لڑائیوں میں ان کے صدقہ سے کافروں پر فتح مانتے تھے کہ الیٰی اس نبی آخر الزمان کا صدقہ ہمیں ان پر فتح دے پھر جب وہ جانا پہچانا نبی تشریف لایا منکر ہو بیٹھے تو اللہ کی لعنت ان کافروں پر ان آیات سے ثابت ہے کہ خدا کو اور رسول کو جاننا صرف اتنا ہی ایمان نہیں جانتے تو یہود و نصاریٰ بھی تھے مگر قرآن کریم کی متعدد آیات میں باوجود اس کے

چنانچہ تقویت الایمان ص ۳ میں ہے ایمان کی دو جزو ہیں خدا کو جاننا اور رسول کو رسول سمجھنا سمجھنے پر ہی دار و مدار ہے اور سمجھنا یہیں ختم ہو گیا۔ اب قرآن شریف ملائکہ جنت نار حشر باقی انبیاء و مرسلین کتب سابقہ وغیرہ کسی کو کچھ سمجھے یا نہ سمجھے وہابیہ کے نزدیک مومن ہو چکا ظالم کو آہستہ باللہ بھی یاد نہ تھی یا اس کو بھی نہ مانتا ہو جیسا کہ اس نے تقویت الایمان صفحہ ۱۶ میں لکھا کہ اللہ کو ماننے اور اس کے سوا کسی کو نہ ماننے صفحہ ۸ میں لکھا کہ اوروں کو ماننا محض خبط ہے اور بھی کئی جگہ یہ مضمون لکھا تو قرآن ملائکہ جنت و دوزخ حشر و نشر کتب سابقہ و انبیاء سابقین کے ماننے کا تو انکار کر ہی دیا ساتھ ہی محبوب خدا محمد مصطفیٰ ﷺ کے ماننے کا بھی انکار کر دیا حضور بھی اللہ کے سوا میں داخل ہیں تو اب حضور کا ماننا کس طرح داخل ایمان ہو سکتا ہے۔ یہ عجیب طرح کا ایمان ہے کہ جس کا ماننا اس میں داخل ہو اسی کا ماننا خبط بھی بتایا جائے۔



انہیں کافر فرمایا۔ یہ ہے وہابیہ کا ایمان اللہ کی پناہ۔

(۳) وہابیہ کے نزدیک دنیا میں کوئی ایماندار باقی نہ رہا۔ تقویت الایمان صفحہ ۵۰ حدیث

مشکوٰۃ کے ترجمہ میں لکھا۔

پھر بھیجے گا اللہ ایک باؤ اچھی سو جان نکال لے گی جس کے دل میں ہو گا ایک رائی کے دانہ بھر ایمان سو رہ جائیں گے وہی لوگ کہ جن میں کچھ بھلائی نہیں سو پھر جاویں گے اپنے باپ دادوں کے دین پر۔ پھر اس کے فائدہ میں لکھا۔ پھر اللہ آپ ایسی ایک باؤ بھیجے گا کہ سب اچھے بندے جن کے دل میں تھوڑا سا بھی ایمان ہو گا مر جاویں گے۔ اس کے بعد اسی صفحہ میں لکھا۔ سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا۔ یعنی وہ ہوا چل گئی اور روئے زمین پر کوئی ایماندار اتنا بھی نہ رہا جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان سب بے ایمان ہی رہ گئے اس میں وہ خود بھی داخل ہے اور اس کے تمام ماننے والے بھی سارے وہابی تفویت الایمان کے اس حکم سے کافریت پرست ہوئے اس قول پر دو وجہ سے کفر لازم ہے۔ ایک تو اس لئے کہ اپنے کفر کا اقرار کفر ہے۔ فتاویٰ عالمگیری طبع مصر ۱۳۱۰ھ جلد ۲ صفحہ ۷۹ میں ہے: مُسْلِمٌ قَالَ أَنَا مُلْحِدٌ يَكْفُرُ وَلَوْ قَالَ مَا عَلِمْتُ أَنَّهُ كَفَرٌ لَا بُعْدَ لَهُذَا۔ مسلمان اپنے ملحد ہونے کا اقرار کرے تو کافر ہو جاتا ہے اور اگر کہے کہ میں نہ جانتا تھا کہ یہ اقرار کفر ہے تو یہ عذر نہ سنا جائے گا۔ دوسری وجہ یہ کہ تمام امت کو کافر بتانا کفر ہے۔ شفا شریف صفحہ ۳۶۲ میں ہے: نَقْطَعُ بِكَ كُفْرَ كُلِّ قَانِلٍ قَالَ قَوْلًا يَتَوَصَّلُ بِهِ إِلَى تَضَلُّلِ الْأُمَّةِ هُوَ أَيْسَى بَاتِ كَمَنْ جَسَّ سَمًّا كَوْنَهُ نَهْرًا يَنْهَرُ فِي رَأْسِ الْأُمَّةِ اس کے کفر میں شبہ نہیں۔

فریب کاری یہ ہے کہ حدیث شریف میں وارد ہوا تھا کہ ہوا دجال کے نکلنے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کے بعد آئے گی۔ تفویت الایمان صفحہ ۵۵ میں بھی یہ حدیث نقل کر کے ان لفظوں میں ترجمہ لکھا تھا نکلے گا دجال سو بھیجے گا اللہ ایک باؤ ٹھنڈی شام کی طرف سے تو نہ باقی رہے گا کوئی کہ اس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہو مگر کہ مار ڈالے گی۔ مار باوجود اس کے لکھ دیا۔ سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا یعنی وہ

ہو چل گئی۔ نہ دجال نکلا نہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نازل ہوئے اور ظالم نے اس ہوا کے چل جانے کا اپنی ہی طرف سے حکم لگا کر تمام دنیا کو بے دین قرار دے دیا

بزرگان دین اولیاء انبیاء ملائکہ اور سیدۃ الانبیاء کی نسبت وہابیہ کے اعتقاد اور تفویت الایمان کی گستاخیاں

(۱) تفویت الایمان صفحہ ۸ میں ہے۔ اس بات میں اولیاء و انبیاء میں اور جن و شیطان میں اور بھوت و پری میں کچھ فرق نہیں۔ صفحہ ۲۹۔ ان باتوں میں سب بندے بڑے اور چھوٹے برابر ہیں عاجز اور بے اختیار۔ صفحہ ۲۹۔ ان باتوں میں بھی سب بندے بڑے ہوں یا چھوٹے سب یکساں بے خبر ہیں اور نادان۔ صفحہ ۲۳، کسی نبی ولی کو جن و فرشتے کو پیر و شہید کو امام و امام زادے کو بھوت و پری کو اللہ صاحب نے یہ طاقت نہیں بخشی۔ تفویت الایمان میں اس طرح کی بہت عبارات ہیں جن میں مقبولان بارگاہ اور مقربین درگاہ کے ساتھ جن و شیطان بھوت و پری کو ملا کر ذکر کیا ہے اور سب کو عجز و بے اختیاری میں برابر اور بے خبری و نادانی میں یکساں بتایا اور فرق کا انکار کیا ہے اول تو سب کو آپس میں برابر کہنا غلط و باطل اور کذب خالص اور مخالف آیات قرآن ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَاۤ اَسۡتَوِیَ الَّذِیۡنَ یَعۡلَمُوۡنَ وَ الَّذِیۡنَ لَا یَعۡلَمُوۡنَ - تفویت الایمان والے کا انبیاء و اولیاء اور جن و شیطان میں فرق نہ ماننا اور سب کو بے خبری و نادانی میں یکساں کہنا ان آیات کی مخالفت ہے ایک اور آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مَا یَسۡتَوِی ۙ الْاَعۡمٰیؕ وَ الْبَصِیۡرُ ۚ وَ لَا الظُّلُمٰتُ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

۲۲۔ ووزخ والے اور جنت والے برابر نہیں۔ ۲۳۔ برابر نہیں وہ جو علم رکھتے ہیں اور جو علم نہیں۔ ۲۴۔ اندھا اور آنکھوں والا تاریکیاں اور نور اور سایہ اور تیز دھوپ برابر نہیں اور زندہ اور مردے برابر نہیں۔



وَلَا التَّوَرُّوْا وَلَا الظُّلُّ وَلَا الْحَزُوْرُ وَمَا يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَالْأَمْوَاتُ۔

علاوہ بریں مقبولوں کا مبغوضوں کے ساتھ ملا کر ذکر کرنا ہی بے ادبی و گستاخی ہے چہ جائیکہ انہیں یکساں بتانا۔ کیا کوئی شخص کہے کہ مخلوق ہونے میں مولوی اسماعیل دہلوی اور جن و شیطان بھوت پری میں کچھ فرق نہیں اس بات میں مولوی اسماعیل دہلوی اور کتے، سور، بلی، بندر سب یکساں اور برابر ہیں تو کیا یہ مولوی اسماعیل کی توہین نہ ہوئی ضرور ہوئی تو یہی کلمے انبیاء و اولیاء علیہم السلام کی شان میں لکھنا یقیناً گستاخی اور اہانت ہے اور انبیاء کی اہانت کفر ہے۔ اعلیٰ کے ساتھ ادنیٰ کو ایک حکم میں شامل کرنا اگرچہ دونوں کو برابر نہ کیا ہو وہ بھی اہانت ہے۔ شرح فقہ اکبر صفحہ ۲۲۳ میں ہے۔ وَلَوْ قَالَ بِاللَّهِ وَبِشَرَابٍ قَدَمَكَ كَفَرَ عِنْدَ الْكُلِّ یعنی اگر کسی نے کہا کہ اللہ کی اور تیرے قدموں کی خاک کی قسم تو کافر ہو گیا اس کی علت یہ تحریر فرمائی۔ فِی الْأَخِيرِ مَا يَشِيرُ إِلَى إِهَانَتِهِ تَعَالَى مصنف تفویت الایمان کا مقصد یہ ہے کہ وہ انبیاء اور سید انبیاء ﷺ کی شان میں بے ادبانہ گستاخانہ توہین کے کلمے لکھ کر ان کی عظمت دلوں سے نکالے یہاں تو اس نے ان کا ذکر شیطان اور بھوت و پری کے ساتھ ملا کر کیا اور مذکورہ بالا پہلی اور چوتھی عبارت میں اولیاء و انبیاء کے لفظ لکھے اور دوسری تیسری عبارت میں سب بندے بڑے کہہ کر ان کو مبارک ہستیوں کی طرف اشارہ کیا آئندہ بھی اس کی ایسی عبارتیں آئیں گی جن میں ایسے کلموں سے انبیاء علیہم السلام یا سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کرے گا۔

(۲) تفویت الایمان صفحہ ۳۶ کوئی بندگی کے رتبہ سے قدم باہر نہیں رکھ سکتا اور غلامی کی حد سے زیادہ نہیں بڑھ سکتا۔ سب نیک بد برابر کر دیئے۔ وجاہت خلعت محبوبیت اصطفاء اجتہاد بلکہ نبوت و رسالت تک تمام فضیلتیں کا عدم قرار دے دیں کیا یہ ساری تکرمیں برائے گفتن ہیں اور سب بندے اللہ کے نزدیک یکساں ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللَّهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ قرآن پاک میں تو محبوبان حق کے لئے فضائل و درجات ثابت کرتا ہے مگر تفویت الایمان والا سب کو برابر بتاتا ہے فرقہ جہمیہ کا بھی یہی عقیدہ ہے اور

اسی پر امیر عراق نے جعد بن درہم کو واسط میں علمائے دین کے فتویٰ سے قتل کیا۔ علامہ علی قاری شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۳۹ میں فرماتے ہیں: اَنْكَرَ الْجَهْمِيَّةُ الْحَقِيقَةَ الْمَحَبَّةَ مِنَ الْجَانِبَيْنِ رَغْمًا مِنْهُمْ اَنَّ الْمَحَبَّةَ لَا تَكُونُ اِلَّا لِمُنَاسَبَةِ بَيْنِ الْمُحِبِّ وَالْمُحْبُوْبِ وَاِنَّهٗ لَا مُنَاسَبَةَ بَيْنَ الْقَدِيْمِ وَالْحَادِثِ تُوجِبُ الْمَحَبَّةَ وَكَانَ اَوَّلُ مَنْ اَبْتَدَعَ هَذَا فِي الْاِسْلَامِ هُوَ الْجَعْدُنُ دِرْهَمٌ فِي اَوَّلِ الْمَائَةِ الثَّانِيَةِ فَضَحَّى بِهِ خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْقُسْرِيُّ اَمِيْرَ الْعِرَاقِ وَالْمَشْرِقِ بِوَاسِطٍ خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ ضَحُّوا تَقْبَلُ اللَّهُ ضَحَايَاكُمْ فَاِنَّهُ مُضَخٌّ بِالْجَعْدُنِ دِرْهَمٌ اِنَّهُ زَعَمَ اَنَّ اللَّهَ لَمْ يَتَّخِذْ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا ثُمَّ نَزَلَ فَذَبَحَهُ وَكَانَ ذَلِكَ بِفَتْوَى اَهْلِ زَمَانِهِ مِنْ عُلَمَاءِ الدِّينِ۔ صاحب تفویت الایمان انبیاء و اولیاء کی فضیلتیں مٹانے اور ان کی عظمت گھٹانے کے درپے ہے تمام کتاب ایسے مضامین سے بھری ہوئی ہے۔

تفویت الایمان صفحہ ۷۷: یعنی جو خوبیاں اور کمالات اللہ نے مجھ کو بخشے ہیں وہ سب رسول کہہ دینے میں آ جاتے ہیں کیونکہ بشر کے حق رسالت سے بڑا کوئی مرتبہ نہیں۔ رسول کہنے میں جو کمالات آ جاتے ہیں وہ یقیناً ہر رسول کے لئے حاصل ہیں تو تمام انبیاء علیہم السلام برابر ہو گئے۔ ان میں فرق مراتب و درجات نہ رہا یہ فضلنا بعضہم علی

یعنی جہمیہ نے خالق و مخلوق کے درمیان جانہیں سے محبت کی حقیقت کا انکار کیا یاں گمان کہ محبت کسی مناسبت سے ہوتی ہے جو محب و محبوب کے درمیان ہوا اور قدیم اور حادث کے درمیان کوئی مناسبت ایسی نہیں جو محبت کا سبب ہو سکے۔ دوسری صدی کے اول میں ایک شخص جعد بن درہم تھا جس نے اول یہ بدعت نکالی اس کو خالد بن عبد اللہ قسوی امیر عراق و مشرق نے واسط میں عید الضحیٰ کے روز ذبح کیا۔ اس امیر نے خطبہ میں کہا اے لوگو قربانی کرو۔ اللہ تمہاری قربانی قبول فرمائے۔ میں جعد بن درہم کی قربانی کروں گا جس نے گمان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل نہیں بنایا پھر امیر نے منبر سے اتر کر اپنے زمانہ کے علماء دین کے فتویٰ سے جعد بن درہم کو قتل کیا۔

اگر تمام کمالات رسول کے کہنے میں آ جاتے ہیں تو جدا جدا انبیاء علیہم السلام کے کمالات کا قرآن میں کیوں بیان کیا گیا۔ اور حضور کی نعت شریف سے قرآن شریف کیوں مامور ہے۔ کہیں بالمومنین



بعض کی کھلی مخالفت ہے اور حضور کے تمام فضائل و کمالات مخصوصہ جن میں آپ فرد ہیں اور جو قرآن و حدیث سے ثابت ہیں سب کا انکار ہے یہاں تو رسالت کے سوا حضور کے تمام فضائل و کمالات کا انکار کرتا ہے۔ اب یہ بھی دیکھئے کہ رسالت کی اس نے کیا قدر و منزلت رکھی ہے۔

تقویت الایمان صفحہ ۲۸:- انبیاء و اولیاء کو جو اللہ نے سب لوگوں سے بڑا بنایا ہے سو ان میں بڑائی یہ ہوتی ہے کہ اللہ کی راہ بتاتے ہیں۔ اور برے بھلے کاموں سے واقف ہیں سو لوگوں کو سکھاتے ہیں۔ صفحہ ۷۵ سب لوگوں سے امتیاز مجھ کو یہی ہے اللہ کے احکام سے میں واقف ہوں۔ رسالت کی ان نزدیک اتنی حقیقت ہے کہ رسول برے بھلے کاموں سے واقف ہوں اور لوگوں کو سکھاتے ہیں ایک مولوی کے برابر رہ گئے۔ سارے کمالات کا انکار تو رسالت کی آڑ میں کیا اور رسالت کو اس طرح بے قدر کیا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ علم و عصمت وغیرہ رسالت کے کمالات تو اڑا ہی گیا تھا۔ وحی آنا کتاب اترنا اور لزوم طاعت جس کا آیہ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ میں بیان ہے اس سے آنکھ بند کر لی اور حقیقت میں لزوم طاعت کا وہ معتقد بھی نہیں حتیٰ کہ کھانے پینے پہننے میں انبیاء کے حکم پر چلنا شرک سمجھتا ہے۔ دیکھو تقویت الایمان صفحہ ۱۳ اور کھانے پینے میں اس کے حکم پر چلنا یعنی جس پر چیز کے برتنے کو اس نے فرمایا اس کو برتنا اور جو منع کیا اس سے دور رہنا (اس کے ساتھ اور بہت چیزیں ملا کر کہتا ہے) ان سب باتوں سے شرک ثابت ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۸) رَدِّ رَحِيمِ ارشاد ہے کہیں انک لعلی خلق عظیم فرمایا ہے۔ کہیں انا ارسلناک شاهدا و مبشرا و نذیرا و داعیا الی اللہ باذنه و سراجا و منیرا مذکور ہے۔ کہیں رحمة للعلمین کہیں ولكن رسول الله وخاتم النبیین وارد ہے ورفعنا لک ذکرک فرمایا ہے۔ کہیں الم نشرح لک صدرک کہیں انبیاء سے حضور پر ایمان لانے اور نصرت کرنے کا عہد لیا جاتا ہے کہیں لتؤمنن به ولتنصرنه کہیں ولسوف يعطیک ربک فترضی کی منزلت کا بیان ہوتا ہے جو خوبیاں رسول کہنے میں آجائیں تو پھر ان کے بیان کا فائدہ کیا تھا وہاں کیا تمہیں ان سب کا انکار ہے اپنے ایمان درست کرو۔

اب بدعت کا کیا ذکر ہے۔ اتباع سنت ہی شرک کر دیا جس کو صفحہ ۴ میں داخل ایمان بتایا تھا اب دیکھئے کہ صاحب تقویت الایمان نے رسولوں کے تمام کمالات رسالت میں منحصر کی اور وہ سکھائیں تو ان کی اطاعت شرک کر دی تو اب کمالات رسالت اور رسالت کا ماننا کہاں رہا۔ تمام دین ہی بے دین نے درہم برہم کر ڈالا اس پر بھی صبر نہیں۔ رسالت برائے گفتن بھی گوارا نہیں کرتا انبیاء و محبوبان حق کو عوام کی برابر کئے ڈالتا ہے۔

تقویت الایمان صفحہ ۳۳: کسی کام میں نہ بالفعل ان کو دخل ہے نہ اس کی طاقت رکھتے ہیں۔<sup>۱</sup>

تقویت الایمان صفحہ ۷۴ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ تقویت الایمان صفحہ ۶۶ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ انبیاء علیہم السلام اور ان کے غلاموں اور نیاز مندوں کی خدا داد طاقت اور اختیار کا بیان تو ہم بہ تفصیل لکھ چکے ہیں۔ یہ بحث اس کتاب کے صفحہ ۶۱ اور صفحہ ۱۵۶ پر دیکھئے یہاں یہ دکھا منظور ہے کہ تقویت الایمان والا شان انبیاء کے گھٹانے کے کس قدر درپے ہے اور کس بد تمیزی اور گستاخی کے ساتھ ان کی جناب میں زبان درازی کرتا ہے اس نے انبیاء کو عوام کے برابر کر ڈالا۔

تقویت الایمان صفحہ ۶۸: انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے۔ سو اس کے بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے۔ یہاں بڑے بزرگ سے انبیاء و اولیاء مراد ہیں۔ چنانچہ اس کے بعد لکھا ہے۔ جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں

طاقت کا حال تو صحیح بخاری شریف میں دیکھو ام المؤمنین حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور میں عرض کرتی ہیں ازی زلتک یسارغ فی ہواک میں حضور کے رب کو دیکھتی ہوں کہ آپ کی خواہش میں جلدی کرتا ہے۔ مواہب لدنیہ میں ہے: اذا اذاع امرا لا یكون خلافة و لیس لذلك الامر فی الکوین صارف حضور جو چاہتے ہیں اس کے خلاف نہیں ہوتا اور حضور کے چاہے کا کوئی جہان بھر میں پھرنے والا نہیں۔ مولوی محمد قاسم نانوتوی اپنے قصائد قاسمی صفحہ ۸ میں لکھتے ہیں:

یہ ہے اجابت حق کو نری دعا کا لحاظ قضاے مبرم و مشروط کی سنیں نہ پکار خدا ترا تو جہان کا ہے واجب الطاعة جہان کو تجھ سے تجھے اپنے رب سے ہے سروکار



اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی۔<sup>۱</sup> حضور ﷺ کے تمام کمالات برغم خود مٹا کر برادری جوڑی اور بھائی بندی کا رشتہ گھڑا تاکہ عوام کے قلوب سے حضور کی عظمت بالکل ہی نکال دے۔ یہ حضور کی توہین ہے۔ کوئی اپنے باپ یا آقا اور بادشاہ کو بڑا بھائی نہیں کہہ سکتا اگر کہے تو گستاخ بے ادب سمجھا جائے مگر یہ بے ادب شان رسالت میں بیباکانہ گستاخی کرتا ہے۔ بڑا بھائی کیا چیز ہے۔ باب دادا، استاد پیر، آقا، بادشاہ سب اس در کے غلام ہیں اور غلامی ان کا فخر صحابہ کرام کا ادب تھا کہ جب حضور کی خدمت میں کچھ عرض کرتے تو پہلے یَا بَنی اَنْتَ وَاُمِّی کہتے یعنی میرے ماں باپ آپ پر قریان۔ اصحاب کرام بات بات میں جس پر ماں باپ کو قریان کریں اس کو بڑا بھائی بتانا نہایت بے ادبی ہے اللہ تبارک و تعالیٰ نے مومنین کے ساتھ حضور کا تعلق اس طرح بیان فرمایا: النَّبِیُّ اَوَّلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَازْوَاجُهُ اُمَّهَاتُهُمْ یعنی نبی ﷺ مومنین کے ان کی جانوں سے زیادہ مالک ہیں اور آپ کی بیسیاں مومنین کی مائیں ہیں۔ تفسیر مدارک میں ہے: وفی قراہ ابن مسعود النبی اولى بالمؤمنین من انفسهم وهو اب لهم۔ یعنی نبی کریم مومنین کے ان کے جانوں سے زیادہ مالک ہیں اور حضور ان کے والد ہیں۔ قرآن پاک تو حضور کو مومنین کی جانوں کا مالک بنائے ان کا والد بتائے حضور کی ازواج طاہرات کو مومنین کی ماں فرمائے اور وہابی بے ادب حضور کو بھائی ٹھہرائے بعضے گستاخ کہا کرتے ہیں کہ قرآن پاک میں ہے: انما المؤمنون اخوة کہ مومن آپس میں بھائی<sup>۲</sup> ہیں۔ تو حضور بھی بھائی ہوئے۔ معاذ اللہ اس جاہل سے پوچھو پھر تو باپ کس کو بتائے گا۔ قرآن کریم نے حضور کی ازواج طاہرات کو مومنین کی ماں فرمایا اس رشتہ سے مومن بھائی ہوئے چنانچہ تفسیر مدارک میں ہے: قَالَ مُجَاهِدٌ كُلُّ نَبِیٍّ اَبُو اُمَّتِهِ وَلِذٰلِكَ صَارَ الْمُؤْمِنُونَ اِخْوَةً لِاَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ

<sup>۱</sup> یہاں بڑے بھی نہ رہے صرف بھائی ہی رہے۔

<sup>۲</sup> ابھی تو رسول اللہ ﷺ ہی کو بھائی بتایا ہے ایسے گستاخوں سے کیا تعجب کہیں اللہ تعالیٰ کو بھائی نہ کہہ گزریں کہ اس کا نام پاک بھی مومن ہے۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ)

وَسَلَّمَ اَبُوهُمْ فِی الدِّیْنِ یعنی مجاہد نے کہا کہ انبیاء علیہم السلام اپنی امت کے والد ہوتے ہیں اسی سے مومن آپس میں بھائی ہوئے کیونکہ حضور ان کے دینی باپ ہیں تو حضور کو بھائی کہنا کس قدر بے ادبی ہے۔ بھائی کو اہانت کفر نہیں ہوتی اور حضور علیہ الصلوٰۃ کے غلام علماء ان کی بھی اہانت کفر ہے۔ شرح فقہ اکبر صفحہ ۲۱۱ میں ہے: مَنْ قَالَ لِعَالِمٍ عُوْنِیْلَمْ اَوْ لِعَلَوِیٍّ عَلَیْیُوْیٍّ اَوْ بِصِیغَةِ التَّصْغِیْرِ فِیْهِمَا لِلتَّحْقِیْرِ کَمَا قِیْدُهُ بِقَوْلِهِ قَاصِدًا بِهٖ الْاِسْتِخْفَافُ کُفْرٌ۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو بنظر حقارت عالم کو عولیم، صیتہ تصغیر کے کافر ہو جاتا ہے۔ حضور کے امی عالم کا یہ مرتبہ ہے کہ حضور کو بھائی کہنا کتنا ادب سے دور ہے رہی یہ بات کہ حضور ﷺ نے انصاف اپنے آپ کو بھائی فرمایا تو اس کو دلیل بنانا انتہا درجہ کی جمالت<sup>۱</sup> ہے تواضع کے کلمے تواضع کرنے والے کا تو کمال ہوتے ہیں مگر ان کو لوٹ کر کہہ دینا گستاخی ہوتا ہے علماء مشائخ اپنے آپ کو بندہ ذلیل سگ دنیا کمترین خلائق لکھا کرتے ہیں تو کیا دوسروں کو بھی ان کے شان میں یہ لفظ کہنا درست ہو سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ حضور نے جن اصحاب سے اُکْرِمُوْا اَحْکَمُ فرمایا انہوں نے حضور کو بھائی نہ کہا اور اگر وہ کہتے بھی تو دوسرا کون تھا جو ان کو ہمسری کرتا اور جو با انہیں دربار حبیب میں حاصل ہے اس کا مدعی ہوتا۔ ان میں وہ بھی ہیں۔ جن کی نسبت ارشاد ہوا کہ ان کے عمل تمام امت کے عملوں کے مجموعہ سے زیادہ ہیں۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ اِمْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبُهُمْ لِلتَّقْوٰی۔ پھر ستم یہ کہ تقویت الایمان والے نے حضور کو صرف مومنین ہی کا بھائی نہ کہا بلکہ وہ ظالم یہ کہتا ہے کہ انسان آپس میں سب بھائی ہیں۔ انسان میں بھگی بھی ہیں، چمار بھی، کنجر بھی، کافر بھی۔ مردود نے سب کا بھائی بتا دیا اور عقل کے اندھے تیرہ دروں کی

<sup>۱</sup> ایسے تو حضرت یونس علیہ السلام نے بارگاہ الہی میں عرض کیا لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ۔ اس میں حضرت یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے براہ تواضع اپنے آپ کو ظالم فرمایا تو کیا اس سے یہ جائز ہو گیا کہ دوسرے بھی ان کی شان عالی میں یہ لفظ کہیں اور وہابیہ کی طرح یہ عذر کریں کہ یہ تو انہوں نے خود فرمایا ہے ایسا عذر ہرگز کام نہ آئے گا اور انہیں ظالم کہنے والا کافر ہو جائے گا۔



طرف داری کئے جاتے ہیں۔ وہابیو کچھ تو شرماؤ اور یہ بتاؤ کہ اسماعیل نے یہ کہاں سے کہا قرآن و حدیث میں کہاں آیا ہے کہ جو بڑا بزرگ ہو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے یہ ہے دین میں احداث اور بدعت ضلالت جس پر وہابی مرتے ہیں۔ وہابیہ نے نبی کا مرتبہ باپ سے بھی کم رکھا استاد اور عالم کے برابر بھی نہ سمجھا۔ رد المختار جلد ۵ صفحہ ۴۹۸ میں ہے: قَالَ الزُّنْدُ وَيَسْتَبِي حَقُّ الْعَالِمِ عَلَى الْجَاهِلِ وَحَقُّ الْأُسْتَاذِ عَلَى التَّلْمِيزِ وَاحِدٌ عَلَى السَّوَاءِ وَهُوَ أَنْ لَا يَفْتَحُ الْكَلَامَ قَبْلَهُ وَلَا يَجْلِسُ مَكَانَهُ وَإِنْ غَابَ وَلَا يَرُدُّ عَلَيْهِ كَلَامَهُ وَلَا يَتَقَدَّمُ عَلَيْهِ فِي مَشْيِهِ۔ یعنی عالم کا حق جاہل پر اور استاد کا شاگرد پر برابر ہے اور وہ یہ ہے کہ بات اس سے پہلے نہ شروع کرے اس کی غیبت میں بھی اس کی جگہ نہ بیٹھے اس کا کلام اس پر رد نہ کرے چلنے میں اس سے آگے نہ بڑھے یہ تو عالم اور استاد کا ادب ہے انبیاء علیہم السلام کا مرتبہ تو ان سے بہت بلند و بالا ہے اور پھر سید انبیاء ﷺ کی منزلت ان سے بھی اعلیٰ مخلوق خدا میں کوئی ان کا ہمسرو ہمتا نہیں۔ ترمذی شریف میں بروایت انس وارد ہے اَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ وَلَا فَخْرَ یعنی روز قیامت میں تمام آدمیوں کا سردار ہوں اور یہ فخر انہیں فرماتا۔ ابن ماجہ کی حدیث میں ہے: مَا مِنْ نَبِيٍّ يَوْمَئِذٍ آدَمَ وَمَنْ سِوَاهُ إِلَّا تَخَتَّ لِرَأْسِهِ۔ ترمذی میں بروایت ابو ہریرہ وارد ہے: ۱۔ اَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْأَرْضُ فَانْكَسَى حُلَّةً مِنْ حُلَلِ الْجَنَّةِ ثُمَّ أَقُومُ عَنْ يَمِينِ الْعَرْشِ وَلَيْسَ أَحَدٌ مِنَ الْخَلَائِقِ يَقُومُ ذَلِكَ الْمَقَامَ غَيْرِي۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ۲۔ إِنَّ اللَّهَ فَضَّلَ مُحَمَّدًا عَلَى أَهْلِ السَّمَاءِ وَعَلَى الْأَنْبِيَاءِ۔ (شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۳۶)

احادیث سے تو معلوم ہوا کہ حضور کا مرتبہ سارے عالم اور تمام خلق سے اعلیٰ ہے

۱۔ روز قیامت حضرت آدم اور تمام انبیاء میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔

۲۔ سب سے اول زمین میرے لئے شق ہوگی اور مجھے جنتی لباس پہنائے جائیں گے اور میں عرش کے داہنی جانب قیام فرما ہوں گا مخلوقات میں میرے سوا کوئی نہیں جو اس مقام پر قیام کر سکے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفیٰ ﷺ کو تمام آسمان والوں اور کل نبیوں پر فضیلت عطا فرمائی۔

اور بارگاہ حق میں جو عزت و عظمت آپ کی ہے وہ کسی کو میسر نہیں۔ مگر تقویت الایمان والے اپنے بڑے بھائیوں کا یہی درجہ سمجھتے ہیں۔ اور حضور کی تعظیم محض بڑے بھائی کے برابر رکھتے ہیں۔ بارگاہ نبوت میں یہ گستاخی کرنے پر انہیں تمام دیوبندی بھی کافر کہتے ہیں۔ چنانچہ ان سب کے مصدقہ فتوے (المہند میں دیکھو)۔

المہند صفحہ ۷۱ میں ہے۔ جو اس کا قائل ہو کہ نبی کریم علیہ السلام کو ہم پر بس اتنی فضیلت ہے جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے تو اس کے متعلق ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ وہ دائرہ ایمان سے خارج ہے۔ تقویت الایمان میں حضور اقدس ﷺ کو بھائی کہنے کے ساتھ بندہ عاجز بھی کہا ہے۔ یہ بھی ترک ادب ہے۔

رد المختار جلد ۵ صفحہ ۴۹۷ میں ہے لَا يَجُوزُ أَنْ يُقَالَ إِنَّهُ فَقِيرٌ غَرِيبٌ مُسْكِينٌ يَهْلُكُ تَقْوِيتُ الْإِيمَانِ وَالْأَلِیٰ نے حضور کا مرتبہ گھٹاتے گھٹاتے بھائی کے درجہ میں رکھا اب اس سے بھی آگے بڑھتا ہے اور لکھتا ہے جو بشر کی سی تعریف ہو سو ہی کرو سو اس میں بھی اختصار ہی کرو (تقویت الایمان صفحہ ۷۱) اس عناد کو دیکھئے کم کرتے کرتے بشر کی سی تعریف رکھی وہ بھی گوارا نہ ہوئی تو کہتا ہے اس میں بھی اختصار کرو۔ مطلب یہ ہے کہ تعریف بالکل نہ ہو پہلے کفار بھی انبیاء علیہم السلام کو بشر کہتے تھے قرآن پاک نے ان کا مقولہ نقل فرمایا: وَقَالَ ۱۔ الْمَلَائِكَةُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ مَا هَذَا إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ۔ مولانا رومی فرماتے ہیں:

ہم ساری با انبیاء بر داشتہ اولیاء را بچو خود پنداشتہ

گفتہ ایک مباشر ایشان بشر ماو ایشان بستہ خوانیم و خور

انبیاء علیہم السلام ظاہر میں بشر ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں کمالات عطا فرماتا ہے کمالات کو چھوڑنا اور لفظ بشر سے ان کا ذکر کرنا یقیناً بے ادبی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس شخص کے دل میں عظمت نہیں اور انبیاء علیہم السلام کے مراتب و کمالات کا اظہار اس کو

۱۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فقیر مسکین غریب کہنا جائز نہیں۔

۲۔ تو اس کی قوم کے جن سرداروں نے کفر کیا بولے یہ تو نہیں مگر تم جیسا آدمی ہو۔



گوارا نہیں اگر کوئی شخص بادشاہ کے مرتبہ کا ذکر نہ کرے صرف آدمی اور بشر کہے تو بے ادب گستاخ ہے۔ بادشاہ تو بادشاہ باپ کو بھی کوئی یہ نہیں کہتا کہ وہ بھی ایک آدمی ہیں خود وہابیہ اپنے مولویوں کے لئے بڑے القاب و آداب استعمال کرتے ہیں اگر ان کے نام کے ساتھ کلمہ تعظیم نہ ہو تو ناراض ہو جائیں آدمی کہہ کر پکاریے کیسے لال پیلے ہوتے ہیں جب تک مولانا مولوی نہ کہے جائیں راضی ہی نہ ہوں یہ کبھی نہیں کہتے کہ خبردار ہمیں مولانا نہ کہو مولیٰ تو اللہ تعالیٰ ہے۔ حدیث میں ہے۔ اللہ مولانا مگر انبیاء علیہم السلام کی تعریف کو روکتے ہیں۔ جن کا ذکر اللہ تعالیٰ بھی عظمت کے کلمات سے فرماتا ہے اور اپنے بندوں کو ان کی تعظیم و توقیر کا حکم دیتا ہے۔

آیت (۱) تُعَزِّزُوهُ وَتُقَرِّبُوهُ<sup>۱</sup>

آیت (۲) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ۔

اس آیت میں حضور کے سامنے بلند آواز سے بولنے کی ممانعت ہے اور ایسی ممانعت کہ ان کے حضور میں چلا کر بولنے سے عمل اکارت کر دیئے جائیں۔ وہابیہ سے کہو اللہ تعالیٰ نے حضور کو یہ مرتبہ دیا جو نہ کسی بادشاہ کو میسر نہ امیر کو مگر وہابی باوجود اس کے حضور کو بھائی بنانا اور بشر کی سی بلکہ اس سے بھی کم درجہ کی تعریف کو کہتا ہے اس سے پوچھو ایسا کون سا بشر ہے۔ بے ادب تو تم حضور کی شان میں بشر کا لفظ کہتے ہو اور اللہ تعالیٰ حضور کے فرمانبردار غلاموں کو بھی اس طرح نہیں پکارتا حضور کے صدقہ میں ان کی بھی عزت کرتا ہے۔ اور جَابِجَايَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا کے ساتھ مخاطب بناتا ہے۔ قرآن پاک میں

۱ تاکہ اس رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔

۲ اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی ﷺ کی آواز سے اونچی نہ کرو اور ان کے حضور بلند آواز سے نہ بولو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہوں اور تمہیں خبر نہ ہو۔

آدمی کہہ کر یَا أَيُّهَا النَّاسُ کے ساتھ اکثر اپنے اور حضور کے دشمنوں کو خطاب کرتا ہے۔ مگر وہابی یہ لفظ حضور کے لئے تجویز کرتا ہے۔ اور کہتا ہے جو بشر کی سی تعریف ہو سو ہی کرو اللہ تعالیٰ اس کو منع فرماتا ہے کہ آپس میں باہم ایک دوسرے کو جس طرح پکارتے ہو حضور کو ویسے نہ پکارو۔

آیت (۳) لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا حضور سے اور دوسروں سے کیا نسبت انبیاء کی بشریت ظاہری ہوتی ہے ان کے بواطن و ارواح رتبہ بشر سے اعلیٰ ہوتی ہیں۔ شفاء قاضی عیاض جلد ۲ صفحہ ۹۹ میں ہے۔

فَطَوَّأُ<sup>۱</sup> هُزُهُمْ وَاجْسَادُهُمْ وَبَنِيَّتُهُمْ مُتَّصِفَةً بِأَوْصَافِ الْبَشَرِ طَارَ عَلَيْهَا مَا يَنْظُرُ عَلَى الْبَشَرِ مِنَ الْأَعْرَاضِ وَالْأَسْقَامِ وَالْمَوْتِ وَنُعُوتِ الْإِنْسَانِيَّةِ وَأَرْوَاهُمْ وَبَوَاطِنُهُمْ مُتَّصِفَةً بِأَعْلَى مِنْ أَوْصَافِ الْبَشَرِ جب فیض ربانی کی نسیم جان پرور چلتی ہے تو اس ظاہری بشریت کا یہ رنگ ہوتا ہے جو حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ آیہ کریمہ وَلِلْآخِرَةِ خَيْرٌ لَكَ مِنَ الْأُولَى کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ یعنی<sup>۱</sup> البتہ ہر حالت آخر بہتر باشد ترا از حالت اول تا آنکہ

۱ انبیاء کے ظواہر و اجسام بشری اوصاف کے ساتھ متصف ہیں اور ان پر بشری اعراض و اسقام بیماری و موت طاری ہوتے ہیں اور انبیاء کی ارواح اور بواطن ایسے اوصاف کے ساتھ متصف ہیں جو بشریت سے اعلیٰ ہیں۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث علیہ الرحمۃ اشع اللغات شرح مشکوٰۃ جلد ۳ صفحہ ۵۷۷ میں فرماتے ہیں: انبیاء علیہم السلام جائز است بر ایشان طریان عوارض بشری از آفات و تغیرات و آلام و اسقام انچه جائز است بر سائر بردگذاشته شدہ است اجسام و ظہور ایشان برحد بشریت و جبلت و اما ارواح و بواطن ایشان معصوم است از ان و متعلق بلاء اعلیٰ مولوی محمد قاسم نانوتوی قائد قاسمی صفحہ ۶ پر لکھتے ہیں۔

۱ رہا جمال یہ تیرے حجاب بشریت نہ جانا کون ہے کچھ بھی کسی نے جز ستار  
یعنی بالضرور آپ کی ہر پچھلی حالت پہلی حالت سے بہتر ہوگی یہاں تک کہ آپ کی بشریت کا بالکل وجود نہ رہے اور انوار حق کا غلبہ آپ پر علی الدوام ہوگا۔



بشریت ترا اصلاً وجود نماوند و غلبہ انوار حق بر تو علی سبیل الدوام حاصل شود (تفسیر فتح العزیز پارہ عم سورہ والضحیٰ)

الحمد للہ قرآن پاک نے حضور کا مرتبہ ایسا بلند ثابت کیا مگر تقویت الایمان والے کی سیاہ دلی دیکھئے کہ وہ حضور کی اور تمام انبیاء کی سرداری کی قدر دلوں سے کم کرنے کے لئے کیسی کیسی ناقص تشبیہیں دیتا ہے۔

تقویت الایمان صفحہ ۷۲ جیسا کہ ہر قوم کا چودہری اور گاؤں کا زمیندار سو ان معنوں کر ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے۔ وہابیو کچھ تو انصاف کی کہہ دو کیا یہ کلمے شان انبیاء کی تنقیص اور ان کے ساتھ تمسخر نہیں ہیں؟ قرآن و حدیث حضور کی عظمت سے بھرے ہوئے ہیں سب کو چھوڑ کر چودہری کہتا ہے تو اراکین سلطنت اور وزیر کس کو سمجھتا ہے۔ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

ایشال<sup>۱</sup> در اں روز در جناب خداوندی بمنزلہ وزیر از بادشاہ باشند تقویت الایمان والا مسلمانوں کے قلوب سے حضور کی عظمت کم کرنے کے لئے اور زیادہ گستاخی کرتا ہے۔ دیکھئے تقویت الایمان صفحہ ۹۶ میں بھی ایک دن مرکز مٹی میں ملنے والا ہوں۔ یہ بیباکانہ گستاخی اور حضور پر افتراء حاشاء و کلاء حضور اقدس ﷺ نے ہرگز یہ نہیں فرمایا یہ حضور پر بہتان ہے۔

حدیث بخاری شریف صفحہ ۲۱ کتاب العلم باب اثم من کذب علی النبی ﷺ میں ہے: مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَلْيَتَّبِعْهُ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ حضور فرماتے ہیں جس نے مجھ پر جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنائے اور جھوٹ بھی ایسا جس سے احادیث کی مخالفت لازم آئے۔

<sup>۱</sup> دربار خداوندی میں روز قیامت آپ کا وہ مرتبہ ہو گا جو دربار شاہی میں وزیر کا ہوتا ہے۔

<sup>۲</sup> صاحب تقویت الایمان میں ”بھی“ کے لفظ سے یہ ظاہر کر رہا ہے کہ یہ مضمون حدیث کا ہے اور حضور نے ایسا ہی فرمایا ہے یہ اس کا حضور پر بہتان ہے نہ یہ حدیث شریف میں آیا نہ حضور نے فرمایا۔

ابن ماجہ نے حضرت ابو دردا سے روایت کیا کہ حضور ﷺ نے فرمایا: إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ فَنَسِئُ اللَّهُ حَتَّى يَرْزُقَ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۲۱) بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام فرما دیا انبیاء علیہم السلام کے اجسام کو کھانا تو خدا کے نبی زندہ ہیں روزی دیئے جاتے ہیں قطع نظر اس سے کہ حضرت انبیاء علیہم السلام کی نسبت مٹی میں ملنے کا لفظ قطعاً جھوٹ اور افتراء ہے مگر ساتھ ہی توہین و تنقیص بھی ہے۔ حضور کا مرتبہ تو بہت بلند و بالا ہے۔ مہذب لوگ اپنے برابر والوں کے لئے بھی کہنا گوارا نہیں کرتے جو خاک میں ملنے ہی والے ان کے نسبت بھی کہہ دیجئے تو ناگوار گزرے اگر کوئی کہدے کہ مولوی اسماعیل رشید احمد محمود حسن سب مرکز مٹی میں مل گئے تو ان کے معتقدین کو اس سے رنج ہو گا مگر حبیب خدا کی شان میں ان کا گرو لکھ گیا تو انہیں کچھ پرواہ نہیں۔ یہی ایک کلمہ کیا ساری تقویت الایمان ایسی گستاخیوں سے لبریز ہے ایک اور عبارت دیکھئے لکھتا ہے۔ جو کچھ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا خواہ دنیا میں خواہ قبر میں خواہ آخرت میں سو اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا حال نہ دوسرے کا (تقویت الایمان صفحہ ۳۱) دیکھئے کیسی بے ادبی و گستاخی ہے انبیاء علیہم السلام کے ساتھ کیسا عناد و عداوت ہے۔ قرآن پاک سے تو معلوم ہوتا ہے کہ نبی علیہ السلام کو اپنا حال بھی معلوم تھا۔ وَلِلْآخِرَةِ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَىٰ اور اپنے نیاز مندوں اور اخلاص کیش امتیوں کا بھی کہ ان پر وہ رحمت و کرم ہو گا کہ حضور راضی ہو جائیں۔ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ اور کفار نابکار کا بھی اُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ عشرہ مبشرہ اور بہت اصحاب و آل بیت کے جنتی ہونے کی حضور نے خبر دی خود حضور کے ساتھ آخرت میں کیا کیا جائے گا اس کا بیان آیات میں بھی ہے اور احادیث کثیرہ میں بھی۔

حدیث (۱) اَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَ أَوَّلُ مَنْ يَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ وَ أَوَّلُ شَافِعٍ وَ أَوَّلُ مُشَفِّعٍ رواہ مسلم (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۱)

حدیث (۲) اَنَا - أَكْثَرُ الْأَنْبِيَاءِ تَبَعًا يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَ أَنَا أَوَّلُ مَنْ يَقْرَعُ بَابَ الْجَنَّةِ رواہ مسلم (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۱) حدیث (۳) اتنی - بَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فَاسْتَفْتَحُ فَيَقُولُ



الْخَازِنُ مَنْ أَنْتَ فَأَقُولُ مُحَمَّدٌ فَيَقُولُ بِكَ أُمِرْتُ أَنْ لَا أَفْتَحَ لِأَجَدٍ قَبْلَكَ رواه مسلم (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۱۱)

ان کے علاوہ اور بکثرت احادیث ہیں جن سے حضور کے درجات و مراتب اور آخرت میں حضور کی شان و شوکت معلوم ہوتی ہے۔ بد نصیب بد اندیش نے سب کو چھپایا بلکہ جھٹلایا اور لکھ دیا کہ انہیں دنیا قبر آخرت کا حال نہ اپنا معلوم نہ اور کالینی اپنے خاتمہ اور نجات کی بھی خبر نہیں معاذ اللہ یہی مشرکین عرب نے بھی کیا تھا اور خوشی منائی تھی۔ خازن جلد صفحہ ۱۳۶ میں ہے: لَمَّا نَزَلَتْ ۱۴- هَذِهِ آيَةُ فَرَحِ الْمُشْرِكُونَ وَقَالُوا وَلَلْآيَةِ وَالْعُزَى مَا أَمَرُنَا وَأَمَرَ مُحَمَّدٌ عِنْدَ اللَّهِ إِلَّا وَاحِدٌ وَمَالَهُ عَلَيْنَا مِنْ مَزِيَّةٍ وَفَضْلٍ وَلَوْلَا أَنَّهُ ابْتَدَعَ مَا يَقُولُهُ مِنْ ذَاتِ نَفْسِهِ لَأَخْبَرَهُ الَّذِي بَعَثَهُ بِمَا يَفْعَلُ بِهِ صَاحِبُ تَقْوِيَةِ الْإِيمَانِ انہیں مشرکین کا اتباع کر رہا ہے۔ جو حدیث اس نے نقل کی اس میں لفظ مَا يَفْعَلُ بِنِیْ وہم راوی ہے۔ عمدہ القاری جلد ۴ ص ۱۸ میں ہے: قَالَ ۱- الدَّاوردي مَا يَفْعَلُ بِنِیْ وَهُمْ وَالصَّوَابُ مَا يَفْعَلُ بِهِ حَدِيثٌ لَكِهِ اور یہ خبر نہ ہوئی کہ جس لفظ سے استدلال کرتا ہے وہ

۱- میں نے روز قیامت تمام آدمیوں کا سردار ہوں گا اور میں ہی وہ پہلا شخص ہوں گا جن کی قبر کھلے اور میں ہی پہلا شافع اور پہلا مقبول الشفاعہ ہوں گا۔

۲- روز قیامت میرے متبع تمام انبیاء کے متبعین سے زیادہ ہوں گے اور پہلا وہ شخص ہوں گا جو جنت کا دروازہ کھٹکٹائے۔

۳- روز قیامت میں جنت کے دروازے پر جا کر دروازہ کھلاؤں گا خازن دریافت کرے گا آپ کون ہیں میں فرماؤں گا محمد (ﷺ) وہ عرض کرے گا آپ ہی کے لئے میں مامور کیا گیا ہوں کہ آپ سے پہلے کسی کے لئے جنت کا دروازہ نہ کھولوں۔

۴- جب آیہ ماکنت بدعاء الآیہ نازل ہوئی تو مشرکین خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ ہمارا اور محمد (ﷺ) کا ایک حال ہے انہیں ہم پر کچھ فضیلت نہیں اگر قرآن انہوں نے خود نہ بتایا ہوتا تو ان کا بھیجے والا ان کو خبر دیتا کہ ان کے ساتھ کیا کرے گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آیہ لیغفر لک اللہ الایہ نازل فرما کر انکار کر دیا۔

۵- در اور دی نے کہا ما یفعل بی وہم ہے صحیح ما یفعل بہ ہے۔ (بقیہ حاشیہ ص ۱)

وہم و غلط ہے۔ چنانچہ امام بخاری نے اس کے بعد نافع بن یزید سے بروایت عقیل ما۔ فعل بہ نقل کیا فتح الباری جز خامس صفحہ ۱۳۶ میں ہے: فَبِنِیْ رِوَايَةِ الْكُشَيْهَنِيِّ بِهِ وَهُوَ خَلَطَ مِنْهُ فَإِنَّ الْمَحْفُوظَ فِي رِوَايَةِ اللَّيْثِ هَذَا وَلِذَلِكَ عَقِبَهُ الْمُصَنِّفُ بِرِوَايَةِ نَافِعِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَقِيلِ النَّبِيِّ لَفْظُهَا مَا يَفْعَلُ بِهِ - یہ تو حدیث دانی کا حال کہ روایت کے جس لفظ سے استدلال ہے وہ وہم راوی ہے اور آپ کو خبر نہیں اب فہم معنی کا کمال بھی دیکھئے کہ روایت و علم میں تمیز نہیں اتنا بھی شعور نہیں کہ روایت کے معنی ہیں إِذْرَاكَ الْعَقْلُ بِالْقِيَاسِ یعنی اندازے اور اٹکل سے جانتا اسی لئے یہ لفظ شان الہی میں نہیں بولا جاتا اور علم الہی کو روایت نہیں کہا جاتا۔ واقعہ یہ تھا کہ جب حضرت عثمان بن مظعون صحابی کی وفات ہوئی اور انہیں کفن دیا گیا۔ حضور نے ان کی پیشانی پر بوسہ دیا اور چشم مبارک سے آنسو جاری ہو گئے اور بہت عنایتیں فرمائیں۔ اس وقت ام العلاء نے قسم کھا کہ اے عثمان تمہیں جنت مبارک یقیناً تمہاری عاقبت بخیر ہے۔ حضور نبی کریم (ﷺ) کے سامنے ایک غیبی بات پر جزم و یقین کے ساتھ حکم کرنا اور ارشاد نبی کا منتظر نہ رہنا مقتضائے کمال ادب نہ تھا اس لئے زہرا ارشاد فرمایا وَاللَّهِ لَا أَذْرِي الْحَدِيثَ مراد یہ ہے کہ یہ امور اندازے اور اٹکل سے جاننے کے نہیں ہیں جب تک خدا و رسول کی طرف سے خبر نہ دی جائے خاموش رہنا چاہیے نیز اس میں یہ بھی ہدایت تھی کہ حضور کے سامنے ایسا حکم کرنا دربار رسالت کے آداب کے خلاف ہے یعنی شرح بخاری جلد ۴ صفحہ ۱۸ میں ہے: فَإِنَّ ۱- قُلْتُ هَذَا أَيْضًا يُعَارِضُ قَوْلَهُ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي

۱- یعنی اگر تم کہو کہ اب بھی حدیث واللہ لا اذری کا حدیث جابر سے معارضہ باقی رہتا ہے جس میں یہ ہے کہ تمہارے اٹکلے تک فرشتے ان پر اپنے بازوؤں کا سایہ کرتے رہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ اللہ کے کرم و مرحوم تھے تو میں کہوں گا کہ اس میں تعارض نہیں کیونکہ حضور (ﷺ) محض خیالی بات نہیں فرماتے تو حضور نے ام علا کو حضرت عثمان بن مظعون کے متعلق بغیر جانے قطعی حکم لگانے سے منع فرمایا اور حدیث جابر میں جو ارشاد فرمایا وہ آپ کو بطریق وحی معلوم تھا اور وحی سے ہی ایسے امور کا علم قطعی حاصل ہوتا ہے خلاصہ یہ ہے کہ جو حضور نے فرمایا وہ ایسی



حَدِيثُ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ مَا رَأَى الْبِ الْمَلَائِكَةَ تَطْلُعُ بِأَجْنَحَيْهَا حَتَّى رَفَعَتْهُ  
قُلْتُ لَا تَعَارِضُ فِي ذَلِكَ لِأَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ فَاَنْكَرَ عَلَى  
أُمِّ الْعَلَاءِ قَطْعَهَا عَلَى عُثْمَانَ إِذْ لَمْ تَعْلَمْ هِيَ مِنْ أَمْرِهِ شَيْئًا وَفِي حَدِيثِ جَابِرٍ قَالَ مَا  
عِلْمُهُ بِطَرِيقِ الْوَحْيِ إِذْ لَا يَقْطَعُ عَلَى مِثْلِ هَذَا إِلَّا بِوَحْيٍ حَاصِلُهُ أَنَّ مَا قَالَهُ النَّبِيُّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْخَبَازٌ مَنْ لَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ وَ ذَلِكَ كَلَامُ أُمِّ الْعَلَاءِ وَلَيْسَا  
بِالسَّوَاءِ بَلْكَ وَرَحِيقَتِ اس كَلَامِ كِ مَعْنَى مُحْضِ زَجْرٍ وَ مَنَعٍ هِي چنانچہ شیخ عبدالحق محدث  
دہلوی علیہ الرحمہ اشعۃ الممعات جلد ۴ صفحہ ۲۷۵ میں حدیث ام العلاء کی شرح میں فرماتے  
ہیں۔ ودر حقیقت مضمون این زجر و منع ست بطریق مبالغہ بر سوء ادب ودر حضرت نبوت و  
حکم بر غیب و جرم بدان۔ یہی حضرت شیخ اسی کتاب میں حدیث کے ترجمے کے بعد لکھتے  
ہیں۔ وایں در باب انبیاء و رسل خصوصاً در حق سید المرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ و  
علیہم منفی ست بدلائل قطعیہ کہ دلالت دارند بر جزم و یقین بحسن عاقبت ایشان یعنی عاقبت  
کے حال کا نہ جاننا انبیاء اور مرسلین بالخصوص سید انبیاء ﷺ کے حق میں اسے قطعی  
دلایل سے منفی ہے جو ان حضرات کے حسن عاقبت کے قطعی و یقینی ہونے پر دلالت کرتے  
ہیں تو ضرور حدیث کا مفہوم صرف زجر و منع ہوگا۔ حدیث کے یہی معنی سب سے قوی  
ہیں اگرچہ حضرت شیخ اور دوسرے محدثین نے اور وجوہ بھی نکالے ہیں جن کو ہم نے اس  
لئے نقل نہیں کیا کہ وہ ضعیف ہیں۔ چنانچہ حضرت شیخ فرماتے ہیں، وایں معنی نہ موافق  
سوق حدیث ست مگر ان تمام وجوہ میں سے بھی کسی کا نتیجہ یہ نہیں نکلتا کہ معاذ اللہ حضور  
کو اپنے خاتمہ اور اپنی عاقبت کا حال معلوم نہیں یہ ناپاک مضمون صاحب تفویت الایمان  
نے اپنے عناد سے تمام مفسرین و محدثین کے خلاف لکھ کر حضور کی توہین کی۔ والعیاذ باللہ  
تعالیٰ۔

(بقیہ حاشیہ ص) ذات کی خبر ہے جو ہوا و خواہش نفس پر حکم نہیں فرماتے اور یہ جس کو منع فرمایا گیا ام علا کا کلام تھا دونوں برابر نہیں ہیں۔

تفویت الایمان صفحہ ۳۵: اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی اور جن و فرشتہ جبریل اور محمد ﷺ کے برابر پیدا کر ڈالے اس کے کچھ بعد لکھا ہے اور جو سب لوگ پہلے اور پچھلے اور آدمی اور جن بھی سب مل کر جبریل اور پیغمبر ہی سے ہو جاویں تو اس مالک الملک کی سلطنت میں ان کے سبب سے کچھ رونق نہ بڑھ جائے گی اور جو سب شیطان اور دجال سے ہی جاویں تو اس کی رونق گھٹنے کی نہیں۔ یہ کیسی کھلی گستاخی اور ظاہر توہین ہے علاوہ بریں اس سے حضور ﷺ کے ان تمام فضائل کا انکار لازم آتا ہے جن میں دوسرے کی شرکت ناممکن ہے جیسے اول مخلوقات و خاتم النبیین و سید المرسلین و اول شافع و اول مشفع کہ حضور میں ان فضائل کو مانتا تو ایسا دوسرا پیدا ہونا بھی محال جانتا چہ جائیکہ کروڑوں اور صاحب تفویت الایمان کے مذکورہ بالا اقوال (بڑے بھائی بتانا بڑے بھائی کی سی تعظیم کرنا بشر کی سی تعظیم کرنا بشر کی سی بلکہ اس سے بھی کم درجہ کی تعریف) سے یہی ظاہر ہے کہ حضور کا مرتبہ بڑے بھائی کا سا ہے تو واقع میں اس کے بڑے بھائی جیسے کموروں تحت قدرت ہیں۔ اللہ رب العزت جل و علی تبارک و تعالیٰ کی قدرت و حکمت کے قریان اس کی قدرت کا بیان ہمارا کیا منہ ہے کہ ہم سے پوری طرح ہو سکے۔ ہماری عبادتیں اس کے بیان مرتبت سے قاصر جبکہ حضور سید انبیاء ﷺ نے فرمایا: لَا أُحْصِي ثَنَاءَ عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ اب دوسرے کا کیا حوصلہ کہ شان الہی کا دعویٰ کر سکے شان الہی کا بہترین بیان اور اس کی کامل ترین ثناء وہی ہے جو خود اس نے اپنے کلام پاک میں فرمائی تمام قرآن پاک اللہ کی تعریف سے بھرا ہے لیکن یہ کہیں نہیں فرمایا جو تفویت الایمان والا لکھتا ہے باوجودیکہ قرآن کریم اس وقت نازل ہوا جبکہ کفر و شرک اور مخلوق پرستی سے دنیا تاریک ہو رہی تھی اور لوگ عناصر کو بھی پوجتے تھے اور حضرت مسیح و عزیر علیہما السلام کی بھی پرستش کرتے تھے اگر شان الہی کے اظہار کے لئے انبیاء کی ان کا گھٹانا ضروری ہوتا تو قرآن کریم میں ان کی نسبت ایسے کلمات فرمائے جاتے مگر ایسا نہیں ہوا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے مشرکین کے بطلان کا بیان فرمایا اور اپنے محبوبین مقربین کے حق میں عزت و تکریم کے الفاظ بیان



فرمائے اس میں ہدایت ہے کہ بیان توحید و عظمت شان الہی میں اس کے محبوبین و مقربین کے مراتب و درجات کا ادب رکھنا بھی ضروری ہے اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کے اظہار عظمت و جلالت میں داخل ہے کیونکہ جن کو اس نے عزت دی ہے ان کی جناب میں گستاخی کرنا خدائے پاک کی جناب میں بے ادبی ہے ترمذی شریف میں ایک حدیث ہے۔ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا: مَنْ أَهَانَ سُلْطَانَ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ أَهَانَهُ اللَّهُ مَكْرُوهٌ شَرِيفٌ صَفْحَةُ ۳۲۱ جس نے اللہ کے بنائے ہوئے بادشاہ کی اہانت کی اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل کرتا ہے جب بادشاہ دنیا کی اہانت اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے تو محبوبان حق کی جناب میں گستاخی کس قدر ناپسند ہوگی علاوہ بریں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے حق میں جو کچھ بھی فرماتا اس میں ان کی عزت تھی خواہ وہ کسی مرتبہ کے ہوں دوسرے کی کیا مجال کہ وہ خاصان حق کی جناب میں بے محابا زبان کھول بیٹھے اور یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں ایسا فرمایا ہے لہذا ہم بھی کہتے ہیں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مرج البحرین صفحہ ۶۱ میں فرماتے ہیں۔

اگر از جناب حق ایساں عتابے و خطابے رود دیا سخن بروجہ عزت و کبریا آید یا از ایساں بجناب کبریا سخن بر طریق تواضع و اظہار بندگی و مسکنت رود مار انشاید کہ در اں مشارکت جو نیم و سخن جز بطریق ادب و ملاحظہ علو شان و حفظ مرتبہ ایساں گوئم خواجہ رومی رسد کہ بایندہ خود ہرچہ خواہد گوید و بندہ نیز ہرچہ از عجز و مسکنت تمسک جوید دیگرے راچہ مجالست کہ دم زند۔ اگر انبیاء علیہم السلام کی طرف حق کی جانب سے کوئی عتاب و خطاب ہو یا کلام عزت و کبریائی کے طور پر جاری ہو یا خود وہ حضرات کبریا کی جناب میں تواضع و اظہار بندگی و مسکینی کے طور پر کچھ عرض کریں تو ہم کو نہ چاہیے کہ اس میں شرکت ڈھونڈیں اور کوئی طریق ادب کے اور ان کے شان عالی اور حفظ مراتب کے خلاف کہیں مالک کا حق ہے کہ اپنے بندے کو جو چاہے فرمائے بندہ بھی اس کی درگاہ میں جتنا چاہے عجز و مسکینی کرے دوسرے کی کیا مجال اب اس سے معلوم ہوا کہ ایسے گستاخانہ کلمات کی تائید میں کوئی ایسی آیت یا روایت نہیں پیش کی جاسکتی جو اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے بطریق

عتاب و خطاب یا بوجہ عزت و کبریائی وارد ہو یا حضرات انبیاء نے تواضع و اظہار بندگی کے طور پر عرض کی ہو اور تقویت الایمان میں تو اس جگہ شان الہی کا بیان بھی ہے بلکہ وہ بد نصیب انبیاء کی عظمت کے درپے ہو رہا ہے کہ ان کو بارگاہ الہی میں ایسی وجاہت حاصل نہیں جو باعث قبول شفاعت ہو اس موقع پر یہ لفظ لکھنا کہ چاہے تو کروڑوں نبی ولی جن فرشتے جبریل و محمد (ﷺ) کی برابر پیدا کر ڈالے صاف مرتبہ انبیاء کے ساتھ عداوت ہے اس میں ان کی توہین ہے مطلب یہ ہے کہ وہ بھی کروڑوں انسانوں کی طرح ایک ہیں اور ان میں کوئی وصف ایسا نہیں ہے جو ان کی یکتائی کا مقتضی ہو یہ قول ان حضرات کے کمال اور عطائے الہی کے انکار کا مستلزم ہے کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضور کو وہ کمال عطا فرمائے جن میں دوسرے کی شرکت ممکن ہی نہیں ہے جیسے اول مخلوقات ”خاتم انبیاء سید المرسلین“ اول شافع اول مشفع ہونا اور حقیقت میں جب صاحب تقویت الایمان انبیاء کو بڑا بھائی بتا چکا انسانوں کی سی بلکہ ان سے کم تعظیم کرنے کو لکھ چکا تو ظاہر ہو گیا کہ وہ ان کے کمالات یکتائی کا قائل نہیں ہے اس کے بھائی جیسے تو کروڑوں ہو سکتے ہیں بلکہ اس سے زیادہ مارے مارے پھرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی ذات و صفات میں یکتا بنایا۔ امام علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی شرح مواہب جلد ۴ صفحہ ۸۱ میں فرماتے ہیں: وَمَيَّزَهُ عَلَى غَيْرِهِ أَصْلًا وَذَاتًا وَصِفَةً يَعْنِي اللَّهُ تَعَالَى نَعْنِي حُضُورَهُ كَوَاصِلِ وَذَاتِ وَصِفَتِهِ فِي تَمَامِ مَاسِوَاهُ مُمْتَازٌ فَرَمَا تَوَابِ آفٍ سَاكُونٌ هُوَ سَكَاةٌ۔ آپ کے عدیم النظیر ہونے پر ایمان لانا کمال ایمان ہے۔ اسی زرقانی کے اسی صفحہ میں فرماتے ہیں: اعْلَمُوا أَنَّ تَمَامَ الْإِيمَانِ بِهٖ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْإِيمَانُ بِالتَّصَدُّقِ بِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى جَعَلَ خَلْقَ بَدَنِهِ الشَّرِيفِ عَلَى وَجْهِ أَيْ حَالٍ وَهَيْئَةٍ لَمْ يَظْهَرْ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ خَلْقٌ أَدْمِي مِثْلُهُ اس کے بعد فرماتے

چاہیے کہ حضور پر ایمان لانے کی تکمیل یہ ہے کہ آدمی اس پر ایمان لائے اور تصدیق کرے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے بدن شریف کی آفرینش اس شان کے ساتھ فرمائی کہ کوئی انسان آپ سے پہلے اور آپ کے بعد ایسا نہ ہو۔



ہیں: وَإِنْ ظَهَرَ مِنْهُ كَمَالَاتٌ لَا تُحْصَى فَهِيَ بِالنِّسْبَةِ لِمَا خَفِيَ كُنْطَظَةٌ مِنْ بَحْرٍ أَبْ كَمَالَاتٍ كِیَا نِهَیْت هِے اور کون اندازہ کر سکتا ہے۔ اس لئے حضرت خالد ابن الولید رضی اللہ عنہ نے حضور کی توصیف کا حق ادا کرنے سے عجز کا اظہار فرمایا: فَقَالَ ۲- أَمَّا أَنِّي أَفْضَلُ فَلَا لِعِجْزِي عَنِ التَّفْصِيلِ لِأَنَّ صِفَاتَهُ لَا يُمْكِنُ الْإِحَاطَةَ بِهَا إِمَامُ بَصِيرِي رضی اللہ عنہ بروہ شریف میں فرماتے ہیں:

مَنْزَرَةٌ عَنْ شَرِيكَ فِي مُحَاسِنِهِ فَجَوْهَرُ الْحُسْنِ فِيهِ غَيْرُ مُنْقَسِمٍ خَوِيَّوْنَ فِي هِي مَنْزَرَةٍ شَرِكْتَ اغْيَارَ هِي جَوهرِ حَسَنِ آپ كَا هِي قَابِلُ قَسْمَتِ كَمَا

۱- یعنی اگرچہ آپ کے بے شمار کمالات ظاہر ہوئے لیکن یہ کل کے کل ان کمالات کی نسبت جو ابھی تک ظاہر نہیں ہوئے ایسے ہیں جیسے سمندر کے سامنے قطرہ ہے۔

۲- حضرت خالد بن ولید نے فرمایا کہ میں بہ تفصیل حضور کے اوصاف بیان کروں یہ تو ممکن ہی نہیں یعنی اس لئے کہ میں تفصیل سے عاجز ہوں اور آپ کے صفات کا احاطہ ممکن نہیں ہے اس لئے علامہ تمطلانی نے مواہب لدنیہ میں فرمایا: فَمَنْ ذَا الَّذِي يَصِلُ قَدْرُهُ أَنْ يَقْدِرَ قَدْرَ الرَّسُولِ عَنِ كَسِّ قَدْرَتِ هِي كِه رَسُوْل كِه مَرْتَبَ كَا اندازہ کر سكه اسی مواہب شریف میں ہے: لَمْ يَظْهَرْ لَنَا تَمَامُ حُسْنِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَنَّهُ لَوْ ظَهَرَ لَنَا لَمَّا أَطَاقَتْ أَغْنَا زُيْنَتُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَقَدْ أَحْسَنَ الْبُوصِيرِيُّ مِيرِي حَيْثُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْوَرَى فَهَمَّ مَضَاهُ فَلَيْسَ يُرَى لِلْقُرْبِ وَالْبَعْدِ فِيهِ غَيْرُ مُنْخَمٍ كَالشَّمْسِ يَظْهَرُ لِلْعَيْنَيْنِ مِنْ بَعْدِ صَغِيرَةٍ وَلِكُلِّ الطَّرَفِ مِنْ أَمَمٍ رَتَبَ دَانِي لِي تِيرَ عَاجِزَ يَا مَخْلُوقُ كُوْر اور نزدك والے سب هِي عَاجِزَ سَبَ زَبَاں جس طَرَح سورن نظر آتا هِي چھوٹا دور سے پاس والے دیکھ سکتے هِي نہیں سب كَمَا۔ یعنی دور والے جس طَرَح آفتاب کو ایک چھوٹی سی قرص دیکھتے هیں اور اس کی عظمت کا اندازہ کرنے سے عاجز هیں اسی طَرَح جو آپ سے بعد دوری رکھتے هیں وہ آپ کی منزلت و مرتبت سے بے خبر هیں اور جس طَرَح آفتاب سے قریب والا اس کی عظمت کا اندازہ کرنے سے عاجز ہو جاتا هے اسی طَرَح جو آپ سے بعد دوری رکھتے هیں وہ آپ کی منزلت و مرتبت سے بے خبر هیں اور جس طَرَح آفتاب کے قریب والا اس کی غایت نورانیت کی وجہ سے خیرہ چشم ہو کر دیکھنے سے عاجز ہو جاتا هے اسی طَرَح آپ کے مقربین بارگاہ آپ کے کمالات دیکھنے سے عاجز ہو جاتے هیں خلاصہ یہ کہ نزدیک والے کما حقہ دیکھ سکتے هیں نہ دور والے۔

یعنی آپ کے کمالات میں آپ کا کوئی شریک و ہمسر نہیں علامہ زر قانی شرح مواہب جلد ۴ صفحہ ۸۳ میں فرماتے هیں: إِنْ وَاصِفِيهِ لَمْ يَبْلُغُوا حَقِيقَتَهُ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) لَا نَهَمُ لَمْ يَحِيطُوا بِهَا۔ یعنی آپ کی توصیف کرنے والے آپ کی حقیقت تک رسائی نہ کر سكه کیونكه انھیں اس کا احاطہ میسر نہ آیا یہ تو اہل ایمان کے اقوال هیں اور وہابی بد نصیب تو آپ کو کروڑوں جیسا بتاتا هے وہابی سے پوچھو کہ کیا کسی جمیل ممتنع النظر کا پیدا کرنا قدرت الہی سے باہر جانتا هے اور قادر مطلق کو اس سے عاجز سمجھتا هے ایسا کہنے کی تو شاید جرات نہ کرے تو اگر جمیل ممتنع النظر تحت قدرت ہوا تو اس جیسا ایک بھی مقدور نہ ہوگا کروڑوں کیسے لطف یہ هے کہ اسی تفویت الایمان صفحہ ۳۹ میں لکھتا هے اللہ کے لکھے سے کچھ بڑھ نہیں سکتا تو اب اس سے پوچھو کہ اللہ نے کروڑوں مثل حضرت کے لکھے یا نہیں لکھے هیں اگر کہے کہ لکھے هیں تو ممکن کیسا صاف کہے کہ ضرور هوں گے اور اگر کہے کہ نہیں لکھتے تو ایک بھی مثل حضور کا نہیں ہو سکتا ورنہ لازم آئے گا خدا کے لکھے سے بڑھ جائے قرآن میں حضور کو خاتم النبیین فرمایا هے۔ حدیث شریف میں ارشاد ہوا لَا نَبِيَّ بَعْدِي میرے بعد کوئی نبی نہیں ختم بی التبیون مجھ پر سلسلہ انبیاء ختم کیا گیا تو جب حضور آخر انبیاء ہوئے سلسلہ انبیاء آپ پر ختم ہوا تو آپ کا مثل محال ہوا علاوہ بریں سب باتوں سے قطع نظر کیجئے تو یہ طرز کلام تہذیب و ادب سے دور اور نہایت گستاخی هے اگر کوئی شخص کہے کہ خدا چاہے تو وہابی اسمعیل کو کتے کی شکل میں اٹھائے اور اس کے متبعین کو چاہے سور بنائے کہ نجاست کھاتے پھریں اور چاہے تو ایک آن میں سارے وہابیوں کو بھنگی کر دے اور ان کے بڑے سے بڑے مولوی کو چاہے تو نچنیا ڈوم کر دے تو ان باتوں سے ایک بھی محال نہیں هے مگر کہہ کر دیکھئے تو معلوم ہو جائے گا کیسی ناگوار گزرتی هے اب ان سے کہئے گزرتے کیوں ہو ہم تو شان الہی کا بیان کر رہے هیں تو ایک نہ مانیں گے مگر حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ایسے گستاخانہ کلمے لکھنا شیوہ کر لیا هے۔ لا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ ۱۰ اس سے بڑھ کر گستاخیاں دیکھئے صفحہ ۱۶ میں لکھا: ہر مخلوق بڑا ہوا یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے ہمارے بھی زیادہ ذلیل هے۔ اب بڑی مخلوق سے



کیا مراد ہے یہ کس کی طرف اشارہ ہے کیا وہابی انبیاء علیہم السلام کو بڑا مخلوق نہیں جانتے ہیں۔ کیا اس لفظ سے انبیاء کی توہین نہیں ہوتی ہے۔ پھر چہمار سے ذلیل جس مخلوق کو بتایا۔ چہمار اس سے ضرور شریف ہوا تو اب چہمار بڑی مخلوق میں ہے یا چھوٹی میں یا دونوں میں نہیں یا وہابی کے نزدیک مخلوق ہی سے خارج ہے وہابیہ کی نظر میں عزت ہے تو چہمار کی۔ معلوم نہیں اس سے کیا مناسبت ہے کیسی سخت گستاخی ہے۔ کیسی دل آزاری بے ادبی ہے۔ ظالموں سے پوچھو کہ یہ کہاں سے کہتے ہو کیا خدا و رسول نے تمہیں یہ بتایا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: **لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ** اللہ کے لئے عزت ہے رسول کے لئے عزت ہے مومنین کے لئے عزت ہے اور جو اس عزت کو نہ جانے ان کو قرآن پاک منافق فرماتا ہے۔ **وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَفْقَهُونَ** یہ بد نصیب مقبولان بارگاہ کو چہمار سے بھی زیادہ ذلیل کہتے ہیں معاذ اللہ چہمار سے زیادہ ذلیل کون ہو اس کا نام تو افسوس صد افسوس اللہ تبارک و تعالیٰ حضور پر صلوٰۃ و سلام بھیجے اس کے ملائکہ صلوٰۃ و سلام بھیجیں مومنین کو صلوٰۃ و سلام کا حکم دیا جائے۔

آیت: **إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا** اللہ تبارک و تعالیٰ حضور کا ذکر بلند فرمائے۔ آیت: **وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ** اپنے بندوں پر اپنی اطاعت کے ساتھ رسول کی طاعت فرض کرے۔ آیت: **أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ** اپنی اور اپنے رسول کی نافرمانی کو سبب دخول جہنم قرار دے۔ آیت: **مَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا أَبَدًا** رسول اللہ ﷺ کے مطیع کو اپنا مطیع فرمائے۔ آیت: **مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ** حتیٰ کہ ان کے تابع فرمان کو اپنا محبوب بنائے۔ آیت: **فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ** ان کے حضور آواز بلند کرنے کو سبب جہنم اعمال فرمائے۔ آیت: **لَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْطَأَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ** کہاں یہ عزتیں اور تکریمیں اور کہاں یہ گستاخانہ بد زبانی صراط مستقیم صفحہ ۱۴ میں اسی اسماعیل نے لکھا نفس کاملہ کہ اشرف موجودات و نمونہ حضرت ذات است یعنی نفس کاملہ تمام موجودات میں سب سے اشرف

اور ذات الہی کا نمونہ ہے تو وہ نفس کامل بڑا مخلوق تو ہوگا تقویت الایمان کے حکم سے چہمار سے زیادہ ذلیل ہوا تو نمونہ ذات الہی کو چہمار سے زیادہ ذلیل کہہ رہا ہے اور خداوند عالم کی بھی توہین کر رہا ہے کہ معاذ اللہ اس کی ذات کا نمونہ چہمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے ایسی گندی اور ذلیل باتوں پر بھی وہابی نفرت نہ کریں اور اس گستاخ کا ساتھ دیئے جائیں تو بجز اس کے کیا کہا جائے کہ ان کے دل حضرات انبیاء کی عداوت سے بھرے ہوئے ہیں اور وہ ایمان کی روشنی سے محروم ہیں بعضے بیباک ایسے کلمے سننے اور دیکھنے کے بعد بھی اس کی طرفداری کرتے ہیں اور کہتے ہیں ٹھیک تو کہا ہے فوائد الفواد میں بھی ہے کہ ایمان کے تمام نشود تاہم خلق نزدیک او مہجین نہ نماید کہ شک شتر یعنی کسی کا ایمان پورا نہیں ہوتا جب تک اس کو دنیا اونٹ کی میٹھی کی طرح نہ معلوم ہوا دل تو فوائد الفواد ملفوظات ہیں اور ملفوظات جن بزرگ کے ہوں وہ اپنے قلم سے تو لکھتے نہیں بلکہ ان کے مریدین دوسرے اوقات میں اپنی یاد پر لکھ لیتے ہی بعینہ اس بزرگ کے الفاظ نہیں رہتے اس لئے بالیقین نہیں کہا جاسکتا کہ کلام اس بزرگ کا ہے لہذا ایسے کلام کو پیش کرنے سے فائدہ اور تقویت الایمان کے کسی کلام کی تائید میں تو کسی بزرگ کا کلام پیش کرنا کسی طرح درست نہیں ہے کیونکہ تقویت الایمان میں جا بجا کہا ہے کہ اللہ کو مان اور اس کے سوا کسی کو نہ مان اس کی تائید کے لئے اولیاء کے کلام کو پیش کرنے کا کیا کام۔ اسی طرح مولویوں اور درویشوں کے ماننے کو تقویت الایمان کے صفحہ ۹ میں اس نے شرک بتایا ہے تو اب کسی درویش کا کلام پیش کر دینا اور وہ بھی اللہ کے کلام کے مقابل بحکم تقویت الایمان شرک ہوا اور ایسے کلام کو پیش کرنے والا اسماعیل کے حکم سے مشرک ثالثاً بے ادبی کے الفاظ میں تاویل خود صاحب تقویت الایمان کو مقبول نہیں تو اب کسی کا کیا حق ہے کہ اس کے کلام کی تاویل کا قصد بھی کرے تقویت الایمان صفحہ ۶۴ میں لکھا ہے کہ یہ بات محض بے جا ہے کہ ظاہر میں لفظ بے ادبی کا بولے اور اس سے کچھ اور معنی مراد لے اس سب سے قطع نظر کر کے فرض کرو کہ فوائد الفواد میں وہ عبارت ہو تو وہاں ”ہمہ خلق“ ہے جس سے اجمالاً تمام دنیا مراد ہے اور اس کی طرف سے توجہ ہنا کر خالق کی طرف متوجہ ہو جانے



کی تعلیم ہے اس میں کوئی لفظ ایسا نہیں جو مقبولین بارگہ و مقربین درگاہ حق کی طرف اشارہ کرتا ہو اور تقویت الایمان میں ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا کہہ کر خاص اکابر پر حملہ کیا ہے اور اس کا کیا کیجئے گا کہ تمام کتاب میں عظمت انبیاء کے درپے ہے کہاں کہاں تاویل و تحریف کی جائے گی تقویت الایمان ص ۶۳ میں لکھا ہے سب انبیاء اور اولیاء اس کے نزدیک ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ یہاں خاص انبیاء اور اولیاء کہہ دیئے اور انہیں ذرہ ناچیز سے بھی کمتر بنا دیا تقویت الایمان صفحہ ۳۱ میں لکھا ہے اور کسی چوہڑے چمار کا کیا ذکر پوچھو وہابیوں سے کہ یہاں چوہڑے چمار سے کون مراد ہے۔ یہی بے ادبی کے الفاظ اس کی زبان پر چڑھے ہوئے ہیں تقویت الایمان صفحہ ۳۳ میں عاجز اور ناکارہ کا لفظ لکھا ہے کل کتاب کی گستاخیوں و بے ادبیوں سے بھری ہوئی ہے کہاں تک کوئی طرف داری کر سکے گا ہمیں تو یہ بھی یقین نہیں کہ یہ کلمے جو وہابیہ فوائد الفواد کی طرف نسبت کرتے ہیں۔ اس میں ہوں بھی اور اگر ہوئے بھی تو کیا کوئی وہابی ثابت کر سکتا ہے کہ یقیناً یہ الفاظ حضرت محبوب الہی صاحب کے ہیں حضرت کے تو بالیقین نہیں کیونکہ ملفوظات کا دستور ہی ہے کہ ناقل اپنے لفظوں میں مضمون ادا کرتے ہیں۔ مگر وہابی اس کا ثبوت بھی نہیں دے سکتے کہ یہ الفاظ ملفوظات کے جامع کے بھی ہوں بکثرت کتابوں میں تحریفیں ہیں۔ روافض نے سنیوں کی کتابوں کو اپن امکان تک بگاڑنے میں پوری کوششیں کی ہیں اور وہابیوں کے نزدیک تو غلط حوالے شاید ثواب ہوں ان کے شیخ اعظم مولوی اسحاق صاحب کی ماتہ مسائل تک میں حوالے غلط ہیں اور سیف النقی وغیرہ کتب وہابیہ میں جو اہل سنت پر افتراء باندھے ہیں فرضی کتابیں گھڑی ہیں جعلی مطبع فرض کر لئے جن کا عالم میں کہیں نام و نشان نہیں ایسے جھوٹے حوالے دینے والوں اور ایسے طوفان باندھنے والوں کے حوالوں کا کیا اعتبار علاوہ بریں ملفوظات متداول کتابیں تو ہیں نہیں جو ان اکابر سے بتواتر منقول ہوں ان میں تحریف و تبدیل کیا بعید ہے ہم تو یہ بھی مان لیتے کہ تقویت الایمان میں بھی یہ قول کسی نے بڑھا دیا ہو گا اگر اس میں صرف ایک عبارت ایسی ہوتی اور تمام کتاب بے ادبیوں اور گستاخیوں سے بھری نہ ہوتی اس کے علاوہ وہابیہ کی پیش کردہ عبارت میں اور بھی بہت

گفتگو میں ہیں جو بنظر اختصار چھوڑی جاتی ہیں۔

اسی طرح تقویت الایمان صفحہ ۴۸ میں بت کی دو قسمیں بتائی ہیں ایک صنم ایک وثن اور وثن کی نسبت لکھا ہے کہ اس میں داخل ہے قبر اور کسی کا چلہ اور لحد الخ کتنا ظلم ہے کہ انبیاء و اولیاء و مقبولان حق کی قبروں چلوں وغیرہ کو بت بنا دیا اس بے ادبی اور بد لگائی کی کوئی انتہا ہے قبروں اور چلوں کو تو کوئی پوجتا نہیں حضرت عیسیٰ و عزیر علیہم السلام کو تو نصاریٰ اور یہود پوجتے اور معبود مانتے ہیں یہ قرآن پاک سے ثابت ہے تو کیا یہ بد نصیب ان پاک جنابوں میں بھی ایسے گستاخانہ کلمات روا رکھیں گے۔ جو بات ہے بے ادبی و گستاخی کی ہے حضور ﷺ کے مزار مبارک کا احترام زیارت کے آداب بزرگوں کے آثار کی تعظیم کا بیان ہم اول کتاب میں بہت تفصیل سے لکھ آئے ہیں مگر وہابی اپنی کتابوں میں مولوی رشید احمد کی قیام گاہ کے فوٹو تک چھاپتے ہیں تقویت الایمان کے حکم سے مولوی رشید احمد گنگوہی کی بیٹھک وثن اور تھان ہوئی اور وہابی مشرک خلاصہ کلام یہ ہے کہ ایسی گستاخیاں بیباکیاں مقربین بارگاہ کے حق میں کوئی ضعیف الایمان بھی گوارا نہیں کر سکتا اور ایسے گستاخ کی حمایت و طرف داری اور اس کو بے گناہ ثابت کرنے کی کوشش اور اس کے کلام کو حق بتانا ایماندار کا کام نہیں اور ایسی طرف داری سے کوئی نتیجہ بھی نہیں کیونکہ وہ خود اپنی عیب داری کا مقرر ہے چنانچہ تقویت الایمان صفحہ ۱۶ میں لکھتا ہے آدمی میں بڑے سے بڑا عیب یہی ہے کہ اپنے بڑوں کی بے ادبی کرے۔

### وہابیہ کو گناہوں کی ترغیب

تقویت الایمان میں وہابیہ کو گناہوں کی ترغیب دی ہے چنانچہ صفحہ ۲۳ میں لکھا ہے جس کی توحید کامل ہوتی ہے اس کا گناہ وہ کام کرتا ہے کہ اوروں کی عبادت نہیں کر سکتی صاحب تقویت الایمان کے نزدیک توحید تو وہابی ہی کی کامل ہے جو اولیاء و انبیاء علیہم السلام



سے دشمنی رکھے اس عداوت کے صلہ میں اس کے لئے تمام حرام حلال کر دیئے اتنا ہی نہیں بلکہ اس کے گناہ دوسروں کی عبادات سے افضل بتا دیئے اب وہابی گناہوں میں کمی کرے تو کیوں گناہ سے اندیشہ ہی کیا رہا اس کے بعد لکھا ہے کہ فاسق موحد ہزار درجہ بہتر ہے متقی مشرک سے یہ عجب معمہ ہے کہ شرک سے تقویٰ میں خلل نہیں آتا مشرک ہو کر بھی آدمی متقی بنا رہتا ہے مسلمانوں کے نزدیک تو ادنیٰ درجہ تقویٰ کا شرک و کفر سے بچنا ہے مگر وہابیہ کے نزدیک شرک سے ایمان تو کیا تقویٰ بھی نہیں جاتا پھر بھی شرک سے بچے تو اس کو امام الوہابیہ کی طرف گناہوں میں ڈوب جانے کی اجازت ہے تقویت الایمان صفحہ ۵۲ میں ہے آدمی کتنا ہی گناہوں میں ڈوب جائے اور محض بے حیا ہی بن جائے اور پرایا مال کھا جانے میں کچھ قصور نہ کرے اور کچھ برائی بھلائی کا امتیاز نہ کرے مگر تو بھی شرک کرنے سے اور اللہ کے سوا اور کسی کو ماننے سے بہتر ہے۔ اب بتائیے کہ مشرک تو متقی رہا اور گناہوں میں ڈوبنے محض بے حیا بننے پرایا مال کھانے میں کمی نہ کرنے والا اس سے بہتر ہوا تو اختیار میں ہوا یا ابرار میں ہوا وہابی اس کا درجہ بھی تو بیان کر دیں۔

### ۱ اسمعیل صاحب تقویت الایمان کا کفر!

تقویت الایمان کے کثیر کفریات مذکور ہو چکے حضرات انبیاء اور سید انبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی توہین و تنقیص کے کلمات اور بے ادبانہ بدگوئیوں اور گستاخیوں سے کتاب بھری ہوئی ہے ایسے کلمات بیشک کفر میں شفا شریعت جلد ۲ صفحہ ۲۳۷ میں ہے: اَنْ حَمِيعٌ مِّنْ سَبِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ عَانَهُ اَوْ الْحَقُّ بِهِ نَقْصًا فِيْ نَفْسِهِ اَوْ دِيْنِهِ اَوْ نَسَبِهِ اَوْ حَصْلَةٍ مِّنْ خِصَالِهِ اَوْ عَوَظٍ بِهِ اَوْ شَبَّهَهُ بِشَيْءٍ عَلَى طَرِيقِ السَّبِّ لَهُ اَوْ الْاَرْدَاءِ عَلَيْهِ اَوْ التَّضْعِيفِ لِسَانِهِ اَوْ التَّقْصُصِ وَالْعَيْبِ لَهُ فَهُوَ سَابٌّ لَهُ وَالْحُكْمُ فِيْهِ حُكْمُ السَّابِّ لِيَكُنْ چُونکہ اسمعیل کی نسبت یہ مشہور ہے تھا کہ اس نے اپنے ان تمام